حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

اور

یزید پلید بن معاویہ ابو خالد اموی علیہ ما یستحقہ

اٰلِ رسول احمد الصدیقی کٹیہاری

Published By: Jamia Ahsanul Banat Katihar

نذرانہ عقیدت

حضور تاجدار کربلا، سید الشہداء مظہر شجاعت وشخاوت نبوت، پیکر عشق ومحبت وصبر واستقامت، سید شباب اہل الجنت، مقصد اہل عقیدت ومحبت، ریحانِ **محمد مصطفےٰ** ﷺ، دلبند **علی المرتضیٰ** کرم اللہ وجہہ الکریم، نوردیدۂ مخدومہ کائنات **سیدہ فاطمہ زہرا** رضی اللہ عنہا، راحت جان امام **حسن مجتبیٰ** رضی اللہ عنہ، امام عالی مقام فخر کونین **سید الشہداء سیدنا امام حسین** رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نور روحہ، اوصل الینا برکاتہ وفتوحہ، حضور پرنور غوث الاعظم محبوب سبحانی الشیخ **محی الدین ابو محمد عبد القادر** الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ، تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سلطان اوحد الدین قدوۃ الکبریٰ مخدوم **سید اشرف جہانیاں جہانگیر سمنانی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجمع البحرین حاجی الحرمین الشریفین اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی ہم شبیہ غوث الاعظم حضرت سید شاہ ابواحمد المدعو **محمد علی حسین اشرف اشرفی** میاں الحسنی الحسینی قدس سرہ النورانی، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا **الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی** علیہ الرحمہ اور دیگر تمام اولیائے کاملین عارفین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مقدس ومکرم ومعزز بارگاہوں میں اپنی اس کاوش کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہاہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے اور وسیلے سے قبول فرماکر تمام مؤمنین والمؤمنات کی مغفرت فرمائے آمین۔

فقیر قادری گدائے اشرف سمناں

آلِ رسول احمد الصدیقی الاشرفی القادری کٹیھاری

المملکۃ العربیۃ السعودیہ

فہرست

قصیدہ بردہ شریف	:	۰۳
قصیدہ رائعہ	:	۰۴
ابتدائیہ	:	۰۶
اہلبیت کے فضائل	:	۰۸
حضور ﷺ اور سیدہ فاطمہ زہرا	:	۱۷
حضور ﷺ اور حضرت سیدنا علی	:	۲۳
حضور ﷺ اور حسنین کریمین	:	۳۱
یزید پلید بن امیر معاویہ	:	۴۱
یزید پلید کے شیطانی کارنامے	:	۴۸
سانحہ کربلا کے بعد	:	۵۵
یزید کے بعض کافرانہ عقائد و نظریات	:	٦۸
فرامین مصطفٰے مکہ اور مدینہ کے بارے میں	:	۷۲
یزید متلق اکابرین اسلام کی رائے	:	۸۱
قسطنطنیہ یا قیصر روم	:	۱۳۱

قصیدۂ بردہ شریف

ابو عبد الله امام شرف الدين ابن سعد البوصيرى المصرى رحمة الله عليه

مولاي صلي وسلم دائما أبدا علي حبيبك خيرالخلق كلهم
محمد سيد الكونين والثقلين والفريقين من عرب ومن عجم
مولاي صلي وسلم دائما أبدا علي حبيبك خيرالخلق كلهم

هوالحبيب الذى ترجى شفاعته لكل هول من الأهوال مقتحم
مولاي صلي وسلم دائما أبدا علي حبيبك خيرالخلق كلهم

ثم الرضا عن أبي بكروعن عمر وعن على وعن عثمان ذى الكرم
مولاي صلي وسلم دائما أبدا علي حبيبك خيرالخلق كلهم

والال والصحب ثم التابعين فهم أهل التقى والنقا والحلم والكرمِ

مولاي صلي وسلم دائما أبدا علي حبيبك خيرالخلق كلهم

يا رب بالمصطفى بلغ مقاصدنا واغفرلنا ما مضى يا واسع الكرم
مولاي صلي وسلم دائما أبدا علي حبيبك خيرالخلق كلهم

واغفرإلهي لكل المسلمين بما يتلوه في المسجد الأقصى وفي الحرم

مولاي صلي وسلم دائما أبدا علي حبيبك خيرالخلق كلهم

الصلوٰة والسلام عليك يا سيدى يا سيدى يا سيدى يا رسول الله

قصيدة رائعة

للإمام السجاد سيدنا زين العابدين علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم وعلى حبينا المصطفى أفضل صلاة وسلام

إن نِلتِ يا رِيحَ الصِّباح يَومًا إلَى أَرضِ الحَرَم

بَلّغ سَلامي رَوضَةً فِيهَا النَّبِيّ المُحتَرَم

مَن وِّجهُهُ شَمسُ الضُّحى, مَن قَدُّهُ بَدرُ الدُّجى

مَن ذَاتُهُ نُورُ الهُدى, مَن كَفُّهُ بَحرُ الهِمَم

قُرآنُهُ بُرهانُنا نَسَخَ لِّأَديانِ مَّضَتْ

إِذ جاءَنا أَحكامُهُ كُلُّ الصُّحُفِ صارَت عَدَم

أَكبادُنا مَجرُوحَةً مِن سَيُفِ هِجرِ المُصطَفى

طُوبَى لِأَهْلِ بَلدَةٍ فِيهَا النَّبِيُّ المُحتَشَم

يا مُصطَفى يا مُجتَبى اِرحَم عَلى عِصيَانِنا

مَجبُورَةً أَعمَالُنَا طَمْعًا وِّ ذَنْبًا وِّ ظُلَمُ

أَولَادُهُ في دَارُهُ أَعدَاؤُهُ في نَارُهُ

صِدّيقُهُ في غَارُه ُذَاكَ الوَلِي وَالمُحتَرَم

فارُوقُهُ عَدلُ الصّفا عُثمانُهُ عَيْنُ الحَيَا

اَلمُرتَضى كَهفُ الوَرَى يَنْبُوع أَنْهَارُ الْكَرَم

صَلُّوا عَلَى عَيْنَ الصِّفا, بِنتُ النَّبِيّ المُصْطَفى

فَاطِمَةُ خَيرُ النِّسَاء, ذَاتِ العُلَى وَالمُحتَرَم

يا رحمَةَ لِلعالَمِين, أَنتَ شَفِيعُ المُذنَبِين

اَكْرِمُ لَنَا يَوْمَ الحَزِيْن فَضلاً وَّجُوداً وَّالكَرَمُ

يا رَحمَةَ لِّلعَالِمِين, أَدْرِكْ لِزَينَ العَابِدِين

مَحبُوسِ أَيدِي الظّالِمِين, فِي المَوكَبِ وَالمُزدَحم

شاہ است حسین، بادشاہ است حسین

دین است حسین دین پناہ است حسین

سر داد نہ داد دست بر دست یزید

حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

(حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ)

شاہ حسین ہیں، بادشاہ حسین ہیں

دین حسین ہیں دین پناہ حسین ہیں

سر اپنا کٹا دیئے مگر نہ بیعتِ یزید کیئے

حقیقت تو یہ ہے کہ لا الا اللہ کی بنیاد حسین ہیں

رہبر سالکاں نگاہ حسین

راہ دین است شاہراہ حسین

آفرینها که پیش سرور دین

فدیه کردند جاں سپاه حسین

(اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ)

ابتدائیہ

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ یزید پلید کا دامن اخلاق واقعۂ کربلا کے رونما ہونے پر امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور نوجوانانِ مصطفے صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم اور سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے انصار اور واعوان کے ناحق قتل سے آلودہ ہے اور کوئی بھی اہل تحقیق یزید پلید کے سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ناحق خون قتل سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا مگر نہایت ہی دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ کچھ بدمذہب لوگ (دیوبندی، وہابی، قادیانی وغیرہ) یزید پلید کو حق پر نواسۂ رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیتے ہیں۔(معاذاللہ صد بار معاذاللہ)لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

کربلا کی خونی داستان، مدینۃ المنورہ کی بے حرمتی کرنے اور یزید پلید فاسق، فاجر، شرابی، بدکار، ظالم کے حکم سے یزیدی لشکر مدینہ طیبہ میں گھس آئے عبداللہ بن مطیع رئیس قریش مع اپنے سات فرزندوں کو شہید کیا گیا، ایک ہزار سات مہاجرین وانصار صحابہ کرام اور کبار تابعین کو، سات سو حفاظ کو اور دو ہزار ان کے علاوہ عوام الناس کو ذبح کیا۔ بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور مردوں کو پامال کیا۔ مال و متاع جو کچھ ملا سب لوٹ لیا، ہزاروں دوشیزگان حرم مصطفی ﷺ کی عصمت دری کی۔ مسجد نبوی شریف میں گھوڑے دوڑائے، روضۂ جنت میں گھوڑے باندھے، کھوڑوں کی لید وپیشاب سے اسے ناپاک کیا، تین دن تک مسجد نبوی شریف میں آذان نہ ہوئی حضرت سیدنا ابو خدری رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک نوچ لی گئی، حضرت سیدنا سعید بن مسیب کو جو کبار تابعین اور قراء سبعہ میں ہیں پکڑا اور قتل کر دیا گیا پھر مکۃ المکرمۃ پر حملہ آور ہوا اس ارض پاک کا جس کے جنگلی جانور کا اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھ نہیں سکتے محاصرہ کرلیا اور آتش بازی کر کے کعبۃ اللہ شریف کی چھت کو جلایا، مینڈھے کے دو سینگ بھی جل گئے جو حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں اللہ جل جلالہ نے جنت سے بھیجا تھا ان تمام حرکتوں کے باوجود یزید پلید کو جنتی ہونے کے دعویدار ہی نہیں بلکہ امیر المومنین جیسے لقب، رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ جیسے دعائیہ کلمات سے بھی نوازتے ہیں۔

اسلئے ضروری تھا کہ یزید پلید کے یزیدیت کے متعلق ائمہ دین۔ محدثین، علماء، صلحاء اور شمع خارجیت کے پروانوں اور لیلی نجد و دیوبند کے مجنونوں سے بھی رائے معلوم کی جائے کہ وہ یزید پلید کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں تاکہ احقاق حق ہو اور عامۃ المسلمین کو

اِهۡدِنَا الصِّرٰطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾

ہم کو سیدھا راستہ چلا

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬

راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۧ

نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا

ہر دو کی رائے معلوم ہو جائے اور اس حق و باطل کی معرکہ آرائی میں سعادتمند فیصلہ کر سکیں کہ ہمیں ریحانِ مصطفےٰ ﷺ، دلبند مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، نوردیدۂ مخدومہ کائنات سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، راحت جان حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، امام عالی مقام فخر کونین سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نورروحہ کا ساتھ دینا ہے اور گم گشتہ راہ یزید پلید سے اجتناب اور پرہیز کرنا ہے اور اہل بیت کی محبت میں فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا کا مژدہ جاں فزا حاصل کرنا ہے۔

خدایا بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول من دست و دامان آلِ رسول

اٰمین بجاہ النبی سید المرسلین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم

طالب دعا..

آل رسول احمد الصدیقی بن محمد عقیق الدین اشرفی کٹیہاری

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(محمد علی جوہر)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صلی علی نبینا صلی علی محمد
من علینا ربنا إذ بعث محمدا
ارسله مبشرا ارسله ممجدا

صلی علی شفیعنا صلی علی محمد
ایده بأیده ایدنا بأحمدا
صلوا علیه دآئما صلوا علیه سرمدا

صلی علی نبینا صلی علی محمدا
صلی علی نبینا صلی علی محمدا

وہ لوگ کتنے خوش قسمت ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے قرب کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ ان کی خوبی اللہ عزوجل ہی کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وساوس کے خطرات سے محفوظ فرمادیا اور ان کے دلوں کی سرحدوں کو اپنی حمایت کے محافظوں کے ذریعے نفسانی خواہشات کے غبار سے محفوظ رکھا۔ انہوں نے اللہ عزوجل کے حکم کو قبول کیا اور اسے سر آنکھوں پر رکھ کر اس کی بجاآوری کے لئے کھڑے ہوگئے اور قبر کی تاریکی اور سفر آخرت کے لئے اعمال کا توشہ تیار کیا۔

اے بیکار شخص! کیا تاریک میدان میں غافل رہنے والوں کو اللہ عزوجل کی نعمتیں مل سکتی ہیں، اللہ عزوجل نے اپنے نیک بندوں کو اپنی رضا کی خلعت عطا فرمائی اور ان سے فرمایا: "باسلیقہ دوستوں کو خوش آمدید۔

اہلبیت کے فضائل

لفظ "اہل" کے لغوی معنی ہیں "والا" اسی لئے کہا جاتا ہے اہل علم "علم والا"، اہل دولت "دولت والا"، اہل ملک "ملک والا"، وغیرہ۔ لہذا اہل بیت کے معنی ہوئے گھر والے۔ اسی لئے اہل سے آلِ بنا، یہ بھی اہل کے معنی میں ہی ہے مگر اہل کی نسبت انسان، گھر، علم، دولت سب کی طرف ہوتی ہے لیکن آل کی نسبت صرف دنیاوی یا دینی عزت ووجاہت والے انسان کی طرف ہوتی ہے۔ اصطلاح میں آل بیوی بچوں کو بھی کہا جاتا ہے اور خاص خدام کو بھی۔ قرآن کریم نے حضرت عمران کی بیوی بچوں کو آل عمران فرمایا بلکہ ایک سورت کا نام آل عمران رکھا گیا جس میں عمران کی بیوی حنہ اور بیٹی مریم کا ذکر ہے اور فرعون کی پولیس و خدام کو قرآن نے آل فرعون فرمایا: (وَ اِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ) اور جب ہم نے تم کو فرعون کی آل (فرعون والوں) سے نجات بخشی۔

اصطلاح میں اہلبیت گھر والوں کو کہا جاتا ہے۔ اہلبیت کے معنی ہیں نبی کے گھر والے، پھر گھر والا ہونے کی تین صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ نبی کے گھر ہی میں پیدا ہوں اور گھر ہی میں رہیں جیسے حضور ﷺ کے چاروں فرزند ارجمند طیّب، طاہر، قاسم، ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

دوسرے یہ کہ نبی کے گھر میں پیدا ہوں مگر پھر بعد دوسرے گھر میں رہیں جیسے حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں: زینب، کلثوم، رقیہ، فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کہ حضور کے گھر میں پیدا ہوئیں مگر نکاح کے بعد سسرال میں رہیں۔

چاروں فرزند اور چاروں صاحبزادیوں کو اہلبیتِ ولادت کہا جاتا ہے۔

تیسرے وہ جو پیدا اور جگہ ہوں مگر حضور کے گھر میں رہیں جیسے حضور ﷺ کے ازواج مطہرات کہ ان کی ولادت اپنے والدین کے گھر میں ہوئیں مگر حضور ﷺ کے نکاح میں آکر حضور ﷺ کے گھر میں رہیں، انہیں اہلبیتِ سکونت کہا جاتا ہے۔ (محبت اہل بیت رسول ص ٦)

یہ تینوں قسم کے حضرات اہل بیت رسول ہیں۔ اردو محاورہ میں بھی بیوی بچوں کو اہل خانہ یا عیال واطفال یا گھر والے کہا جاتا ہے۔ لہٰذا حق یہ ہے حضور ﷺ کی تمام اولاد، صاحبزادے، صاحبزادیاں اور تمام ازواج حضور ﷺ کے اہلبیت ہیں۔ (تفسیر کبیر، مرقاۃ، اشعۃ اللمعات)

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم و حب اھل بیتہ و قراءہ القران-

اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ، اپنے آقا و مولا حضور ﷺ سے محبت، اہلبیت کی محبت، اور قران کا پڑھنا۔

(الجامع الصغیر)

یا ایھا الناس انی ترکت فیکم من ان اختم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی-

اے لوگوں میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے اگر تم اسے پکڑے رکھوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے اللہ تعالیٰ کے کتاب (قرآن کریم) اور میرے گھر والے (عترت و اہلبیت)

یہ ارشاد حضور اکرم ﷺ کی وصیت کی حیثیت رکھا ہے۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے اہلبیت کے بارے میں ارشاد فرمایا: مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکب فیھا نجاومن تخلف عنھا غرق

میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔

ایک دوسری جگہ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے **اصحابی کاالنجوم** میرے صحابہ درخشاں ستاروں کے طرح ہیں الحمدللہ یہ شرف اہلسنت کو ہی حاصل ہے کہ ہم اہلبیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور ہماری نگاہیں صحابہ کرام کی جگمگاتی پر مذکور ہیں اسلئے تو مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

اہلسنت کا بیڑا پار اصحاب نجوم

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(حدائق بخشش ص ۱۵۳)

حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے اہلبیت کے فضائل آسمان کے تاروں اور زمین کے ذروں کی طرح بیشمار ہیں اور کیوں نہ ہوں جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دستر خوان سے حضور ﷺ ہاتھ پونچھ لیں تو وہ دستر خوان آگ میں نہ جلے تو وہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا و حسنین کریمین طاہرین جن کا خمیر خون خیر الرسل سے ہے ان کا کیا پوچھنا اور وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے سینہ شریف پر حضور ﷺ کا وصال ہوا اور جن کے حجرے میں حضور ﷺ قیامت تک کے لئے آرام فرما ہوں ان کا کیا کہنا، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت تو دیکھو کہ ادھر پنجتن پاک میں شامل، ادھر چار یار میں داخل، ایک ہاتھ اہل کساء میں ہے تو دوسرا ہاتھ خلفائے راشدین میں ہے۔

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿ۚ۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (سورہ الاحزاب ۳۳)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ کے اہلبیت کو ہر ظاہری و باطنی گندگی سے پاک رکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے جسم اطہر کو سونگھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان جسم اطہر سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ (مبسوط سرخسی)

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کیا بات ہے رضاؔ اس چمنستان کرم کی

زہرا ہے کلی جس میں حسن و حسن پھول

اس لئے آپ کو زہرا کہتے ہیں یعنی جنت کی کلی اور اسی آیت سے لفظ پنجتن پاک لیا گیا ہے کہ کساء کی حدیث سے پنجتن پاک لیا گیا کیونکہ کمبل شریف میں پانچ تن ہی تھے نبی کریم ﷺ، فاطمہ زہرا، علی مرتضی، امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالی عنہم اور پاک اس آیت سے لیا گیا۔

قُل لَّا اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى ؕ

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا (تبلیغِ رسالت اور ارشاد و ہدایت) مگر قرابت کی محبّت۔

تم پر لازم ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان مودّت، محبّت واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا اَلۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان مثل ایک عمارت کے ہیں جس کا ہر ایک حِصّہ دوسرے حصّہ کو قوّت اور مدد پہنچاتا ہے، جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبّت واجب ہوئی تو سیدِ عالَمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہو گی، معنٰی یہ ہیں کہ میں ہدایت و ارشاد پر کچھ اجرت نہیں چاہتا لیکن قرابت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں، ان کا لحاظ کرو اور میرے قرابت والے تمہارے بھی قرابتی ہیں، انہیں ایذا نہ دو۔ حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ قرابت والوں سے مراد حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آلِ پاک ہے۔ (بخاری شریف)

مسئلہ: اہلِ قرابت سے کون کون مراد ہیں اس میں کئی قول ہیں، ایک تو یہ کہ مراد اس سے حضرت علی و حضرت فاطمہ و حسنین کریمین ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم، ایک قول یہ ہے کہ آلِ علی و آلِ عقیل و آلِ جعفر و آلِ عباس مراد ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ حضور کے وہ اقارب مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ مخلصینِ بنی ہاشم و بنی مطّلب ہیں، حضور کی ازواجِ مطہّرات حضور کے اہلِ بیت میں داخل ہیں۔

مسئلہ: حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت اور حضور کے اقارب کی محبت دِین کے فرائض میں سے ہے۔ (جمل و خازن وغیرہ)

معلوم ہوا کہ جس نے اہلبیت سے محبت نہ کی اس نے نبی کا حق ہی ادا نہ کیا۔ رب تعالیٰ نصیب فرمادے۔

فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَاَبۡنَآءَكُمۡ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمۡ وَاَنۡفُسَنَا وَاَنۡفُسَكُمۡ ۟ قف

اے محبوب پس فرمادو کہ آؤتم اپنے اپنے بچوں اپنی اپنی عورتوں اپنی اپنی جانوں کو بلائیں

اس آیت میں علی مرتضی، فاطمہ زہرا، حضرات حسنین کریمین کی ایسی چمکتی ہوئی منبقت ہے کہ جس ایمان چمک جاتا ہے کیونکہ علی مرتضی کو حضور ﷺ نے اپنا نفس بتایا، حسنین کریمین کا اپنا بیٹا، فاطمہ زہرا کو نساء میں شامل فرمایا۔ حضور ﷺ ان ہی چار کو لیکر نجران والوں کے مقابلہ میں مباہلے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ آیات حضرت علی کرم کرم اللہ وجہہ الکریم، خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا، سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اتریں۔

حضرت بیدم وارثی فرماتے ہیں:

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود حیات

خیر النساء، حسین و حسن، مصطفی علی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی۔

(صواعق محرقہ)

ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان ہیں۔

اھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ھلك بیتی جاء اھل من الایات ماکانو یوعدون۔

(صواعق محرقہ)

میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے امان ہیں۔ جب میرے اہل بیت ہلاک ہو جائیں گے تو اہل زمین کے پاس وہ نشانیاں آئیں گے جن سے انہیں ڈرایا گیا۔

سرور کونین ﷺ کا ارشاد ہے: انا واھل بیتی مطھرون من الذنوب کہ میں اور میرے اہلبیت گناہوں سے پاک ہیں۔ (روح المعانی)

جس نے اہلبیت سے کوئی سلوک کیا اس کا بدلہ قیامت میں اسے دے دوں گا۔

(ابن عساکر عن علی المرتضی)

اس پر اللہ جل جلالہ کا غضب ہو جو میرے اہلبیت کو ستا کر مجھے دکھ پہونچائے۔ (دیلمی عن ابی سعید)

جو میرے اہلبیت سے جنگ کرے میں اس کے مقابل ہوں اور جو ان سے صلح کرے میں اس سے صلح میں ہوں۔

(الترمذی، ابن ماجہ)

جو مجھ سے اور حسن اور حسین سے اور ان کی ماں، ان کے باپ سے محبت کرے وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (الترمذی)

ینقطع یوم القیمة کل سبب و نسب الاسبی ونسبی

قیامت میں سارے نسب اور سسرالی رشتہ ٹوٹ جائیں گے سوائے میرے نسب اور میرے سسرالی رشتہ کے (احمد، حاکم، حلیۃ الاولیاء) مطلب اس کا یہ ہے کہ کل قیامت کے روز کسی کا حسب و نسب کام نہ آئے گا سوائے حضور سید عالم کے حسب و نسب کے۔

نام ہی نام ہے جو کچھ ہے حقیقت کے سوا　　　راستہ کوئی نہیں انکی شریعت کے سوا

شامیانہ نہیں خورشید قیامت کے لئے

کالی کملی کے سوا چادر عترت کے سوا　　　(حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی)

مرج البحرین یلتقیٰن

اس آیت کی تفسیر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

هو فاطمه و علی ویخرج منهما اللولؤ والمرجان قال الحسن و الحسین

دو دریاؤں سے مراد سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرت سیدتنا بی بی فاطمۃ الزاء رضی اللہ عنہا ہیں اور ان سے موتی اور مونگے کا ظہور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں ہوا۔ (زرقانی ۷/ص ۱۴)

(الصوارق المحرقہ ص ۱۷۰)

اللہ تعالی نے فاطمہ اور اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرمادیا ہے۔ (بزار، طبرانی عن ابن سعید)

ہم سب سے پہلے اپنے اہلبیت کی شفاعت کریں گے پھر اقرب فالاقرب کی۔ (طبرانی عن ابن عمر)

اللہ تعالی اپنے حبیب کے تمام اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار کی سچی غلامی نصیب کرنے۔ آمین

عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ رسول اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حرمت علی من ظلم اهل بیتی و آذانی فی عترتی ومن اصطنع صنیعة الی احد من ولد عبدالمطلب ولم یجازه فانا اجازیه علیها غدا اذا لقینی یوم القیامه، شخص کے پر جنت حرام کردی گئی ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دی اور جس نے

عبد المطلب کے کسی بیٹے کے ساتھ احسان کیا اور وہ اس کا بدلہ نہ دے سکا تو اس کے احسان کا بدلہ کل قیامت کے دن میں دوں گا جب وہ مجھے ملے گا۔ (تفسیر ابن عربی، تفسیر روح البیان)

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ میرے اہل بیت پر ظلم کرنے والے پر جنت حرام کر دی گئی ہے ان لوگوں کو لئے انتباہ ہے جو یزید لعین کو امیر المومنین خلیفہ برحق متقی پرہیز گار اور پیدائشی جنتی کہتے ہیں۔ روافض بھی یقیناً لعنتی اور مستحق جہنم ہیں کیونکہ روافض بھی اہل بیت اطہار پر ظلم کرنے والوں میں شامل ہیں۔ ازواج مطہرات اور حضور اکرم ﷺ کی تین صاحبزادیوں کی شان میں بکواس کرنا اور تہمت لگانا ان بدمذہبوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ روافض قطعاً محبان اہلبیت نہیں بلکہ وہ گستاخان اہلبیت ہیں۔

بد مذہب روافض کا باطل عقیدہ یہ ہے کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن حضور نبی کریم ﷺ کی حقیقی صاحبزادیاں نہیں ہیں بلکہ منہ بولی اور صرف منسوب صاحبزادیاں ہیں۔ روافض صرف فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا ہی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اکلوتی صاحبزادی مانتے ہیں۔ استغفر اللہ

حضور اکرم ﷺ کے اہلبیت سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض و عناد منافقت کی علامت ہے ۔چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: من ابغض اهل بيت فهو منافق (صواعق محرقه)

اہلبیت سے بغض رکھنے والا منافق ہے۔ جنت کی بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جن کی دلوں میں اہل بیت اطہار کی محبت و عقیدت کے سمندر موجزن ہیں وہ لوگ نہایت خوش مقدر ہیں جو اصحاب رسول ﷺ اور اہل بیت رسول سے محبت رکھتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ سے توسّل کی تمنا رکھتا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ اسکو میری بارگاہِ کرم میں روزِ قیامت حقِ شفاعت ہو تو چاہیے کہ وہ میرے اہلبیت علیہم الرضوان کی نیاز مندی کرے اور انکو خوشنود رکھے۔ (سنن الترمذی، الحدیث ۵/۴۶۵الحدیث۳۸۹۶)

(الصواعق المحرقۃ، ص ۱۷۵)

دیلمی نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ کی محبت رکھتا ہے وہ قرآن کی محبت رکھتا ہے اور جو قرآن کی محبت رکھتا ہے میری محبت رکھتا ہے اور جو میری محبت رکھتا ہے میرے اصحاب اور قرابت داروں کی محبت رکھتا ہے۔

امام احمد نے روایت کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی الحدیث:۱۳۵۵۰، ج۱۲، ص۳۲۱)

(کنزالعمال، الحدیث:۳۴۲۱۵، ج۱۲، ص۵۰)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما رَفَعَهُ : أَنَا شَجَرَةٌ، وَ فَاطِمَة حَمْلُهَا. وَ عَلِيٌّ لِقَاحُهَا. وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ثَمَرَتُهَا. وَالْمُحِبُّوْنَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَقُهَا. مِنَ الْجَنَّة حَقًّا حَقًّا. رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں درخت ہوں، فاطمہ اس کی ٹہنی ہے، علی اس کا شگوفہ اور حسن و حسین اس کا پھل ہیں اور اہل بیت سے محبت کرنے والے اس کے پتے ہیں، یہ سب جنت میں ہوں گے، یہ حق ہے حق ہے۔'' اس حدیث کو امام دیلمی نے روایت کیا ہے۔ (الدیلمی فی مسند الفردوس، ۱ / ۵۲، الرقم:۱۳۵)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم : أَلَا لَا يَحِلُّ هَذَا الْمَسْجِدُ لِجَنُبٍ وَ لَا لِحَائِضٍ إِلَّا لِرَسُوْلِ اللهِ وَ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ أَلَا قَدْ بَيَّنْتُ لَكُمُ الْأَسْمَاءَ أَنْ لَا تَضِلُّوْا . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

(البیهقی فی السنن الکبری، ۷ / ۶۵، الرقم : ۱۳۱۷۸، ۱۳۱۷۹)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار! یہ مسجد کسی جنبی اور حائضہ کے لئے حلال نہیں، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم الصلوۃ والسلام کے۔ ان برگزیدہ ہستیوں کے علاوہ کسی کے لئے مسجد نبوی میں حالت جنابت میں مسجد میں آنا جائز نہیں، آگاہ ہو جاؤ! میں نے تمہیں نام بتا دیئے ہیں تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔'' اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

استاذِ زمن شہنشاہِ سخن علامہ حسن رضا حسنؔ بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہلبیت — تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہلبیت
ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں — آیہء تطہیر سے ظاہر ہے شان اہلبیت
مصطفے عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں — ہے بلند اقبال تیرا دودمان اہلبیت
ان کے گھر بے اجازت جبریل آتے نہیں — قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہلبیت
پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے — خون سے سینچا گیا ہے گلستان اہلبیت

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جان عالم ہو فدا اے خاندان اہلبیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں — لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسنؔ

یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہلبیت

کتنی بڑی خوش نصیبی ہے محبینِ اہلِ بیت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ان کے جنتی ہونے کی خبر دی اور مژدۂ قرب سے مسرور فرمایا مگر یہ وعدہ اور بشارت مومنین مخلصین اہل سنت کے حق میں ہے۔روافض اس کا محل جنہوں نے اصحاب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی و بے باکی اور اکابر صحابہ علیہم الرضوان کے ساتھ بغض وعناد اپنا دین بنالیا ہے۔ان لوگوں کا حکم مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے جو آپ نے فرمایا: يَهْلِكُ فِيَّ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ (الصواعق المحرقة، ص ۱۵۳) میری محبت میں مفرط ہلاک ہوجائے گا۔ حدیث شریف میں وارد ہے: لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ عَلِيٍّ وَبُغْضُ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فِيْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ. (الصواعق المحرقة، ص ۱۵۳) یعنی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی محبت اور شیخین جلیلین ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الامام الشافعی المطلبی القرشی (۱۵۰- ۲۰۴ ہجری) رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

یا اهل بیت رسول الله حبکم

فرض من الله فی القران انزله

اے اہل بیت رسول ﷺ! تم سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔

کماکم من عظیم القدر انکم

من لم یصل علیکم لاصلوة له

اے اہل بیت رسول ﷺ! تمہاری عظمت وشان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز ہی نہیں۔

اذا نحن فضلنا علیا فاننا

روافض بالتفضیل عند ذی الجهل

جب ہم نے حضرت سیدنا علی المرتضی صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی تو بیشک ہم بہ سبب فضیلت بیان کرنے کے جاہلوں کے نزدیک رافضی ہوئے۔

وفضل ابی بکر اذا ما ذکرته

رمیت بنصب عند ذکری للفضل

اور جس وقت ہم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہیں تو اسی وقت ہم پر ناصبی ہونے کی تہمت لگائی جاتی ہے۔

قالوا الرفضہ قلت کلا

ماالرفض دینی ولا اعتقادی

جن جاہلوں نے مجھ کو رافضی کہا تو میں نے جواب دیا کہ حاشا میرا دین اور میرا اعتقاد رافضیوں کا سا نہیں۔

لکن تولیت غیر شك

خیر امام و خیر ھادی

لیکن اس میں شک نہیں کہ میں بہتر امام اور بہتر ہادی کے ساتھ دوستی و محبت رکھتا ہوں۔

ان کان رفضًا حب اٰل محمد

فلیشھد الثقلان انی رافض

اگر حضور ﷺ کی آل پاک سے محبت رافضیت اور شیعیت ہے تو دونوں جہاں گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں۔ (سیرت امام شافعی ص ۲۲)

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، ۱/۳۰)

رسول پاک پر بھیجا اے خدا درود و سلام
علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلَّمْ

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم
اور
خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ زہرا

شمع منیر قصر طہارت ہے فاطمہ ۔۔۔ سرمایۂ فروغ امامت ہے فاطمہ

ختم رسل کا اجر رسالت ہے فاطمہ ۔۔۔ قرآن ہے رسول تو آیت ہے فاطمہ

لازم تھا چونکہ نور سے پردہ بتول کا

رخ پہ سمٹ کے آگیا سایہ رسول کا

نبی کی لاڈلی، بیوی ولی کی، ماں شہیدوں کی

یہاں جلوۂ نبوت کا   ولایت کا شہادت کا

یہ حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ واصحابہ وسلّم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ چہیتی اور لاڈلی شہزادی ہیں ان کا نام فاطمہ اور لقب زہرا وبتول ہے۔

شارح مشکوٰۃ مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ آپ رضی اللہ عنہا کے نام اور لقب کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللہ نے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد، آپ رضی اللہ عنہا کے محبین کو دوزخ کی آگ سے دور کیا ہے اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کا نام "فاطمہ" ہوا چونکہ آپ رضی اللہ عنہا دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ تھلگ تھیں لہذا "بتول" لقب ہوا، "زہرا" بمعنی کلی۔ آپ رضی اللہ عنہا جنت کی کلی تھیں حتی کہ آپ رضی اللہ عنہا کی کبھی ایسی کیفیت نہ ہوئی جس سے خواتین دوچار ہوتی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کے جسم سے خوشبو آتی تھی جسے حضور ﷺ سونگھا کرتے تھے۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کا لقب "زہرا" ہوا۔ (مراۃ المناجیح، ۸/۴۵۲)

ان کے فضائل اور مناقب اور ان کے درجات و مراتب کا کیا کہنا حدیثوں میں بکثرت ان کے فضائل اور بزرگیوں کا ذکر ہے

عن عائشه رضى الله عنها ان النبى صلى الله عليه وسلم قال وهو فى مرضه الذى توفى فيه: يا فاطمه الا ترضين ان تكون سيدة نساء العالمين و سيدة نساء هذه الامة و سيدة نساء المومنين۔

حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو نہیں چاہتی کہ تو تمام جہانوں کی عورتوں، میری اس امت کی تمام عورتوں اور مومنین کی تمام عورتوں کی سردار ہو!"۔

(رواہ بخاری، مسلم، ابن سعد، الطبقات الکبری)

عن على بن ابى طالب ان النبى صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة رضى الله عنها : الا ترضين ان تكون سيدة نساء اهل الجنة وابناك سيد اشباب اهل الجنة۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تمہیں اس بات پر خوشی نہیں کہ اہل جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہو اور تیرے دونوں بیٹے جنت کے تمام جوانوں کے "۔

(ہیثمی، مجمع الزوایدہ ۹/ ۲۰۱)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمہ رضی اللہ عنہا: ان اللہ غیر معذبك ولا ولدك (طبرانی، المعجم الکبیر ۱۱/ ۲۰۱ رقم ۱۱۶۸۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا اللہ تعالی تمہیں اور تمہاری اولاد کو آگ کا عذاب نہیں دے گا"۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم : انما سمیت بنتی فاطمۃ لان اللہ فطمھا و فطم محبیھا عن النار۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ کا نام اس لئے رکھا گیاہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے الگ تھلگ کردیا ہے"۔

(دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب ۱/ ۳۴۶، ۱۳۸۵)

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمہ : فداك امی و ابی - (حاکم المستدرك، در السحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابہ ص ۲۷۹)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ زہرا سے فرماتے تھے۔(اے بیٹی فاطمہ) میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

صادقہ صالحہ صائمہ صابرہ صاف دل نیک خُو پارسا شاکرہ

عابدہ زاہدہ ساجدہ ذاکرہ سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ

جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

ایثاروسخاوت

ایک دفعہ قبیلہ بنو سلیم کے ضعیف العمر اور انتہائی بزرگ شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں دین کے ضروری احکام ومسائل بتائے اور پھر ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قسم ہے اللہ کی (قبیلہ) بنو سلیم کے

تین ہزار آدمیوں میں سب زیادہ غریب اور متحاج میں ہی ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھا اور فرمایا تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا؟ قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ اٹھے اور عرض کیا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں انہیں دیتا ہوں۔ بعدازاں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھانک دے؟ آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سن کر شیر خدا سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اٹھے اور اپنا عمامہ اتار کر نو مسلم اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے؟ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو اپنے ساتھ لیا اور ان کی خوراک کا انتظام کرنے لگے چند گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ آخر انہوں نے دختر رسول ﷺ خاتون جنت سیدہ عالم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے پوچھا کون ہے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجا کی اے سچے رسول ﷺ کی بیٹی اس بوڑھے مسکین کی خوراک کو بندوبست کیجیے سید عرب و عجم شاہ دوعالم سرور کائنات ﷺ کی دختر گرامی سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آبدیدہ ہو کر فرمایا اے سلمان خدا کی قسم آج ہمارے ہاں تیسرا فاقہ ہے بچے فاقے سے بھوکے سوئے ہوئے ہیں۔ لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی۔ جاؤ یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ کی یہ چادر رکھ لو اور اس کے عوض اس مسکین کو کچھ دے دو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس نو مسلم ضعیف العمر اعرابی کو لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور اس سے تمام کیفیت بیان کی۔ یہ تمام ماجرا سن کر وہ یہودی حیرت میں ڈوب گیا اس ک سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاکیزہ کردار کا اس یہودی پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا اے سلمان خدا کی قسم یہ وہی لاگ ہیں جن کی کبر تورات میں دی گئی ہے تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی حضرت محمد ﷺ پر ایمان لایا۔ اس کے بعد اس نے کچھ غلہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیا اور چادر بھی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دی۔ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آئے تو سیدہ عالم نے اپنے ہاتھ اناج پیسا اور جلدی سے اس نو مسلم عرابی کے لیے روٹیاں پکا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیں۔ انہوں نے عرض کیا اے میرے آقا کی لخت جگر ان میں سے کچھ بچوں کے لیے رکھ لیجیے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو چیز میں راہ خدا میں دے چکی وہ میرے بچوں کے لیے جائز نہیں۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روٹیاں لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے روٹیاں اعرابی کو دے دیں اور پھر جگر گوشہ اور چہیتی بیٹی سیدہ

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی" بارالہی فاطمہ تیری کنیز ہے اس سے راضی رہنا۔شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ نے اس شعر میں اسی واقعے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

ایک محتاج کی خاطر ان کا دل ایسا تڑپا کہ اس کی اعانت کے لیے ایک یہودی کے پاس اپنی چادر فروخت کرنے کے لیے پیش کر دی۔خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے متعلق سرور کائنات شاہ دوعالم امام الانبیاء سید المرسلین حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا۔

عن میسو ر بن مخرمه : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: فاطمه بضعة منى فمن اغضبها اغضبنى-

حضرت میسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے فاطمہ میری جان کا حصہ ہے پس جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (صحیح بخاری ۳/ ۱۳۶۱ رقم: ۳۵۱۰)

(صحیح مسلم ۴/ ۱۹۰۳ رقم:۲۴۴۹)

۲ہجری میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح ہوا اور ان کے شکم مبارک سے تین صاحبزادگان حضرت امام حسن و حضرت امام حسین و حضرت محسن اور تین صاحبزادیاں زینب ام کلثوم ورقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہن پیدا ہوئیں حضرت محسن و رقیہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئے حضرت ام کلثوم کی شادی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی جن کے شکم مبارک سے ایک فرزند حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب کی شادی حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی جن کے فرزند عون و محمد کربلا میں شہید ہوئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کے وصال کے چھ مہینے بعد ۳رمضان ۱۱ہجری منگل کی رات میں آپ کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(شرح العلامۃ الزرقانی، ج۴، ص ۳۴۲، ۳۳۹، ۳۳۳، ۲۳۱)

آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں مورخین اور تذکرہ نگاروں کے مختلف اقوال ہیں جمہور اہل سیر کے قول کے مطابق آپ نے ۳رمضان المبارک سن ۱۱ہجری کو سفر آخرت اختیار فرمایا: جب کہ ایک اور اقول کے مطابق سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے ۳جمادی الآخرہ سن ۱۱ہجری کو وفات پائی۔بہر کیف یہ بات ثابت ہے کہ خاتون

جنت سیدہ نسا العالمین حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد چند ماہ بعد زیادہ آپ ﷺ سے جدا نہ رہیں اور بہت جلد اس دنیائے فانی کو خیر باد کہہ کر جنت الفردوس میں پہنچ گئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ میری وفات کی لوگوں کو اطلاع نہ دی جائے اور رات میں دفن کرنا تاکہ کسی غیر مرد کی نظر میرے جنازہ پر نہ پڑے۔ (مدارج النبوۃ ۲/۶۲۴)

امام محمد بن الحسن زبالہ المدنی المتوفیٰ سن ۲۰۰ ہجری جن کی کتاب "تاریخ المدنیه "مدینہ منورہ کی تاریخ پر سب سے قدیم اور سب سے جامع سمجھی جاتی ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ مزار کے قریب ہے جب کہ مورخ مسعودی نے بھی یہی تصریح کی ہے مورخ موصوف نے ۳۳۲ہجری میں جنت البقیع کی ایک قبر پر ایک کتبہ دیکھا تھا جس پر تحریر تھا کہ یہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔کے مولف علامہ محمد بن محمود النجار البغدادی المتوفی ۶۴۳ہجری نے عبادل نامی شخص کے غلام فائدے کے حوالے سے لکھا ہے کہ جنت البقیع کے گورکن نے ایک قبر پر تختی دیکھی تھی جس پر تحریر تھا کہ یہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی ہے۔چنانچہ علامہ محمد بن محمود ابن النجاد البغدادی فرماتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی قبر کے ساتھ ہی جنت البقیع میں ہے۔

چنانچہ مدینہ منورہ کے تاریخی قبرستان جنت البقیع میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے منسوب مزار پر صدیوں تک ایک شان دار عمارت قائم رہی۔آپ کی قبر مبارک مرجع خلائق ہے۔

عن علی قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لفاطمة : ان اللہ یغضب لغضبك و یرضی لرضاك۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بیشک! اللہ تعالی تیری ناراضگی پر ناراض اور تیری رضا پر راضی ہوتا ہے۔"

(حاکم المستدرک ۳/۱۶۷، رقم ۴۷۳۰)

(ابویعلی، المعجم ۱۹۰ رقم ۲۲۰)

(تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۷۹)

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنه، ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لفاطمة والحسن و الحسین : انا حرب لمن حاربکم، وسلم لمن سالمکم۔

"حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین سے فرمایا: جو تم سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا اور جو تم سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کروں گا۔"

(ابن حبان۔ الصحیح ۱۵/ ۴۳۴، رقم: ۶۹۷۷)

(الطبرانی، المعجم الاوسط ۳/ ۱۷۹، رقم: ۲۸۵۴)

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۷/ ۲۲۰)

قارئین کرام! ذرا ایمان داری سے بتائیں کہ حضور کی چہیتی بیٹی کے چہیتے بیٹے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ننھوں کو قتل کرنے سے کیا خاتون جنت حضرت سیدتنا فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا غضبناک نہیں ہوئی ہونگی؟

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلَّمْ

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم
اور
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم

سلام علی من اتانا بشیرا — ومن کان للخلق مولی نصیرا
سلام سلاما کثیرا کثیرا — صد آداب جزء رسول و ولی را

تحیات موئے نبی و علی را

تحیات خوانم شہا دستگیرا — سلام آورم پاد شاہا امیرا
جوابے عطا کن اک اشرفی را — صد آداب جزء رسول و ولی را

تحیات موئے نبی و علی را

(السید محدث اعظم ہند۔ فرش پر عرش ص ۳۳)

شجرہ نسب:

حضرت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنعانہ بن حزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے۔

امیر المومنین، امام المتقین، علی مرتضیٰ، شیر خدا خاتم النبین حضور اکرم کے چچازاد بھائی تھے۔ جو حضرت علی کے اجداد تھے وہ حضور کے اجداد تھے۔ انکے والد وہ تھے جنہیں حضور اکرم کے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے سگا ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ماں وہ تھیں جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ محترمہ کی ڈھارس بنی ہوئی تھیں۔

مورخین کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیدائش ۱۳ رجب المرجب سن عام الفیل لغایت ۱۰ ءیعنی حضور کی اعلان نبوت سے ۱۳ سال پہلے اور ہجرت سے ۲۳ سال پہلے ہوئی۔اس طرح ہجرت کے وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔جب آپ کی ولادت ہوئی تو حضور حضرت ابو طالب کے ہمراہ سفر تجارت پر گئے ہوئے تھے۔ان کی والدہ محترمہ نے انکا نام اسد اور حیدر اور صفدر بھی رکھا جو کہ بعد میں ہر طرح سے اسم بہ مسمیٰ ثابت ہوئے پھر جب سرورِ کائنات اور حضرت ابو طالب واپس آئے، تو ہادی برحق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور علی نام رکھا۔حالانکہ حضرت ابو طالب نے ان کا نام زید رکھا تھا جو زیادہ مشہور نہ ہو سکا۔کیونکہ فوراً ہی حضور نے علی نام رکھ دیا تھا اور اسی نام سے وہ پکارنے لگے نیز یہ بھی حضور اکرم نے فرمایا کہ یہ نام ان کا طے ہو چکا ہے۔چونکہ وہ تین سال کی عمر سے حضور کے زیر کفالت آگئے تھے لہذا وہی نام رائج ہو کر مشہورِ عام کی سند پا گیا۔چونکہ وہ تین سال کی عمر سے حضور کے زیر کفالت آگئے تھے لہذا وہی نام رائج ہو کر مشہورِ عام کی سند پا گیا۔

حضرت علی کی کنیت کئی ہیں وہ ہیں ابو تراب، ابو القسم اور الہاشمی جس میں **ابو تراب** حضور کا عطا کردہ ہے، **القسم** کے بارے میں مورخین میں اختلاف ہے۔ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ جب بچپن میں حضور کی حفاظت کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ان بچوں کی ہڈی پسلیاں توڑ دیں، جو حضور پر اینٹ اور پتھر برسا رہے تھے تو یہ انکو عطا ہوا۔

جبکہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ یہ ایک جنگ میں ایک کافر نے نعرہ لگایا کہ میں قسم (شیر) ہوں تو انہوں جواب میں فرمایا کہ میں **ابوالقسم** ہوں۔واللہ ورسولہ اعلم۔

الھاشمی کے بارے میں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ نجیب الطرفین ہیں۔یعنی والد اور والدہ دونوں کی طرف سے نجیب الطرفین یعنی ہاشمی ہیں۔ حضرت علی کی والدہ اور ان کے والد کے چچا کی صاحبزادی تھیں اور وہ پہلے فرزند تھے جن کے ماں اور باپ دونوں ہاشمی تھے۔آپ کی والدہ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ ان القابات کے علاوہ ایک لقب بعد میں دربارِ رسالت سے اور عطا ہوا تھا۔جو کہ انکی بے مثال شجاعت کی بنا پر عطا ہوا وہ "**شیر خدا**" ہے

ان کی پرورش یوں بھی مبارک تھی کہ وہ تمام کے تمام ایامِ، دورِ شیر خوارگی چھوڑ کر حضور اکرم صلی علیہ وسلم کے زیرِ سایہ رہی۔وہ ایک لمحہ کے لیئے بھی حضور ان کو تنہا نہیں چھوڑتے تھے۔

آپ انتہائی خوبصورت تھے۔ گو رنگ گندمی تھا چشم مبارک بڑی اور سفید مگر سرخی لیئے ہوئے، پیشانی کشادہ تھی اور سر پر بال ذرا پیچھے ہٹ کر شروع ہوتے تھے۔قد چھوٹا۔ریش مبارک بڑی جس نے آپ کے شانوں اور

سینہ مبارک کچھ حصوں کو ڈھانپ رکھا تھا۔ آپ کے سینہ اور دونوں کاندھوں کے درمیان بھی بال بہت تھے۔ چال اور گفتگو دونوں میں انکساری تھی۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم واحد شخصیت ہیں جو اللہ کے گھر میں پیدا ہوئے اور اللہ کے گھر میں ہی شہادت پائی۔

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
با کعبہ ولادت با مسجد شہادت

خلیفہ چہارم حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ تحریک اسلامی کے عظیم قائد، نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی معتبر ساتھی، جاں نثار مصطفیٰ اور داماد رسول تھے۔ آپ کی فضیلت کے باب میں ان گنت احادیث منقول ہیں جن میں سے چند احادیث کریمہ نقل کرتے ہیں۔

حضرت علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجھہ الکریم

اہل بیت میں سے ہیں

عن سعد بن ابی وقاص قال: لما نزلت هذه الاية (فقل تعالوا ندع ابنائنا وابناءكم) آل عمران ٦١، دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا و حسينا فقال: اللهم هولاء اهلي- (رواه مسلم و الترمذى)

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ جب آیت مباہلہ "آپ فرمادیں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ" نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کو بلایا، پھر فرمایا: یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔" (المسلم فی الصحیح ۴/۱۸۷۱، رقم: ۲۴۰۴)

(الترمذی فی الجامع الصحیح ۵/۲۲۵، رقم: ۲۹۹۹)

(احمد بن حنبل فی المسند ۱/۱۸۵، رقم: ۱۶۰۸)

عن ابی بریده قال كان احب النسا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمه و من الرجال علی-

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت فاطمۃ الزہراء سے تھی اور مردوں میں سے حضرت علی المرتضی سب سے زیادہ محبوب تھے"۔

(ترمذی الجامع الصحیح ۵/۶۹۸، رقم ۳۸٦۸)

(السنن الکبری ۵/ ۱۴۰)

(طبرانی، المعجم الاوسط ۷/ ۱۹۹ رقم ۷۲۶۲)

عن سعد بن ابی وقاص، قال فی روایۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من کنت مولاہ فعلی مولاہ، وسمعتہ یقول: انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی، الا انہ لا نبی بعدی، وسمعتہ یقول: لاعطین الرایۃ الیوم رجلا یحب اللہ و رسولہ رواہ ابن ماجۃ والنسائی۔

حضرت سیدنا سعد بن ابی قاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اور میں نے آپ ﷺ کو (حضرت علی سے) یہ فرماتے ہوئے سنا: تم میرے لیے اسی طرح ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور میں آپ ﷺ کو (غزوہ خیبر کے موقع پر) یہ بھی فرماتے ہوئے سنا: میں آج اس شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(والنسائی فی الخصائص علی بن ابی طالب ص ۳۲-۳۳، رقم ۹۱)

(احمد بن حنبل فی فضائل الصحابہ ۲/ ۴۰۵، رقم ۱۲۰۶)

مولا کا معنی ہیں دوست مددگار وغیرہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس کا دوست اور مددگار حضور ﷺ ہیں اس کے مددگار حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور بفضلہ تعالی اہلسنت وجماعت کا یہ نعرہ کہ "یارسول اللہ مدد، یا علی مدد" اس حدیث کی روشنی میں برحق ہے۔

ہم شبیہ غوث اعظم محبوب ربانی اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ "تحائف اشرفی" میں فرماتے ہیں:

بندہ ہوں میں علی کا مولا مرا علی ہے
والی مرا علی ہے آقا مرا علی ہے

ہمنام ہے خدا کا محبوب مصطفٰے کا
باشان کبریائی نام خدا علی ہے

جو پھر گیا علی سے وہ پھر گیا نبی سے
نفس رسول اکرم شان خدا علی ہے

نرغہ میں ظالموں کے پھنس کر بھی اشرفی تو

گھبرائیو نہ دل میں حامی تیرا علی ہے

(تحائف اشرفی ص ۴۸)

عن عمران بن حصین فی روایة طویلة منها ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن بعدی رواه الترمذی۔

حضرت عمران بن حصین سے ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مسلمان کا ولی ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔" (ابن حبان فی الصحیح ۱۰/ ۳۷۳، رقم ۶۹۲۹)

(الترمذی فی الجامع الصحیح ۵/ ۶۳۲، رقم ۳۷۱۲)

(ابن ابی شیبہ فی المصنف ۶/ ۳۷۳، رقم ۳۲۱۲۱)

عن حبشی بن جناده قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: علی منی انا منه ولا یودی عنی الا علی رواه ابن ماجه

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اعظم ﷺ سے سنا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میرا قرض میرے طرف سے سوائے علی کے کوئی نہیں ادا کر سکتا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔ (الترمذی فی الجامع الصحیح ۵/ ۶۳۶، رقم ۳۷۱۹)

(احمد بن حنبل فی المسند ۴/ ۱۶۴)

(ابن ماجہ فی السنن ۱/ ۴۴، رقم ۱۹)

امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

محبت واعتماد کا یہ تعلق (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) جانبین سے تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک فرزند کا نام ابو بکر رکھا۔ (المرتضٰی، البدایہ والنہایہ، تاریخ الخمیس)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی پھر مسجد سے نکل کر ٹہلنے لگے آپ نے دیکھا کہ حضرت امام حسن

رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں آپ نے بڑھ کر ان کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا، میرے ماں باپ قربان! یہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہیں علی کے نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی ﷺ)

ان باتوں سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان دونوں اصحاب رسول ﷺ میں کتنی محبت تھی اور وہ (رحماء بینھم) کے مصداق آپس میں رحمدل تھے اور ایک دوسرے سے کتنی محبت کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق اعظم کے ایک خیر خواہ قابل اعتماد رفیق و مشیر تھے حکیمانہ انداز میں مشکل سے مشکل مسئلہ کو اس طرح حل کر دیتے کہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہ رہتی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لولا علی لھلك عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ (الاستیصاب از عبد البر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس کے سفر پر گئے تو اپنی جگہ پر قائم مقام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کو بنا کر گئے۔ (المرتضےٰ بحوالہ مجالس المومنین از شیعہ عالم قاضی نور اللہ الشوستری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں دے دیا تھا اور یہ دلیل ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کتنی عزت دل میں رکھتے تھے اور ان کا آپ میں کس درجہ پیار تھا۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔ ابن ابی داود نے بسند صحیح حضرت سوید بن غفلہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا حضرت علی کا فرمان ہے کہ جامع القرآن حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں خیر ہی کہو کیونکہ انہوں نے مصاحف کے بارے میں جو کچھ بھی کیا صرف اپنی رائے سے نہیں بلکہ ہماری ایک جماعت کے مشورہ سے کیا گیا۔ (الاتقان ص ٦١)

عن ابن عباس قال نظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی فقال : یا علی انت سید فی الدنیا سید فی الاخرہ حبیبك حبیبی و حبیبی حبیب اللہ و عدوك عدوی وعدوی عدو اللہ والویل لمن ابغضك بعدی- رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین-

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے میری (یعنی علی کی) طرف دیکھ کر فرمایا اے علی کرم اللہ وجہہ الکریم! تو دنیا و آخرت میں سردار ہے۔ تیرا محبوب میرا محبوب ہے اور میرا محبوب اللہ کا محبوب ہے اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور اس کے لئے بربادی ہے جو میرے بعد تمہارے ساتھ بغض رکھے۔ اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔" (الحاکم فی المستدرک ۳/۱۳۸، رقم ۴۶۴۰)

(الدیلمی فی الفردوس بماثور الخطاب ۵/۳۲۵، رقم ۸۳۲۵)

(الطبرانی فی المعجم الکبیر ۶/۲۳۹، رقم ۶۰۹۷)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال : نظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی و فاطمۃ والحسن و الحسین فقال : انا حرب لمن حاربکم، وسلم لمن سالمکم

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی طرف نظر التفات کی اور ارشاد فرمایا: جو تم سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا جو تم سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کروں گا۔" (یعنی جو تمہارا دشمن وہ میرا دشمن اور جو تمہارا دوست ہے وہ میرا بھی دوست ہے۔ (احمد بن حنبل فی المسند ۲/۴۴۲)

(الحاکم فی المستدرک ۳/۱۶۱، رقم ۴۷۱۳)

(تاریخ بغداد ۷/۱۳۷)

شہادت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت خوارج کے ہاتھوں ہوئی۔ یہ وہی گروہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں شامل تھا۔ بعد میں اس پارٹی میں اختلافات پیدا ہو گئے اور خوارج نے اپنی جماعت الگ بنالی۔ باغی پارٹی کے بقیہ ارکان بدستور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گردوپیش میں موجود رہے تاہم ان کی طاقت اب کمزور پڑ چکی تھی۔

تین خارجی ابن ملجم، برک بن عبد اللہ اور عمرو بن بکر تیمی اکٹھے ہوئے اور انہوں نے منصوبہ بنایا حضرت علی، معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو ایک ہی رات میں قتل کر دیا جائے۔ انہوں نے اپنی طرف سے اپنی جانوں کو اللہ تعالی کے ہاتھ فروخت کیا، خود کش حملے کا ارادہ کیا اور تلواریں زہر میں بجھالیں۔ ابن ملجم کوفہ آکر دیگر خوارج سے ملا جو خاموشی سے مسلمانوں کے اندر رہ رہے تھے۔ اس کی ملاقات ایک حسین عورت قطامہ سے ہوئی، جس کے باپ اور بھائی جنگ نہروان میں مارے گئے تھے۔ ابن ملجم اس کے حسن پر فریفتہ ہو گیا اور اسے نکاح کا پیغام بھیجا۔ قطامہ نے نکاح کی شرط یہ رکھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا جائے۔ ایک خارجی شبیب نے ابن ملجم کو روکا بھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسلام کے لیے خدمات کا حوالہ بھی دیا لیکن ابن ملجم نے اسے قائل کر لیا۔

اس نے نہایت ہی سادہ منصوبہ بنایا اور صبح تاریکی میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب فجر کی نماز کے لیے مسجد کی طرف آرہے تھے تو اس نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔

جب آپ کے قاتل کو گرفتار کر کے آپ کے سامنے لائے اور آپ نے دیکھا کہ اس کا چہرہ زرد ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں تو آپ کو اس پر بھی رحم آگیا اور اپنے دونوں فرزندوں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ یہ تمہارا قیدی ہے اس کے ساتھ کوئی سختی نہ کرنا جو کچھ خود کھانا وہ اسے کھلانا۔ اگر میں اچھا ہو گیا تو مجھے اختیار ہے میں چاہوں گا تو سزا دوں گا اور چاہوں گا تو معاف کر دوں گا اور اگر میں دنیا میں نہ رہا اور تم نے اس سے انتقام لینا چاہا تو اسے ایک ہی ضرب لگانا، کیونکہ اس نے مجھے ایک ہی ضرب لگائی ہے اور ہر گز اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ قطع نہ کیے جائیں، اس لیے کہ یہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے، دو روز تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ بستر بیماری پر انتہائی کرب اور تکلیف کے ساتھ رہے آخر کار زہر کا اثر جسم میں پھیل گیا اور ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ ہجری نماز فجر کے وقت آپ کی شہادت ہوئی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے تجہیز و تکفین کی اور پشتِ کوفہ پر نجف اشرف کی سرزمین میں دفن کیے گئے۔

اس کے بقیہ دو ساتھی جو حضرت معاویہ اور عمرو رضی اللہ عنہما کو شہید کرنے روانہ ہوئے تھے، ناکام رہے۔ برک بن عبد اللہ، جو حضرت معاویہ کو شہید کرنے گیا تھا، انہیں زخمی کرنے میں کامیاب ہو گیا لیکن انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ حضرت عمرو اس دن بیمار تھے، اس وجہ سے انہوں نے فجر کی نماز پڑھانے کے لیے خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا۔ خارجی عمرو بن بکر نے عمرو بن عاص کے دھوکے میں خارجہ کو شہید کر دیا۔ اس کے بعد وہ گرفتار ہوا اور مارا گیا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلَّمْ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم
اور
حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

دنیاے اسلام میں کئی نام بولے اور رکھے جاتے ہیں جن میں خصوصا خلفاے راشدین کے نام بھی شامل ہیں مگر کچھ نام ایسے ہیں جن میں سے کوئی نہ کوئی نام ضرور رکھا جاتا ہے وہ نام ہیں:

اللہ، محمد، احمد، علی، فاطمہ حسن و حسین

اب ان کا استعمال دیکھئے:۔

اللہ: کے نام کے ساتھ عبد اللہ۔ سمیع اللہ۔ حفیظ اللہ وغیرہ

محمد: نام سے بعض صرف محمد رکھتے ہیں بعض محمد ابو بکر، محمد عمر، محمد عثمان ۔اسی طرح بعض نام محمد سے شروع ہو کر احمد پہ ختم ہوتے ہیں محمد تفسیر احمد، محمد تسلیم احمد، محمد وسیم احمد ۔اسی طرح علی کا نام بھی بہت سارے ناموں کے شروع میں آتا ہے۔ علی احمد، علی رضا، علی حسن وغیرہ اور فاطمہ نام تو اتنا اچھا ہے کہ زیادہ تر بچیوں کے نام فاطمہ کے نام سے جڑا ہوا ہے جیسے۔ عفت فاطمہ، الفت فاطمہ، کنیز فاطمہ پھر کبھی نام کا دوسرا لفظ حسن ہوتا ہے نعمان حسن، نور الحسن، فیض الحسن اور حسین کے نام سے جیسے اطہر حسین، اظہار حسین، محبوب حسین وغیرہ۔

اس صورتحال سے پتہ چلتاہے پوری امت مسلمہ کی ان ناموں سے ایک عقیدت اور محبت ہے اللہ اور رسول کریم صل اللہ علیہ وسلم کے ناموں کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ ہمارا تعارف ہیں انہیں جانے اور مانے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا لیکن امت مسلمہ کی والہانہ عقیدت حضور ﷺ، خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اورامام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی عظیم ہے۔

وہ مسلمانوں کے دل کی فطری آواز ہے اور حق یہ ہے کہ ان ناموں کو امت نے بغیر کسی اختلاف کے اپنے ہر معاشرے میں عزت کا سامان اور عقیدت کا عنوان بنایا یہ عقیدت مسلمانوں کے کسی ایک ملک یا چند قبائل میں نہیں بلکہ پوری امت میں یہ نام متبرک ہیں اور پوری امت میں سرمایہ عقیدت سمجھے جاتے ہیں

عن علی قال : لما ولد حسن سماہ حمزۃ ، فلما ولد حسین سماہ باسم عمہ جعفر- قال: فدعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال : انی امرت ان اغیر ھذین- فقلت: اللہ ورسولہ اعلم، فسماھما حسنا و حسینا-

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان فرماتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوا تو اس کا نام حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوا تو اس کا نام اس کے چچا کے نام پر حمزہ رکھا۔(حضرت علی فرماتے ہیں) مجھے نبی اکرم ﷺ نے

بلا کر فرمایا: مجھے ان کے یہ نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(حضرت علی فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے ان کے نام حسن و حسین رکھے۔

(احمد بن حنبل فی المسند ١/ ١٥٩)

(ابو یعلیٰ فی المسند ١/ ٣٨٤، رقم: ٤٩٨)

(حاکم فی المستدرک ٤/ ٣٠٨، رقم: ٧٧٣٤)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلْتُ أَوْ رُبَّمَا دَخَلْتُ عَلَي رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَتَقَلَّبَانِ عَلَي بَطْنِهِ. قَالَ: وَيَقُوْلُ: رَيْحَانَتَيَ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتا یا (فرمایا) اکثر اوقات حاضر ہوتا (اور دیکھتا کہ) حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکم مبارک پر لوٹ پوٹ ہو رہے ہوتے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہوتے: یہ دونوں ہی تو میری امت کے پھول ہیں۔" اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

(النسائی فی السنن الکبری، ٥ / ٤٩، ١٥٠، الرقم: ٨١٦٧، ٨٥٢٩)

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه. قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَي أَشْبَهِ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم مَا بَيْنَ عُنُقِهِ إِلَي وَجْهِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَي الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَمَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَي أَشْبَهِ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم مَا بَيْنَ عُنُقِهِ إِلَي کَعْبِهِ خَلْقًا وَلَوْنًا فَلْيَنْظُرْ إِلَي الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ لوگوں میں ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے چہرے تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے کامل شبیہ ہو تو وہ حضرت حسن بن علی کو دیکھ لے اور جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ لوگوں میں ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے ٹخنے تک رنگت اور صورت دونوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے کامل شبیہ ہو تو وہ حضرت حسین بن علی کو دیکھ لے۔" اس حدیث کو امام طبرانی نے بیان کیا ہے۔

(الطبرانی فی المعجم الکبیر، ٣/ ٩٥، الرقم: ٢٧٦٨، ٢٧٥٩)

حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

لوگوں میں سے سب سے بہتر نسب والے ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز عصر پڑھی، جب آپ چوتھی رکعت میں تھے حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی

اللہ عنہما حاضر ہوئے یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی پشت انور پر سوار ہو گئے آپ نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آگے بڑھے حضور اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے دائیں شانۂ اقدس پر اور حضرت حضرت امام حسین کو بائیں شانۂ اقدس پر اٹھالیا پھر ارشاد فرمایا :

اے لوگو! کیا میں تمہیں ان کے بارے میں خبر نہ دوں جو (اپنے) نانا نانی کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے نہ بتاؤں جو (اپنے) چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو (اپنے) ماموں اور خالہ کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں خبر نہ دوں جو (اپنے) ماں باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ وہ حسن اور حسین ہیں، ان کے نانا اللہ کے رسول، ان کی نانی خدیجہ بنت خویلد، ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ، ان کے والد علی بن ابی طالب، ان کے چچا جعفر بن ابی طالب، ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب، ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ اور ان کی خالہ رسول اللہ کی بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم ہیں۔ ان کے نانا، والد، والدہ، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ (سب) جنت میں ہوں گے اور وہ دونوں (حسنین کریمین) بھی جنت میں ہوں گے۔

(طبرانی، المعجم الکبیر، ۳ : ۶۶، رقم: ۲۶۸۲)

(طبرانی، المعجم الاوسط، ۶ : ۲۹۸، رقم: ۶۴۶)

(ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، ۱۳ : ۲۲۹)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُوْلُ : إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيْلَ وَ إِسْحَاقَ : أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَةٍ وَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَةٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ ماجة.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہ کے لئے (خصوصی طور پر) کلمات تعوذ کے ساتھ دم فرماتے تھے اور فرماتے کہ تمہارے جد امجد (ابراہیم علیہ السلام بھی) اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل و اسحاق (علیہما السلام) کے لئے ان کلمات کے ساتھ تعوذ کرتے تھے: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر (وسوسہ اندازی کرنے والے) شیطان اور بلا سے اور ہر نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔" اس حدیث کو امام بخاری، ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(البخاري فی الصحیح، ۳ / ۱۲۳۳، الرقم: ۳۱۹۱)

(آبوداود فی السنن، ۴ / ۲۳۵، الرقم: ۴۷۳۷)

(ابن ماجۃ فی السنن، ۲ / ۱۱۶۴، الرقم: ۳۵۲۵)

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما قال: رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید الحسن والحسین و یقول: ھذان ابنای۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کو دیکھا کہ آپ امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ میرے بیٹے ہیں۔

(ذہبی، سیئر اعلام النبلاء ۳/ ۲۸۴)

(دیلمی، الفردوس ۴/ ۳۳۶، رقم: ۶۹۷۳)

(ابن جوزی فی الصفوۃ الصفوہ ۱/ ۷۶۳)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم يُصَلِّي فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَي ظَهْرِهِ، فَإِذَا أَرَادُوْا أَنْ يَمْنَعُوْهُمَا أَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ دَعُوْهُمَا. فَلَمَّا صَلَّي وَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے، جب سجدے میں گئے تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے، جب لوگوں نے انہیں روکنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اشارہ فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو یعنی سوار ہونے دو، پھر جب نماز ادا فرما چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو اپنی گود میں لے لیا۔'' اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔ (النسائی فی السنن الکبري، ۵ / ۵۰، الرقم: ۸۱۷۰)

عَنْ سَلْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا حَوْلَ النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليك وسلم، لَقَدْ ضَلَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، قَالَ: وَ ذَلِکَ رَادُ النَّهَارِ يَقُوْلُ ارْتِفَاعُ النَّهَارِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: قُوْمُوْا فَاطْلُبُوْا ابْنَيَّ. قَالَ: وَ أَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ تُجَاهَ وَجْهِهِ، وَ أَخَذْتُ نَحْوَ النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم، فَلَمْ يَزَلْ حَتَّي أَتَي سَفْحَ جَبَلٍ وَإِذَا الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ مُلْتَزِقٌ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، وَ إِذَا شُجَاعٌ قَائِمٌ عَلَي ذَنْبِهِ يَخْرُجُ مِنْ فِيْهِ شِبْهُ النَّارِ، فَأَسْرَعَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم، فَالْتَفَتَ مُخَاطِبًا لِرَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم، ثُمَّ انْسَابَ فَدَخَلَ بَعْضَ الْأَحْجِرَةِ، ثُمَّ أَتَاهُمَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَ مَسَحَ وَجْهَهُمَا وَ قَالَ: بِأَبِي وَ أُمِّي أَنْتُمَا مَا أَكْرَمَكُمَا عَلَي اللهِ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے۔ حضرت ام ایمن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا: حسن و حسین رضی اللہ عنہما گم ہو گئے ہیں۔ راوی کہتے ہیں دن خوب نکلا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چلو میرے بیٹوں کو تلاش کرو، راوی کہتا ہے ہر

ایک نے اپنا اپنا راستہ لیا اور میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل چلتے رہے حتی کہ پہاڑ کے دامن تک پہنچ گئے (دیکھا کہ) حسن اور حسین عنہما ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں اور ایک اژدھا اپنی دم پر کھڑا ہے اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف تیزی سے بڑھے تو وہ اژدھا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر سکڑ گیا پھر کھسک کر پتھروں میں چھپ گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لائے اور دونوں کو الگ الگ کیا اور ان کے چہروں کو پونچھا اور فرمایا: میرے ماں باپ تم پر قربان، تم اللہ کے ہاں کتنی عزت والے ہو۔" اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ (الطبرانی فی المعجم الکبیر، ۳ / ۶۵، الرقم: ۲۶۷۷)

عن فاطمه رضی الله تعالی عنها قالت : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتاها یوما۔ فقال : این ابنای ؟ فقالت: ذهب بهما علی، فتوجه رسول الله صلی الله علیه وسلم فوجدهما یلعبان فی مشربة و بین ایدهما فضل من تمر - فقال : یاعلیؓ الا تقلب ابنی قبل الحر -

خاتون جنت سیدتنا فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: میرے بیٹے کہاں ہیں ؟ میں نے عرض کیا: علی رضی اللہ عنہ ان کو ساتھ لے گئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ ان کی تلاش میں متوجہ ہوئے تو انہیں پانی پینے کی جگہ پر کھیلتے ہوئے پایا اور ان کے سامنے کچھ کھجوریں بچی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا اے علی کرم اللہ وجہہ الکریم ! خیال رکھنا میرے بیٹوں کو گرمی شروع ہونے سے پہلے واپس لے آنا۔

(الحاکم فی المستدرک ۳/ ۱۸۰، رقم ۴۷۷۴)

(دولابی فی الذریۃ الطاہرۃ ۱/ ۱۰۴۱، رقم ۱۹۳)

اللہ اکبر! ذرا کربلا کے سورج کی کرن سے تپتے ہوئے میدان کو بھی تصور میں رکھتے ہوئے اس واقعہ کو بار بار پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ آقا کریم ﷺ کو کتنی تکلیف ہوئی ہو گی۔

عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ نُجْبَةَ قَالَ : قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ : قَالَ النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم : إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ أَوْ نُقَبَاءَ، وَ أُعْطِيْتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ. قُلْنَا : مَنْ هُمْ؟ قَالَ : أَنَا وَ ابْنَايَ و جَعْفَرٌ وَ حَمْزَةُ وَ أَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَ بِلَالٌ وَ سَلْمَانُ وَالْمِقْدَادُ وَ حُذَيْفَةُ وَ عَمَّارٌ وَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَد. وَقَالَ أَبُوْعِيْسٰي: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

حضرت مسیب بن نجبہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کو سات نجیب یا نقیب عطا کئے گئے جبکہ مجھے چودہ نقیب عطا کئے گئے۔ راوی کہتے ہیں

کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں، میرے دونوں بیٹے، جعفر، حمزہ، ابو بکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، مقداد، حذیفہ، عمار اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنھم۔'' اس حدیث کو امام ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(الترمذي في السنن، ۵ / ۶۶۲، الرقم: ۳۷۸۵)

(أحمد بن حنبل في المسند، ۱ / ۱۴۲، الرقم: ۱۲۰۵)

(الطبراني في المعجم الكبير، ۶ / ۲۱۵، الرقم: ۶۰۴۷)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ: نَحْنُ وَلَدُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ: أَنَا وَحَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ. رَوَاهُ ابْنُ ماجة.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم حضرت عبد المطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہیں جن میں میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی شامل ہیں۔'' اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(ابن ماجة في السنن ۲ / ۱۳۶۸، الرقم: ۴۰۸۷)

(الحاكم في المستدرك، ۳ / ۲۳۳، الرقم: ۴۹۴۰)

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلْتُ عَلَي النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم وَ هُوَ يَمْشِي عَلَي أَرْبَعَةٍ، وَ عَلَي ظَهْرِهِ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ، وَ هُوَ يَقُوْلُ: نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُكُمَا، وَ نِعْمَ الْعَدْلَانِ أَنْتُمَا. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار ٹانگوں (گھٹنوں اور دونوں ہاتھوں کے بل) پر چل رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: تمہارا اونٹ کیا خوب ہے اور تم دونوں کیا خوب سوار ہو۔'' اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(الطبراني في المعجم الكبير، ۳ / ۵۲، الرقم: ۲۶۶۱)

حضرت سیدنا جعفر صادق بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے سامنے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کم سنی کے زمانہ میں ایک دوسرے سے کشتی لڑ رہے تھے اور حضور ﷺ بیٹھے ہوئے کشتی ملاحظہ فرمارہے تھے تو حضرت حسن سے حضور نے فرمایا حسین کو پکڑلو۔ خاتون جنت حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو انہیں تعجب ہوا اور عرض کیا ابا حضور! آپ بڑے سے فرمارہے ہیں کہ

چھوٹے کو پکڑ لو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: دوسری طرف جبرئیل علیہ السلام حسین سے کہہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑ لو۔ (نورالابصار ص ۱۱۴)

یزیدی آنکھیں کھول کر دیکھ لیں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا وہ مقام کہ سید الملائکہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام آکر ان کے درمیان کشتی لڑا رہے ہیں۔

عَنْ أَبِي الْمُعْدِلِ عَطِيَةَ الطَّفَاوِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم فِي بَيْتِي يَوْمًا إِذْ قَالَ الْخَادِمُ: إِنَّ عَلِيًّا وَ فَاطِمَةَ بِالسُّدَّةِ، قَالَتْ: فَقَالَ لِي: قُوْمِي فَتَنَحِّي لِي عَنْ أَهْلِ بَيْتِي، قَالَتْ: قُمْتُ فَتَنَحَّيْتُ فِي الْبَيْتِ قَرِيْبًا، فَدَخَلَ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ مَعَهُمَا الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ هُمَا صَبِيَانِ صَغِيْرَانِ فَأَخَذَ الصَّبِيَيْنِ فَوَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ فَقَبَّلَهُمَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت ابو معدل عطیہ طفاوی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہیں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے ایک خادم نے عرض کیا: دروازے پر علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما آئے ہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا: ایک طرف ہو جاؤ اور مجھے اپنے اہل بیت سے ملنے دو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں پاس ہی گھر میں ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہوگئی، پس علی، فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما داخل ہوئے اس وقت وہ کم سن تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں بچوں کو پکڑ کر گود میں بٹھالیا اور دونوں کو چومنے لگے۔" اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

(أحمد بن حنبل في المسند، ٦ / ٢٩٦، الرقم: ٢٦٥٨٢)

عَنْ أَبِي رَافِعٍ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم بِحَسَنٍ وَ حُسَيْنٍ إِلَي رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ فَقَالَتْ: هَذَانِ ابْنَاکَ فَوَرِّثْهُمَا شَيْئًا فَقَالَ لَهَا: أَمَّا حَسَنٌ فَإِنَّ لَهُ ثَبَاتِي وَ سُؤْدَدِي، وَ أَمَّا حُسَيْنٌ فَإِنَّ لَهُ حُزَامَتِي وَجُوْدِي. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض وصال میں اپنے دونوں بیٹوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائیں اور عرض گزار ہوئیں کہ یہ آپ کے بیٹے ہیں انہیں کچھ وراثت میں عطا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسن کے لئے میری ثابت قدمی اور سرداری کی وراثت ہے اور حسین کے لئے میری طاقت و سخاوت کی وراثت۔"

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ (الطبرانی فی المعجم الأوسط، ٦ / ٢٢٢)

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ رضي الله عنه قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عليهما السلام وَهُوَ حَامِلُهُمَا عَلَي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ. فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، نِعْمَتِ الْمَطِيَةُ قَالَ: وَنِعْمَ الرَّاكِبَانِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنین کریمین رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے انصار کی ایک مجلس سے گزرے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا خوب سواری ہے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوار بھی کیا خوب ہیں۔'' اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔ (ابن أبی شیبة فی المصنف، ٦ / ٣٨٠، الرقم: ٣٢١٨٥)

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: اَلْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَي الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِکَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ. وَقَالَ أَبُوْعِيْسَي: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن سینہ سے سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل شبیہ تھے اور حضرت حسین سینہ سے نیچے تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل شبیہ تھے۔'' اس حدیث کو امام ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(الترمذي فی السنن، ٥ / ٦٦٠، الرقم: ٣٧٧٩)

(أحمد بن حنبل فی المسند، ١ / ٩٩، الرقم: ٧٧٤)

(ابن حبان فی الصحیح، ١٥ / ٤٣٠، الرقم: ٦٩٧٤)

عن ابی موسی الاشعری قال: قال رسول اللّٰہ : انا و علی و فاطمة و الحسن و الحسین یوم القیمة فی قبة تحت العرش۔

"حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں علی، فاطمہ، حسن اور حسین قیامت کے دن عرش کے گنبد کے نیچے ہونگے۔" (ہیثمی فی المجمع الزوائد ٩ / ١٧٤)

(ہندی فی الکنز العمال ١٢ / ١٠٠، رقم ٣٤١٧٧)

(عسقلانی فی اللسان المیزان ٢ / ٩٤)

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن و الحسین سید اشباب اهل الجنة۔

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(الترمذی جامع الصحیح ۵/۶۵۶، رقم ۳۷۸۶)

(نسائی، السنن الکبریٰ ۵/۵۰، ۸۱۶۹)

(ابن حبان، الصحیح ۱۵/۴۱۲، ۶۹۵۹)

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احبنی فلیحب ھذین

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے۔

(النسائی، السنن الکبری ۵/۵۰، رقم: ۸۱۷۰)

(ابن خزیمہ، الصحیح ۲/۴۸، رقم: ۸۸۷)

(ابو یعلی، المسند ۹/۲۵۰، رقم ۵۳۶۸)

عن یزید بن ابی زیادہ قال: خرج النبی من البیت عائشۃ فمر علی فاطمۃ فسمع حسینا یبکی، فقال الم تعلمی ان بکاءہ یوذینی-

یزید بن ابو زیاد سے روایت ہے کہ حضور ﷺ حضرت عائشہ کے گھر سے باہر تشریف لائے اور سیدہ فاطمہ کے گھر کے پاس سے گزرے تو حسین کو روتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: "کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔"

(طبرانی، المعجم الکبیر ۳/۱۱۶، رقم: ۲۸۴۷)

(ہیثمی، مجمع الزوائد ۹/۲۰۱)

(ذہبی، سیر اعلام النبلاء ۳/۲۸۴)

عن ابی ھریرہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب الحسن و الحسین فقد احبنی-

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے حسن اور حسین سے محبت کی اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی۔

(ابن ماجہ، السنن ۱/۵۱، رقم: ۱۴۳)

(النسائی، السنن الکبریٰ ۵/۴۹، رقم: ۸۱۶۸)

(الطبرانی، المعجم الاوسط ۵/۱۰۲، رقم ۴۷۹۵)

عن سلمان رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من احبھما احبنی، ومن احبنی احبہ اللہ، ومن احبہ اللہ ادخلہ الجنة۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس اللہ نے محبت کی اور جس سے اللہ نے محبت کی اس نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔

(الحاکم، المستدرک ۳/۱۸۱، رقم ۴۷۷۶)

(طبرانی، المعجم الکبیر ۳/ ۵۰، رقم ۲۶۵۵)

(ہیثمی، مجمع الزوائد ۹/ ۱۸۱)

عن ابی ھریرہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابغضھما فقد ابغضنی

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے حسن اور حسین سے بغض رکھا اس نے مجھ ہی سے بغض رکھا۔" (ابن ماجہ۔ السنن ۱/ ۱۵، رقم: ۱۴۳)

(نسائی، السنن ۸/ ۴۹، رقم ۸۱۶۸)

(احمد بن حنبل ۲/ ۲۸۸، رقم: ۷۸۶۳)

عن سلمان قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من ابغضھا ابغضنی، ومن ابغضنی ابغضہ اللہ، ومن ابغضہ اللہ ادخلہ النار

حضرت سلمان فارسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے حسن اور حسین سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا وہ اللہ کے ہاں مبغوض ہو گیا اور جو اللہ کے ہاں مبغوض ہوا اسے اللہ نے آگ میں داخل کر دیا۔" (ہیثمی، مجمع الزوائد ۹/ ۱۸۱)

(الطبرانی، المعجم الکبیر، ۳/ ۵۰، رقم: ۲۶۵۵)

(شوکانی، در السحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابہ ۳۰۷)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ شریف کے سایہ میں تشریف فرما تھے انھوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ھذا احب اھل الارض الی اھل السماء الیوم۔ آج یہ آسمان والوں کے نزدیک تمام زمین والوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (الشرف المؤیدہ ص ۶۵)

حضرت امام حسین نے پیدل چل کر پچیس حج کئے آپ بڑی فضیلت کے مالک تھے اور کثرت سے نماز، روزہ، حج صدقہ اور دیگر امور خیر ادا کرتے فرماتے تھے۔ (برکات ال رسول ص ۱۴۵)

یزید پلید بن معاویہ ابو خالد اموی
اور
احادیث کریمہ واقوال آئمہ

یزید بن معاویہ ابو خالد اموی وہ بد نصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام علیہم الرضوان کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے اور جس پر ہر قرن میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک اس کا نام تحقیر کے ساتھ لیا جائے گا۔

یہ بد باطن، سیاہ دل، ننگِ خاندان ۲۵ھ میں امیر معاویہ کے گھر مَیسُون بنت بَحْدَل کلبیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ نہایت موٹا، بد نما، کثیر الشعر، بد خُلق، تُند خُو، فاسق، فاجر، شرابی، بدکار، ظالم، بے ادب، گستاخ تھا۔ اس کی شرارتیں اور بیہودگیاں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آئے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ جو حضرت سیدنا حنظلہ غسیل الملائکہ کے صاحبزادے ہیں وہ فرماتے ہیں: واللہ ما خرجنا علیٰ یزید حتی خفنا ان نرمی باالحجارۃ من السماء۔ خدا عزوجل کی قسم! ہم نے یزید پر اس وقت خروج کیا جب ہم لوگوں کو اندیشہ ہو گیا کہ اس کی بدکاریوں کے سبب ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہو گی اس لئے فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی ماں بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کر رہے تھے، شرابیں پی جارہی تھیں اور دیگر منہیات شرعیہ کا علانیہ رواج ہو گیا تھا اور لوگوں نے نماز ترک کر دی تھی۔ (تاریخ الخلفاء ۳۰۶)

(طبقات ابن سعد ج ۵/۶۶)

(ابن اثیر ج ۴/۴۱)

سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی لشکر کے سامنے جو خطبہ دیا اس میں بھی یزید پلید کے خلاف نکلنے کی یہی وجہ ارشاد فرمائی:

خبردار! بیشک ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے اور رحمان کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے اور فتنہ و فساد برپا کر دیا ہے اور حدود شرعی کو معطل کر دیا ہے۔ یہ محاصل کو اپنے لیے خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ باتوں کو حلال اور حلال کردہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ (تاریخ ابن اثیر ج ۴/۲۰)

یزید پلید نے مدینہ طیبہ ومکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی۔ ایسے شخص کی حکومت گُرگ کی چوپانی سے زیادہ خطرناک تھی، اَرْبابِ فِراسَت اور اصحابِ اَسرار اس وقت سے ڈرتے تھے جب کہ عِنانِ سلطنت اس شَقِی کے ہاتھ میں آئی، ۵۹ھ ہجری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ رَأْسِ السِّتِّیۡنَ وَاِمَارَةِ الصِّبۡیَان

یارب! عزوجل میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ۶۰ھ کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت سے۔"

(فتح الباری ۱/۲۱۶، سوانح کربلا ص ۸۱)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ بازار سے گزرتے ہوئے یہ دعا کیا کرتے تھے:

اللھم لا تدرکنی سنة ستین ولاامارة الصبیان

اے اللہ! میں ساٹھ ہجری اور بچوں کی امارت کے زمانہ کو نہ پاؤں۔ (فتح الباری ۱۲/۱۰)

اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حامل اسرار تھے انھیں معلوم تھا کہ ۶۰ھ کا آغاز لڑکوں کی حکومت اور فتنوں کا وقت ہے۔ ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور انہوں نے ۵۹ھ میں بمقام مدینہ طیبہ رحلت فرمائی۔ (سوانح کربلا ص ۸۱)

(خطبات محرم ص ۳۲۴)

ان کا مدعا یہ تھا کہ ایک خوفناک دور شروع ہونے والا ہے جس میں اوباش لڑکے سلطنت و حکومت پر قابض ہوں گے جس سے امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان ہوگا، ایسے اوباش لڑکوں کے بارے میں حضور سید دوعالم ﷺ نے پہلے ہی خبردار فرمادیا تھا:

ھلاك ھذہ الامه علی یدی اغیلمة من قریش-

اس امت کو ہلاکت قریش کے اوباش نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔ (صحیح البخاری ۱/۸۰۹)

(صحیح البخاری ۲/۱۰۴۶)

(المستدرک للحاکم ۴/۵۲۶)

ان فساد امتی یدی اغیلمة سفھاء بیشک میری امت جھگڑا و فساد بے وقوف اوباش کے ہاتھوں برپا ہوگی۔ (مسند احمد بن حنبل ۲/۳۰۴)

(صحیح ابن حبان ۱۵/۱۰۸)

(التاریخ الکبیر ۷/۳۰۹)

حضرت سیدتنا ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يقتل حسين بن علي على راس سيتن من مهاجرتی

میرے جگر گوشہ) حسین بن علی کو سن ٦٠ ہجری کے اختتام پر شہید کر دیا جائے گا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ٣/١٠٥)

(تاریخ بغداد ١/١٤٢)

(مجمع الزوائد للهیثمی،٩/١٩٠)

یہی روایت مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

يقتل حسين بن علي راس ستين من مهاجر حين يعلوه القتير ، القتير الشيب-

(میرے جگر گوشہ) حسین بن علی کو سن ٦٠ ہجری کے اختتام پر شہید کر دیا جائے گا کہ جب ایک (اوباش) نوجوان ان پر چڑھائی کرے گا۔ (مسند الفردوس للدیلمی،٥/٥٣٩)

حضور اکرم ﷺ کے اس پیشن گوئی کے مطابق سن ٦٠ ہجری میں قبیلہ قریش کی شاخ بنوامیہ کا اوباش نوجوان یزید پلید بن معاویہ تخت نشین ہوا، اور ٦١ ہجری کے ابتدائی دس دنوں میں سانحہ کربلا پیش آیا جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے یزید کی حکومت سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا تھا اور بتا دیا تھا کہ یہی وہ شخص ہو گا جو اہل بیت کے خون سے ہاتھ رنگے گا۔ چنانچہ حضور ﷺ کے حکم کی پیروی میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یزید پلید کی نوخیز اور لا ابالی حکومت اور اس کے ظلم و ستم سے بھرپور دور سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

اللهم لا تدركني سنة ستين ولا امارة الصبيان

اے اللہ! میں ساٹھ ہجری اور بچوں کی امارت کے زمانہ کو نہ پاؤں۔ (فتح الباری ١٢/١٠)

امارۃ الصّبیان کی تشریح علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

امارۃ الصّبیان سے مراد جاہل چھوکروں کی حکومت ہے جیسے یزید بن معاویہ اور حکم بن مروان کی اولاد اور ان کے ہم مثل ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں اپنے منبر پر کھیل کود کرتے ملاحظہ فرمایا ہے (اس سے وہی لوگ مراد ہیں)۔ (فتح الباری جلد ٣ صفحہ ٧، صواعق محرقہ)

اس حدیث کے تحت علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ یزید کے متعلق جو باتیں مذکور ہے جن کو حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمایا ہے ان کا علم آپ کے بتانے سے حضرت ابوہریرہ کو ہوا تو وہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ ٦٠

ہجری کی ابتدا اور چھوکروں کی امارت سے تیری پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی یہ ۵۹ ہجری میں وفات پاگئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کی حکومت ۶۰ ہجری میں ہوئی۔ (الصواعق المحرقہ ۳۳)

اس حدیث کے تحت علامہ شیخ محقق عبد الحق دہلوی لکھتے ہیں کہ یزید کا زمانہ جس کی ابتداء ۶۰ ہجری سے ہوئی (جس میں شہادت امام حسین کے) بعد واقعہ حرہ بھی ہے اور یہی نشانیاں ہیں اس میں اور یزید اس سے مراد ہے۔

(جذب القلوب صفحہ ۳۳)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب فرماتے ہیں کہ چھوکروں اور احمقوں کی حکومت سے مراد یزید کی حکومت کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر مظہری جلد اول ص ۱۳۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امت میں سب سے پہلے فساد برپا کرنے والا، سنتوں کو پامال کرنے والا، دین میں رخنہ وشگاف ڈالنے والا، بنی امیہ کا یزید نامی ایک شخص ہو گا۔

اس سلسلہ میں فن حدیث کے ائمہ اعلام امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۵ ہجری) نے اپنی مصنف میں، امام احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (متوفی ۴۸۵ ہجری) نے دلائل النبوۃ میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۷۷۳ ہجری متوفی ۸۵۲ ہجری) نے المطالب العالیہ میں، امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الصوارق المحرقہ میں اور علامہ ابن کثیر (مولود ۷۰۰ ہجری متوفی ۷۷۴ ہجری) نے البدایہ والنہایہ میں امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں احادیث کریمہ نقل فرمائی ہیں۔

تیسری صدی ہجری کے جلیل القدر محدث امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۲۱۱ ہجری متوفی ۳۰۷ ہجری) نے اپنی مسند میں سند کے ساتھ صحابی رسول حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عن ابی عبیدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال امرامتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمه رجل من بنی امیه یقال له یزید رجاله ثقات غیرا نه منقطع۔ (مسند ابو یعلیٰ ۱۷۶/۲ الحدیث ۸۷۱)

" حضر سیدنا ابو عبید اللہ بن حراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا "ہمیشہ میری امت میں عدل وانصاف قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا رَخنہ انداز وبانیٔ ستم بنی اُمَیَّہ کا ایک شخص ہو گا جس کا نام یزید ہو گا۔ اسکے تمام راوی ثقہ ومعتبر ہیں۔" (مسند ابی یعلیٰ ۲/۱۷۶، رقم ۸۷۱)

(سیر اعلام النبلاء، ص ۳۷۵)

(مجمع الزوائد ۵/۲۱۴)

(لسان المیزان ۶/ ۲۹۴)

ونیز ابو الفداء اسماعیل بن عمر، معروف بہ ابن اکثیر (مولود ۷۰۰ ہجری متوفی ۷۷۴ ہجری) نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ جلد۶ ص ۲۵۶ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

مذکورہ حدیث شریف کو محدث کبیر امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی الصوارق المحرقہ ص ۱۳۲ میں ذکر فرمائی ہے۔

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید

محدث رویانی نے اپنی مسند میں صحابی رسول حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے میں نے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنو امیہ کا ایک شخص ہو گا جس کا نام یزید ہو گا۔"

علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۵۶ میں حضرت ابوذر غفاری کی روایت سے نقل کیا اس میں "یقال لہ یزید" کے الفاظ مذکور نہیں، نیز یہ روایت مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۴/ ۳۴۱)

(دلائل النبوۃ الحدیث ۲۸۰۲)

(کتاب الفتوح الحدیث ۴۵۸۴)

مذکورہ بالا حدیث سے یزید پلید کی اصل صورت سامنے آجاتی ہے کہ امت کی بربادی کا سبب اور سنت رسول ﷺ کو بدلنے والا اولین شخص یزید پلید ہے اس کا انکار رسول ﷺ کی احادیث سے انکار ہے جس کی جسارت کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات
اور
یزید کی سلطنت

امیر معاویہ نے رجب ۶۰ھ میں بمقام دِمشق لقوہ میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔ آپ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات میں سے ازار شریف، ردائے اقدس، قمیص مبارک، موئے شریف اور تراشہائے ناخن ہُمایوں تھے، آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازار شریف وردائے مبارک و

قمیص اقدس میں کفن دیا جائے اور میرے ان اعضا پر جن سے سجدہ کیا جاتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک اور تراشۂ ناخنِ اقدس رکھ دیئے جائیں اور مجھے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن کے رحم پر چھوڑ دیا جائے۔

کورِ باطن یزید نے دیکھا تھا کہ اس کے باپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات اور بدنِ اقدس سے چھو جانے والے کپڑوں کو جان سے زیادہ عزیز رکھا تھا اور دمِ آخر تمام زر ومال ثروت وحکومت سب سے زیادہ وہی چیز پیاری تھی اور اسی کو ساتھ لے جانے کی تمنا حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں تھی۔ اس کی برکت سے انہیں امید تھی کہ اس ملبوس پاک میں بوئے محبوب ہے۔ یہ مقام غربت میں پیارا رفیق اور بہترین مونس ہو گا اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لباس اور تبرکات کے صدقے میں مجھ پر رحم فرمائے گا۔ اس سے وہ سمجھ سکتا تھا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بدن پاک سے چھو جانا ایک کپڑے کو ایسا بابرکت بنا دیتا ہے تو حسنین کریمین اور آلِ پاک علیہم الرضوان جو بدنِ اقدس کا جزو ہیں ان کا کیا مرتبہ ہو گا اور ان کا کیا احترام لازم ہے۔ مگر بد نصیبی اور شقاوت کا کیا علاج۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد یزید تختِ سلطنت پر بیٹھا اور اس نے اپنی بیعت لینے کیلئے اطراف وممالک سلطنت میں مکتوب روانہ کئے، مدینہ طیبہ کا عامل جب یزید کی بیعت لینے کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کے فسق وظلم کی بنا پر اس کو نااہل قرار دیا اور بیعت سے انکار فرمایا اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، ص ۶۱۷)

(تاریخ الخلفاء، باب یزید بن معاویۃ ص ۱۶۴)

حضرت سیدنا امام علی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ بیعت کا انکار یزید کے اِشْتِعال کا باعث ہو گا اور نابکار جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا لیکن امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیانت وتقویٰ نے اجازت نہ دی کہ اپنی جان کی خاطر نااہل کے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور مسلمانوں کی تباہی اور شرع واحکام کی بے حرمتی اور دین کی مَضَرَّت کی پرواہ نہ کریں اور یہ امام جیسے جلیلُ الشَّان فرزندِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے کس طرح ممکن تھا؟

اگر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو یزید آپ کی بہت قدر ومنزلت کرتا اور آپ کی عافیت وراحت میں کوئی فرق نہ آتا بلکہ بہت سی دولت دنیا آپ کے پاس جمع ہو جاتی لیکن اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور دین میں ایسا فساد برپا ہو جاتا جس کا دور کرنا بعد کو ناممکن ہوتا۔ یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لئے امام کی بیعت سند ہوتی اور شریعت اسلامیہ وملت حنفیہ کا نقشہ مٹ جاتا۔

نذرانۂ عقیدت

بارگاہ سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

از قلم: حسان العصر حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی علیہ الرحمہ

افق شفق میں ہے ظاہر وہی لہو اب تک — مہک رہی ہے جہاں میں وہ مشک بو اب تک
حسین نے جو کیا تھا وہ آخری سجدہ — فضا میں گونج رہی ہے صدائے ھُواب تک
جو خوں بہا تھا گلوئے امام سے اس دن — شفق کے روپ میں چمکے ہے وہ لہو اب تک
زمین مشہد اقدس ہنوز گریہ کناں — ہے ذرہ ذرہ میں خون نبی کی بو اب تک
وہ ہاتھ جس کو یزیدی اسیر کر نہ سکے — وہ ہاتھ سبط نبی کا ہے باوضو اب تک
وَلَاتَقُوْلُوا لِمَنْ یُّقْتَلُ کی آیت سے — چلی حیات شہیداں کی گفتگو اب تک
گریباں چاک ہیں جن کے وہی تو قاتل ہیں — ہے کوفیوں کو حسینوں کی جستجو اب تک
حسینیو اٹھو کہہ دو ذرا زمانے سے — ہماری قوم میں باقی ہیں جنگجو اب تک
ہمیں نہ چھیڑو کہ ہم کربلا سے آتے ہیں — رگوں میں دوڑ رہا ہے وہی لہو اب تک
تمھیں ہے نظمؔی تعلق شہید اعظم سے — سنبھالے بیٹھے ہو دادا کی آبرو اب تک

یزید پلید کے شیطانی کارنامے

یزید عیاش اور شرابی تھا

یزید شرابی تھا، فحاشی و عریانی کا دلدادہ تھا اور نشے میں رہنے کے باعث تارک الصلوۃ بھی تھا اور عادات واطوار کا یہ حال تھا:

وکان یزید صاحب طرب وجوارح وکلاب و قرود و نھمود ومنا علی اشراب -

یزید بڑا عیش و عشرت پسند، شکاری، جانوروں، کتوں، بندروں اور چیتوں کا دلدادہ تھا اور ہر وقت اس کے ہاں شراب خوری کی بزمیں لگی رہتی تھیں۔ (بحوالہ تاریخ الخلفاء)

یزید شرابی، بدکردار اور تارک الصلوۃ تھا۔

امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں فرماتے ہیں :

ذكروا عن يزيد ما كان يقع منه من القبائح فى شربة الخمر وما يتبع ذلك من الفواحش التى من اكبرها ترك الصلوة عن وقتها بسبب السكر فاجتمعوا على خلعه فخلعوه عند المنبر النبوي۔

یزید کے کردار میں جو برائیاں تھیں ان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ شراب پیتا تھا، فواحش کی اتباع کرتا تھا اور نشے میں غرق ہونے کی وجہ سے وقت پر نماز نہ پڑھتا تھا۔ اسی وجہ سے اہل مدینہ نے اس کی بیعت سے انکار پر اتفاق کر لیا اور منبر نبوی کے قریب اس کی بیعت توڑ دی۔ (البدایہ والنہایہ، ۶ : ۲۳۴)

جب یزید کی بدکرداریوں کی عام شہرت ہوئی تو مدینہ منورہ کے لوگوں پر یہ بات بالخصوص شاق گزری۔ حاکم عثمان بن محمد ابی سفیان نے معاملہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اشراف مدینہ منورہ کا ایک وفد مرتب کر کے یزید کے پاس بھیجا جس میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن حنظلہ انصاری اور حضرت سیدنا منذر ابن زبیر شامل تھے عثمان کا خیال تھا کہ یہ لوگ یزید کی عطاو بخشش سے مطمئن ہو جائیں گے مگر اس کا یہ خیال بالکل غلط ثابت ہوا۔ ان حضرات نے واپس آکر یزید پلید کے کردار کو بالکل طشت ازبام کر دیا۔ اگرچہ یزید نے رخصت کے وقت حضرت عبد اللہ کو ایک لاکھ اور ان کے ہمراہیوں کو دس دس ہزار درہم دیے۔ یزید کا خیال تھا کہ اس حیلہ سے ان کو اپنے دام میں پھانسنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ مگر توقع کے خلاف یہ حضرات واپس لوٹ کر مدینہ طیبہ پہونچے تو کھلے بندوں میں یزید برائیاں بیان کیں۔ علامہ ابن کامل تاریخ کامل میں اور علامہ طبری نے تاریخ طبری میں لکھاہے:

انہوں نے (اہل مدینہ کا وفد کے پاس سے واپس آکر اہل مدینہ سے) کہا:

فاظهر واظلم يزيد وعيبه وقالوا قدمنا من عند رجل ليس له دين يشرب الخمر ويطرب بالطنابير عنده القينان والمعازف وملعب باالكلاب و يسمر عنده الحراب وهم اللصوص وانا شهد كم انا قد خلعناه۔ (تاريخ الخلفاء)

ہم ایک ایسے شخص کے پاس سے ہو کر آئے ہیں جو بالکل بے دین ہے۔ شراب پیتا ہے، طنبورے بجاتا ہے، اس کے سامنے کنیزیں باجے بجاتی ہیں، کتوں کے کھیل سے دل بہلاتا ہے، رات میں بدمعاشوں اور چوروں کے ساتھ قصہ گوئی کرتا ہے۔ ہم تمہیں گواہ کرکے کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی بیعت توڑ دی ہے۔

اس کے بعد لوگ حضرت سیدنا عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے بیعت کئے۔ اسی طرح التاریخ الکامل جلد ۳ صفحہ ۴۴۹ میں بھی ہے۔ چنانچہ دیگر اہل مدینہ نے بھی یزید کی بیعت توڑ دی۔ جس کے نتیجہ میں وہ واقعہ ہوا جو واقعہ حرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان لوگوں کے سامنے کہا "بے شک یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم انعام دیا مگر اس کا یہ سلوک مجھے اس امر سے باز نہیں رکھ سکتا کہ میں تمہیں اس کا حال نہ سنائوں۔ خدا کی قسم وہ شراب پیتا ہے اور اسے اس قدر نشہ ہو جاتا ہے کہ وہ نماز ترک کر دیتا ہے۔ (ابن اثیر جلد ۴ / ۴۲)

(وفاء الوفاء ۱ / ۱۸۹)

شیخ ابن جوزی سے اور شیخ ابوالحسن مذاہبی سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ یزید پلید کے فسق و فساد کے دلائل ظاہر ہونے کے بعد اہل مدینہ منبر پر آئے اور اس کی بیعت توڑ دی۔ عبداللہ بن عمرو بن حفص مخزومی نے اپنا عمامہ سر سے اتار کر کہا اگرچہ یزید مجھے انعام واکرام دیتا ہے مگر وہ دشمن خدا دائم السکر ہے میں نے اس کی بیعت توڑی۔ اتنے روز و شور کے ساتھ بیعت توڑنے کا مظاہرہ ہوا کہ مجلس دستاروں اور جوتوں سے بھر گئی۔

یزید کا بندروں اور نوعمر لڑکوں کو سونے کی ٹوپیاں پہنانا

وقد روی ان یزید کان قد اشتهر بالمعازف و شرب الخمر والغناء والصید واتخاذ الغلمان والقیان والکلاب والنطاح بین الکباش والذباب و القرد ومامن یوم الا یصبح فیه مخمورا وکان یشدد القرد علی فرس مسرجة بجبال ویسوق و یلبس القرد قلانس الذهب و کذالك الغلمان و کان یسابق بین الخیل و کان اذا مات القرد حزن علیه۔

(البدایه والنهایه ۸/۶۳۲)

اور تحقیق روایات سے ثابت ہے کہ یزید سرور و نغمہ، ساز و راگ، شراب نوشی اور سیر شکار کے اندر اپنے زمانہ میں مشہور تھا نو عمر لڑکوں، گانے والی دوشیزائیں اور کتوں کو اپنے پاس جمع رکھتا تھا۔ سینگ والے لڑاکا مینڈھا مینڈھوں، سانڈھوں اور بندروں کے درمیان لڑائی کا مقابلہ کرواتا تھا۔ ہر دن صبح نشہ میں مخمور رہتا تھا۔ زین کسے ہوئے گھوڑوں پر بندروں کو رسی سے باندھ دیتا تھا اور پھراتا تھا۔ بندروں اور نو عمر لڑکوں کو سونے کی ٹوپیاں پہناتا تھا۔ گھوڑوں کے درمیان دوڑ کا مقابلہ کراتا تھا۔ جب کوئی بندر مر جاتا تو اس کا سوگ منایا جاتا تھا۔

علامہ ابن اثیر (مولود ۵۵۵ ہجری متوفی ۶۳۰ ہجری) کی التاریخ الکامل میں ۵۱ ہجری کے بیان میں ہے وقال الحسن البصری سکیر اخمیرا یلبس الحریر و یضرب بالطنابیر

جلیل القدر صحابی تابعی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں وہ انتہا درجہ کا نشہ باز، شراب نوشی کا عادی تھا ریشم پہنتا اور طنبورے بجاتا۔ (التاریخ الکامل ۳ / ۳۳۷)

وہ شراب کا اس قدر عادی تھا کہ سفر حج میں جب مدینہ طیبہ پہونچا تب بھی اپنی مذموم عادت ترک نہیں کیا اور شراب نوشی کرنے لگا، التاریخ الکامل جلد ۳ صفحہ ۴۶۵ میں ہے: وقال عمر بن سبینة یزید فی حج حیاۃ ابیه فلما بلغ المدینة جلس علی شراب الخ...

یزید اپنے والد کی زندگی میں حج کیا جب مدینہ طیبہ پہنچا تو شراب نوشی کرنے لگا۔ (التاریخ الکامل ۳/ ۴۶۵)

یزید پلید علانیہ شراب کے دور چلاتا تھا اور عیش و عشرت کرتا تھا جب اس کو روکا جاتا تو کہا کرتا تھا کوئی بات نہیں،

فان حرمت یوما علی دین احمد
فخذ علی دین مسیح بن مریم

اگر دین احمد میں شراب نوشی حرام ہے تو پھر مسیح بن مریم (علیہ السلام) کے دین پر پی لو۔

ماقال ربک ویل للذی شربوا
بل قال ربک ویل للمصلین

خدا نے شراب خوروں کے بارے میں ویل اللشاربین نہیں کہا۔ لہذا نماز گزاروں کے متعلق ویل اللمصلین موجود ہے۔ یعنی ہلاک ہو جائے شرابی نہیں کہا بلکہ ہلاک ہو جائے نمازی کہا ہے۔ (تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۹۱۲)

(ابن اثیر کامل جلد ۲ صفحہ ۳۶)

مطلب یہ کہ یزید نے شراب کی حرمت میں کہا کہ اللہ نے نمازیوں کے لئے ہلاکت کا حکم دیا ہے نہ کہ شرابیوں کے لیے پس شراب حلال ہے اس لئے ہم پیتے ہیں اور یہ جنت میں بھی جنتوں کو پلائی جائی گی۔ نیز کہا کہ اگر دین محمدی ﷺ میں شراب نوشی حرام ہے تو تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب پر رہ کر شراب نوشی کرلو۔ العیاذ باللہ۔ خدا اور سول اور قرآن کا کیسا کھلا تمسخر کیا گیا ہے اور آیات خداوندی کو کس طرح اپنی شراب نوشی بنانے کی کوشش کی۔

یزید کا اپنی بیعت کے منکروں کا قتل جائز سمجھنا

اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس کی گستاخی یا انکار کرنے والے کو قتل کر دیا جائے۔ جیسا کہ سیدنا علی مرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے کئی ماہ تک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ فرمائی، مگر ان کے درمیان کوئی جھگڑا نہ ہوا۔ جب غلط فہمی دور ہوگئی تو آپ نے بیعت فرمالی۔ بیعت نہ کرنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ معاذ اللہ نہ کافر ہوئے اور نہ ہی ان کے خلاف قتال جائز ہوا۔

یزیدی بھیڑیو! ادھر آپ کے یزید ملعون ہیں کہ ہر وہ شخص جو ان کی بیعت سے انکار کرے اسے زندہ رہنے کا حق ہی نہ دیں۔

قرآن مجید کے اس حکم کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس میں ایک عام مسلمان کو قتل کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب اور لعنت کا ذکر فرمایا:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا

(النساء، ٤: ٩٣)

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا اور اس پر اللہ غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ (المائدہ، ٥ : ٣٢)

جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے یعنی خونریزی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کی سزا) کے (بغیر ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچاکر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا (یعنی اس نے حیاتِ انسانی کا اجتماعی نظام بچا

لیا)، اور بیشک ان کے پاس ہمارے رسول واضح نشانیاں لے کر آئے پھر (بھی) اس کے بعد ان میں سے اکثر لوگ یقیناً زمین میں حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

ان آیاتِ کریمہ کی روشنی میں یزید کے بارے میں بآسانی ثابت ہوتا ہے کہ:

۱. مسلمانوں کو عمداً قتل کرانے کی وجہ سے اس کا عذاب دوزخ ہے۔

۲. ایک مسلمان کا قاتل پوری انسانیت کا قاتل ہے۔

اب ذرا اپنے اسی عظیم راہنما یا آئیڈیل یزید پلید کے مزید کرتوت سنیں کہ جس کے بارے میں آپ بہت آرام سے فرما دیتے ہیں کہ خاموش رہنا بہتر ہے۔

جب اس نے گورنرِ مدینہ کو سیدنا امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں سے بیعت لینے کا حکم دیا تو اس موقع پر ہونے والی شیطانی مشاورت میں کہا گیا کہ اگر وہ یزید کی بیعت پر راضی ہو جائیں تو درست ورنہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ ملاحظہ ہو امام ابن اثیر کی کتاب الکامل:

تدعوهم الساعة وتامرهم بالبيعة فان فعلوا قبلت منهم وكففت عنهم وان ابوا ضربت اغناقهم قبل ان يعلموا بموت معاويه.

انہیں اسی لمحے بلایا جائے اور انہیں حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی موت کی خبر ملنے سے پہلے (یزید کی) بیعت کرنے کا حکم دیا جائے۔ پھر اگر وہ مان لیں تو اسے قبول کر لیا جائے اور انہیں چھوڑ دیا جائے اور اگر وہ انکار کریں تو ان کی گردنیں توڑ دی جائیں۔ (الکامل لابن اثیر، ۳: ۳۷۷)

عظیم مؤرخ حضرت علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور کتاب "التاریخ طبری" میں لکھتے ہیں کہ یزید نے ابن زیاد کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو جہاں پاؤ قتل کر دو یا شہر سے نکال دو۔ (تاریخ طبری، ۴/۱۷۶)

پھر جب حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ہانی کو شہید کر دیا گیا تو ابن زیاد نے ان دونوں کے سر کاٹ کر یزید پلید کے پاس دمشق بھیجے۔ اس پر یزید خبیث نے ابن زیاد کو خط لکھ کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ (تاریخ کامل، ۶/۳۶)

یہ بھی لکھا، جو میں چاہتا تھا تو نے وہی کیا تو نے عاقلانہ کام اور دلیرانہ حملہ کیا۔ (تاریخ کامل ۴/۱۷۳)

یزید پلید کے ظلم و ستم کی گواہی اس کے بیٹے کی زبانی

باپ کے احوال کو بیٹے سے زیادہ تیرہ صدی کے بعد والا نہیں جان سکتا۔ معاویہ بن یزید پلید جو کہ یزید پلید کا بیٹا تھا اس نے بدبخت باپ کی موت کے بعد تخت پر بیٹھتے ہوئے ایک طویل خطبہ دیا جس کا لب لباب یہ تھا کہ میرے باپ کو حاکم بنایا گیا وقد کان غیر اهل حالانکہ وہ اس کا اہل نہ تھا (وہ نالائق تھا) اور پھر اس نے نواسہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا فنقصت عمره اس کی عمر کم ہوگئی وصار فی قبره معتبرا بذنوبه اور قبر میں گناہوں کے وبال کے سبب مستحق عذاب ہو چکا ہے وقد قتل عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم اس نے عترت رسول کو قتل کیا وباح الخمر وخرب الکعبة اور اس نے شراب کو حلال کیا اور کعبہ شریف کی بے حرمتی کی پھر معاویہ بن یزید نے روتے ہوئے کہا کہ اس کی بری موت اس کا برا ٹھکانہ ہے اس نے حضور ﷺ کی ناموس و عظمت پر حرف اٹھایا اور شراب کو حلال کیا اور کعبہ کی عظمت کو نقصان پہونچایا۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۳۴)

المختصر جب زندگی کا آخری لمحہ آپہنچا، امام عالی مقام نے دریافت فرمایا کہ کون سا وقت ہے جواب ملا نماز کا وقت ہے۔ فرمایا: مجھے اپنے مولا کے حضور آخری سجدہ کر لینے دو۔ خون آلودہ ہاتھوں کے ساتھ تیمم کیا اور بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہوگئے باری تعالیٰ یہ زندگی تیری ہی دی ہوئی ہے اسے تیری ہی راہ میں قربان کر رہا ہوں اے خالق کائنات! میرا یہ آخری سجدہ قبول ہو۔ بدبخت شمر آگے بڑھا اور چاہا کہ امام عالی مقام کا سر تن سے جدا کر دے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میرے قاتل! ذرا مجھے اپنا سینہ تو دکھا کیونکہ میرے نانا نے مجھے جہنمی کی نشانی بتائی تھی۔

امام ابن عساکر نے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كأنی أنظر إلى كلب أبقع يلغ فی دماء اهل بيتی (کنز العمال، الحدیث: ۳۴۳۲۲)

گویا کہ میں ایک سفید داغوں والے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ مار رہا ہے۔

محمد بن عمرو بن حسین بیان کرتے ہیں:

كنا مع الحسين بنهر كربلا فنظر إلي شمر ذي الجوشن فقال : صدق الله ورسوله! فقال رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم كأئي أنظر : إلي كلب أبقع يلغ في دماء أهل بيتي و كان شمر أبرص

ہم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا کے دریا پر موجود تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے شمر کے سینے کی طرف دیکھا اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ گویا میں اس سفید داغوں والے کتے کی طرف دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ مار رہا ہے اور شمر برص کے داغوں والا تھا۔ (کنز العمال فضائل اہل بیت ۱۳)

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے نشانی دیکھ کر فرمایا ہاں یہ بدبختی تیرا ہی مقدر ہے، وہ بدبخت آگے بڑھا اور سر اقدس کو تن سے جدا کر دیا۔ ادھر روح نے قفس عنصری سے پرواز کی ادھر ندا آئی۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ O ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً O

امام و خاتم آل عبا سلام علیک — برادر حسن مجتبیٰ سلام علیک

قرار بخش دل مرتضیٰ سلام علیک — ضیائے چشم رسول خدا سلام علیک

سرور خاطر خیر النساء سلام علیک

شہید خنجر کرب و بلا سلام علیک

(السید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ)

سانحہ کربلا کے بعد

رونما ہونے والے عجیب و غریب واقعات

شہادت حسین رضی اللہ عنہ تاریخ انسانی کا ایک غیر معمولی واقعہ ہے کہ پیغمبر کے پیروکاروں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو بیدردی سے شہید کر کے اس کا سر اقدس نیزے پر سجایا۔ یہی نہیں خاندان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادوں اور اصحاب حسین کو بھی اپنے انتقام کا نشانہ بنا کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ ایک فاسق اور فاجر کی بیعت کر کے دین میں تحریف کے مرتکب نہیں ہوئے تھے، انہوں نے اصولوں پر باطل کے ساتھ سمجھوتے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے آمریت اور ملوکیت کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا تھا، انہوں نے انسان کے بنیادی حقوق کے غاصبوں کی حکومت کی توثیق کرنے کی بزدلی نہیں دکھائی تھی۔ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ۷۲ جان نثاروں کے خون سے کربلا کی ریت ہی سرخ نہیں ہوئی، بلکہ اس سرخی نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

محدثین بیان کرتے ہیں کہ امام عالی مقام کی شہادت پر نہ صرف دنیا روئی، زمین و آسمان نے بھی آنسو بہائے، شہادت حسین پر آسمان بھی نوحہ کناں تھا انسان تو انسان جنات نے بھی مظلوم کربلا کی نوحہ خوانی کی۔ محدثین بیان

کرتے ہیں کہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کے وقت بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا گیا اس کے نیچے سے خون نکلا، شہادت حسین کے بعد ملک شام میں بھی جس پتھر کو ہٹایا گیا اس کے نیچے سے خون کا چشمہ ابل پڑا۔ محدثین کا کہنا ہے کہ شہادت حسین پر پہلے آسمان سرخ ہو گیا۔ پھر سیاہ ہو گیا۔ ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے یوں لگتا تھا جیسے کائنات ٹکرا کر ختم ہو جائے گی یوں لگا جیسے قیامت قائم ہو گئی ہو دنیا پر اندھیرا چھا گیا۔

حضور ﷺ کا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو شہادت کی خبر دینا

حاکم اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سر مبارک اور داڑھی مبارک میں گرد لگی ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ابھی شہادت حسین میں موجود تھا۔ (المستدرک ۴/ ۲۰)

(السنن الترمذی ابواب المناقب الحسن والحسین)

(التاریخ الکبیر ۳/ ۳۲۴)

امام طبرانی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں۔ سیدہ فرماتی ہیں!

سمعت الجن تنوح علی الحسین بن علی رضی اللہ عنہ

میں نے جنوں کو سنا کہ وہ حسین بن علی کے قتل پر نوحہ کر رہے ہیں۔ (مجمع الزوائد ۹ : ۱۹۹)

(معجم الکبیر، ح:۲۸۶۲،۲۸۶۷)

آسمان سے خون ٹپکنا

وَاَخرَجَ الْبَیْہَقِیُّ وَاَبُوْ نُعَیمٍ عَنْ بُصرَۃَ الْاَزْدِیَّۃِ قَالَتْ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا فَاَصْبَحْنَا وَحِبَابُنَا وَجِرَارُنَاوَکُلُّ شَیْئٍ لَنَا مَلْآنٌ دمًا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے بصرہ ازدیہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت حسین شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا اور صبح کے وقت ہمارے مٹکے، گھڑے اور تمام برتن خون سے لبالب بھرے ہوئے تھے۔

(دلائل النبوۃ ۷/ ۳۷۳)

(ابن عساکر ۱۴/ ۲۲۷)

(الخصائص الکبریٰ ۲/ ۱۹۳)

(تہذیب الکمال ۶/ ۴۳۳)

روایت ہے کہ شہادت امام عالی مقام کے روز آفتاب کو ایسا گرہن لگا کہ دوپہر کے وقت ستارے ظاہر ہو گئے۔ اور لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ قیامت قائم ہو گئی اور علامات قیامت ظاہر ہونے لگیں۔

سورج میں گہن لگنا

امام طبرانی نے ابو قبیل سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے کہ:

لما قتل الحسين بن علي انكسفت الشمس كسفة حتي بدت الكوا كب نصف النهار حتي ظننا أنها هي

جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو سورج کو شدید گہن لگ گیا حتی کہ دوپہر کے وقت تارے نمودار ہو گئے یہاں تک کہ انہیں اطمینان ہونے لگا کہ یہ رات ہے۔ (مجمع الزوائد، ۹ : ۱۹۷)

(معجم الکبیر، ح:۲۸۳۸)

بیت المقدس میں ہر پتھر کے نیچے تازہ سرخ خون نکلا

وَاَخرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَاَبُوْ نُعَيمٍ عَنِ الزُّہرِی قَالَ بَلَغَنِي اَنَّهُ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ لَمْ يُقْلَبْ حَجَرٌ مِنْ اَحجَارِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَهُ دَمٌ عَبِيطٌ

بیہقی اور ابو نعیم نے زہری سے روایت کی ہے: زہری نے کہا: مجھ کو خبر پہنچی کہ جس دن حسین شہید ہوئے بیت المقدس میں جس پتھر کو اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے تازہ سرخ خون نکلتا تھا۔ تین دن تک اندھیرا چھایا رہا۔ (بیہقی: دلائل النبوۃ، ج:۷، ص:۳۲۴)

(حکم: المستدرک ج ۳/ ۱۵۵)

(ابن عساکر ج ۱۴ ص ۲۲۹)

امام طبرانی نے معجم الکبیر میں جمیل بن زید سے روایت کی ہے انہوں نے کہا!

لما قتل الحسين احمرت السماء

جب حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو آسماں سرخ ہوگیا۔ (معجم الکبیر، ح : ۲۸۳۷)
(مجمع الزوائد،۹ : ۱۹۷)

تین دن تک اندھیرا چھایا رہا

وَاَخرَجَ الْبَیْهَقِیُّ عَنْ اُمِ حبّان قَالَتْ یومَ قُتِلَ الْحُسَیْنُ اَظْلَمَتْ عَلَیْنَا ثلاثًا وَلَمْ یَمَسّ مِنَّا اَحَدٌ مِنْ زَعْفَرَانِهِمْ شَیْئًا یَجْعَلُهُ عَلَی وَجْهِهِ اِلّااِحْتَرَقَ وَلَمْ یُقْلَبْ حَجرُ بَیْتِ الْمُقَدّسِ اِلّا وُجِدَ تَحْتَهُ دَمٌ عَبِیْطٌ۔

بیہقی نے ام حبان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جس دن حسین شہید ہوئے اس کے بعد تین دن تک اندھیرا چھایا رہا، جس نے منہ پر زعفران ملا اس کا منہ جل گیا اور بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا گیا اس کے نیچے سے تازہ سرخ خون بر آمد ہوا۔ (ابن عساکر ۱۴/ ۲۲۹)

(تہذیب الکمال ۶/ ۴۳۴)

(البدایہ والنہایہ ۸/ ۲۱۹)

ستارے آپس میں ٹکراتے

عیسی بن حارث الکندی سے مروی ہے کہ:

لما قتل الحسین مکثنا سبعة أیام اذا صلینا العصر نظرنا الي الشمس علي أطراف الحیطان کأنها الملاحف المعصفرة و نظرنا إلي الکواکب یضرب بعضها بعضاً

جب امام حسین کو شہید کر دیا گیا تو ہم سات دن تک ٹھہرے رہے جب ہم عصر کی نماز پڑھتے تو ہم دیواروں کے کناروں سے سورج کی طرف دیکھتے تو گویا وہ زرد رنگ کی چادریں محسوس ہوتا اور ہم ستاروں کی طرف دیکھتے ان میں سے بعض، بعض سے ٹکراتے۔ (معجم الکبیر، ح:۲۸۳۹)

شہادت امام حسین میں کئی دن تک آسمان روتا رہا

وَاَخرَجَ الْبَیْهَقِیُّ عَنْ عَلِیّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ حَدّثَتْنِی جَدّتِی قَالَتْ کُنْتُ اَیّامَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ جَارِیَةً شَابّةً فَکَانَتِ السّمَائُ اَیّامًا تَبْکِی لَهُ۔

اور بیہقی نے علی بن مسھر سے روایت کی کہ اس نے کہا کہ مجھے میری دادی نے بتایا کہ جب امام حسین شہید ہوئے تھے میں نوجوان لڑکی تھی۔ امام عالی مقام کی شہادت کے سانحہ پر کئی دن تک آسمان روتا رہا۔

(دلائل النبوۃ ۳/ ۳۷۵)

(ابن عساکر ۱۴/ ۲۲۶)

(الخصائص الکبریٰ ۲/ ۱۹۳)

آسمان پر سرخی چھائی رہی

امام طبرانی نے معجم الکبیر میں محمد بن سیرین سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں :

لم يكن في السماء حمرة حتي قتل الحسين

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے وقت آسمان پر سرخی چھائی رہی۔

(معجم الکبیر، ح: ۲۸۴۰)

(مجمع الزوائد، ۹ : ۱۹۷)

امام طبرانی نے امام زہری سے اس قسم کی ایک اور روایت بھی نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا!

مارفع حجر بالشام يوم قتل الحسين بن علی الاعن دم

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے دن شام میں جو بھی پتھر اٹھایا جاتا تو وہ خون آلود ہوتا

(معجم الکبیر، ح: ۲۸۳۵)

(مجمع الزوائد، ۹ : ۱۹۴)

گریہ سماوی کے متعلق مختلف روایات

جاننا چاہیے کہ گریۂ آسمان کے متعلق سلف سے متعدد روایات منقول ہیں۔ چنانچہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ قتلِ حسین کے دن سے تین روز تک دنیا تاریک رہی۔ اس کے بعد آسمان میں سرخی ظاہر ہوئی۔

ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قتلِ حسین پر آسمان رویا اور آسمان کا رونا اس کی سرخی ہے۔ منقول ہے کہ آسمان چھ مہینے تک سرخ رہا۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آسمان کے کنارے پر جو سرخیِ شفق ہے یہ قتلِ حسین کے واقعہ کے بعد ظاہر ہوئی۔ اس سے قبل آسمان پر اس سرخی کا وجود نہ تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت ہے کہ شفق کی سرخی سید الشہداء کی شہادت سے قبل نظر نہ آتی تھی۔

آسمان کی سرخی غضب خداوندی کی علامت ہے

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آسمان کے سرخ ہو جانے میں یہ حکمت ہے کہ جب غصے کی وجہ سے خون جوش میں آتا ہے تو چہرے کی رنگت سرخ ہو جاتی ہے لیکن ذات باری تعالیٰ جو جسم اور دیگر لوازم سے منزہ ہے، نے اپنے غضب کے اظہار کا ذریعہ کنارۂ آسمان کی سرخی کو بنایا تاکہ شفق کی یہ سرخی قاتلانِ حسین کی انتہائے معصیت اور غضب الٰہی کی شدت پر دلیل بن جائے اور بعض کا کہنا ہے کہ قتلِ حسین کے بعد سات روز تک آسمان نے گریہ کیا اور آسمان کا یہ رونا اس درجہ تک پہنچ گیا تھا کہ آسمان کی سرخی کے سبب تمام درو دیوار اور عمارتیں بھی زرد و سرخ ہو گئیں اور آسمان سے اتنے شہاب برسے کہ ایک دوسرے سے ٹکراتے تھے۔ اسی طرح قتلِ حسین کے دن آسمان سے خون برسا جس کے نشانات ایک عرصے تک زمین پر باقی رہے۔ اور جو کپڑا یا لباس اس خون سے رنگین ہوا اس کی سرخی کپڑے کے بوسیدہ اور پارہ پارہ ہونے تک زائل نہ ہوئی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ قتل حسین کے روز آسمان سے ایسا خون برسا کہ خراسان، شام اور کوفہ کے گلی کوچوں میں آب رواں کی صورت جاری ہو گیا۔

منقول ہے کہ جب امام عالی مقام کے سر مبارک کو دارالامارۃ کوفہ میں لایا گیا اور وہاں رکھا گیا تو دارالامارۃ کی دیواروں سے خون جاری ہو گیا۔

اونٹوں کا گوشت اندرائن کے پھل جیسا کڑوا ہو گیا

وَاَخرَجَ الْبَیْہَقِیٌّ عَنْ جَمِیْلِ بْنِ مُرَّۃَ قَالَ اَصَابُوْا اِبِلًا فِیْ عَسْکَرِ الْحُسَیْنِ یَوْمَ قُتِلَ فَنَحَرُوْھَا وَ طَبَخُوْھَا فَصَارَتْ مِثْلَ الْعَلْقَمِ فَمَا اسْتَطَاعُوْا اَنْ یُسِیْغُوْا مِنْھَا شَیْئًا۔

بیہقی نے جمیل بن مرہ سے روایت بیان کی ہے کی یزید کے لشکری امام عالی مقام کی شہادت کے بعد آپ کے لشکر کے اونٹ پکڑ کر لے گئے اور انہیں ذبح کر کے پکایا۔ ان کا گوشت اندرائن کے پھل جیسا کڑوا تھا۔ کسی کو اسے کھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ (دلائل النبوۃ ۷/ ۳۷۷)

(ابن عساکر ۱۴/ ۲۳۱)

(تہذیب الکمال ۲/ ۲۳۱)

الصواعق محرقہ میں منقول ہے کہ ایک قافلہ جو یمن سے عراق کی جانب ورس (ورس فتح اول اور سکون ثانی کے ساتھ ایک قسم کی برنگ زرد گھاس ہے۔ جو یمن کے علاقہ میں بکثرت پائی جاتی ہے اور وہیں سے دوسری جگہوں پر لائی جاتی ہے۔ اس کا پودا کنجد (تل) کے پودے کی طرح ہوتا ہے۔) نامی گھاس لے کر جارہا تھا عراق کے راستے میں لشکر یزید کے ساتھ ملا تو قافلے کے اونٹوں پر لدا ہوا تمام کا تمام ورس جل کر خاکستر ہو گیا۔ بعضوں کا کہنا ہے کہ وہ ورس جو قاتلانِ حسین کے لشکر میں تھا جل کر خاک ہو گیا اور جن اونٹوں کو ذبح کیا گیا ان کے گوشت میں سے آگ بھڑک اٹھی۔ اور اسی طرح کے دوسرے عبرت انگیز واقعات رونما ہوئے۔

گوشت میں آگ بھڑک اٹھی

اب قاتلانِ امام عالی مقام کے مبتلائے عذاب ہونے کا کچھ ذکر ہوتا ہے:

وَاَخرَجَ الْبَیْہَقِیٌّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ سُفْیَانَ قَالَ حَدَّثَنِی جَدَّتِیْ قَالَتْ لَقَدْ رَاَیْتُ الْوَرَسَ عَادَ رَمَادًا وَلَقَدْ رَاَیْتُ اللَّحْمَ کَانَ فِیْہِ النَّارَ حِیْنَ قُتِلَ الْحُسَیْنُ۔

بیہقی اور ابو نعیم نے سفیان سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: مجھے میری دادی نے بتایا: جس دن امام حسین شہید ہوئے ورس راکھ ہو گئی اور گوشت میں آگ بھڑک اٹھتی۔ (دلائل النبوۃ ۷/ ۳۷۶)

(ابن عساکر ۱۴/ ۲۳۰)

(الخصائص الکبریٰ ۲/ ۱۹۳)

ایک عجیب عذاب

وَاَخۡرَجَ اَبُوۡ نُعَیۡمٍ مِنۡ طَرِیۡقِ سُفۡیَانَ عَنۡ جَدَّتِهٖ قَالَ شَهِدَ رَجُلَانِ قَتۡلَ الۡحُسَیۡنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَطَالَ ذَكَرُهٗ حَتّٰی كَانَ یَلُفُّهٗ وَاَمَّا الۡاٰخَرُ فَكَانَ یَسۡتَقۡبِلُ الرَّاوِیَةَ بِفِیۡهِ حَتّٰی یَاۡتِیۡ عَلٰی اٰخِرِهَا فَمَا یَرۡوٰی۔

ابو نعیم روایت کرتے ہیں: سفیان نے اپنی دادی سے سنا: اس نے کہا: دو آدمی جو قتل حسین میں شریک تھے سو ایک کا آلۂ تناسل اتنا بڑھ گیا تھا کہ اپنی کمر سے باندھ لیتا تھا اور دوسرے کو اتنی پیاس تھی کہ تلاب کی تلاب پی جاتا اور اس کی پیاس نہ بجھتی تھی ۔ (ابن عساکر ۱۴/ ۲۳۴)

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ۸/ ۳۸۴)

(مجمع الزوائد ۹/ ۳۱۷)

شہادت امام حسین پر جنوں کا رونا

اب کچھ احوال جنات کے نوحہ کے بارے میں:

وَاَخۡرَجَ اَبُوۡ نُعَیۡمٍ عَنۡ حَبِیۡبِ بۡنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعۡتُ الۡجِنَّةَ تَنُوۡحُ عَلَی الۡحُسَیۡنِ وَهِیَ تَقُوۡلُ :

مَسَحَ النَّبِیُّ جَبِیۡنَهٗ فَلَهٗ بَرِیۡقٌ فِی الۡخُدُوۡدِ
اَبَوَاهُ فِیۡ عُلۡیَا قُرَیۡشٍ وَجَدُّهٗ خَیۡرُ الۡجُدُوۡدِ

ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: میں نے ایک جنیہ (مونث جن) کو امام حسین پر نوحہ کرتے سنا وہ کہتی تھی :

اس پیشانی کو حضور نے چوما اسی سے چمک ہے ان کی پیشانی پر
حسین کے والدین قریش کے سردار تھے
اور ان کے نانا جہاں سے بہتر تھے

نبی مکرم ﷺ نے ان کی جبین پر ہاتھ پھیرا۔ جس سے ان کے رخساروں پر نور کی لپٹیں اٹھتی تھیں۔ ان کے والدین اشراف قریش میں سے تھے۔ اور ان کے نانا بہترین نانا تھے۔

(الخصائص الکبریٰ ۲/ ۱۹۳)

(آکام المرجان فی احکام الجان ص ۱۷۶)

(التبصرۃ۔ابن الجوزی ۲ /۹)

ام سلمہ کا جنوں سے اشعار سننا

وَاَخرَجَ اَبُوْنُعَیْمٍ مِن طَرِیْقِ حَبِیْبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ مَا سَمِعْتُ نَوْحَ الْجِنِّ مُنْذُ قُبِضَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَّا اللَّیْلَۃَ وَمَا اَرَی ابْنِی اِلَّا قَدْ قُتِلَ تَعْنِی الْحُسَیْنِ فَقَالَت لِجَارِیَتِھَا اخْرُجِیْ فَاسْئَلِی فَاَخْبَرَتْ اَنَّہُ قَدْ قُتِلَ وَاِذَا الْجِنَّۃُ تَنُوْحُ:

اَلَا یَاعَیْنُ فَاحتفِلِی بِجَھْدٍ وَمَنْ یَبْکِی عَلَی الشُّھَدَاءِ بَعْدِی

عَلَی رَہْطٍ تَقُوْدُھُمُ الْمَنَایَا اِلَی مُتَجَبِّرٍ فِیْ مُلْکِ عَھْدِی

اور ابو نعیم حبیب بن ثابت کے واسطہ سے سیدہ ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے انتقال سے آج رات تک میں نے جنات کا نوحہ نہیں سنا۔ اور آج رات کے اس نوحے سے میں نے جان لیا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہو گیا: پھر حضرت ام سلمہ نے اپنی لونڈی سے فرمایا: تو گھر سے نکل کر پوچھ۔ تو معلوم ہوا کہ امام حسین شہید ہو گئے۔ جنات یہ کہہ کر روتے تھے :

ہو سکے جتنا رو لے تو اے چشم کون روئے گا پھر شہیدوں پر

قافلے پر جس کی قیادت موت کر رہی تھی

لے جا رہے تھے میرے دور کے ظالم کے طرف

منقول ہے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو جب یہ علم ہوا تو آپ اس قدر روئیں کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ (ابن عساکر ۱۴/۲۴۱)

(مجمع الزوائد ۹/۳۲۱)

(الامالی الشجریہ ۱/۱۴۴)

وَاَخرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ مَزِیْدَۃَ بْنِ جَابِرِ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اُمِّہٖ قَالَتْ سَمِعْتُ الْجِنَّ تَنُوْحُ عَلَی الْحُسَیْنِ وَھِیَ تَقُوْلُ:

اَبغی حُسَیْنٌ ھَبَلًا

کَانَ حُسَیْنٌ جَبَلًا

ابو نعیم مزیدہ بن جابر حضرمی کے طریق سے ان کی والدہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے جنات کو قتل حسین پر نوحہ کناں پایا وہ ان الفاظ میں نوحہ کر رہے تھے:

ہوئے شہید سناؤں تمہیں بدیدۂ تر

حسین کو وہ رضا صبر و شکر کے پیکر

(ابن عساکر ۱۴/ ۲۴۱)

(معرفۃ الصحابۃ ۵/ ۳۳۴)

(الخصائص الکبریٰ ۲/ ۱۹۴)

نوٹ: جنات کے نوحے اہل بدعت (شیعہ۔رافضی) کی طرح مذموم نوحے نہ تھے۔جان لینا چاہیے کہ جنات کے یہ نوحے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے اس غرض سے تھے کہ امام عالی مقام کے خصائل و اوصاف حمیدہ کا ذکر ہو نہ کہ اہل بدعت کی طرح مذموم نوحے تھے جن پر احادیث صحیحہ میں وعید وارد ہوئی ہے۔

غیبی قلم نے خون سے تحریر لکھی

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ مِنْ طَرِیْقِ ابْنِ لِهِیْعَةَ عَنْ اَبِیْ قُنْبُلٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ اِجْتَزُّوا رَاْسَهُ وَقَعَدُوْا فِیْ اَوَّلِ مَرْحَلَةٍ یَشْرَبُوْنَ النَّبِیْذَ فَخَرَجَ عَلَیْهِمْ قَلَمٌ مِنْ حَدِیْدٍ فَکَتَبَ سَطْرًا بِدَمٍ۔

اَتَرْجُوْا اُمَّةً قَتَلَتْ حُسَیْنًا

شَفَاعَةَ جَدِّهٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

اور ابو نعیم نے ابن لہیعہ کے طریق سے ابو قنبل سے روایت کیا ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور قاتلین سر مبارک کو کاٹ کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔قاتلین پہلی منزل پر بیٹھ کر نبیذ پی رہے تھے کہ ان کے سامنے غیب سے ایک آہنی قلم نمودار ہوا جس نے خون سے یہ تحریر لکھی:

حسین کے قاتل کیا فردائے قیامت میں

امید بھی رکھتے ہیں نانا کی شفاعت کی

(مجمع الزوائد ۹/ ۱۲۳)

(ابن عساکر ۱۴/ ۲۴۳)

(معجم الکبیر ۳/ ۱۲۳)

یعنی سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک کاٹ کر دارالامارۃ شام میں یزید بن معاویہ کے پاس لے جارہے تھے۔ جوں ہی پہلی منزل پر پہنچے اور شراب نوشی میں مشغول ہوئے تو دیکھا غیب سے لوہے کا ایک قلم بر آمد ہوا اور ایک شعر خون سے لکھا۔

ایک راہب کی عقیدت اور مسلمان ہونا

اور بعض روایات میں ہے کہ جب خواتینِ اہل بیت کو اونٹوں پر سوار کرایا گیا اور مظلوموں کے سروں کو نیزوں پر چڑھا کر شام کی طرف روانہ ہوئے تو ایک منزل پر کلیسا کے قریب قیام کیا تو دیکھا کہ کلیسا کی دیوار پر یہ شعر مرقوم تھا۔ اس کلیسا کے راہب سے پوچھا گیا کہ یہ شعر لکھنے والا کون شخص ہے۔ تو راہب نے بتایا کہ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ یہ شعر اس دیوار پر تمہارے نبی (ﷺ) کی بعثت سے پانچ سو سال پہلے سے لکھا ہوا ہے۔

وَعَنْ أَبِي قَبِيلٍ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ احْتَزُّوا رَأْسَهُ وَقَعَدُوا فِي أَوَّلِ مَرْحَلَةٍ يَشْرَبُونَ النَّبِيذَ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ قَلَمٌ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ حَائِطٍ فَكَتَبَ بِسَطْرِ دَمٍ:

أَتَرْجُو أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا

شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

(ذہبی: تاریخ الذھبی، ص۱۰۵۹)

اور بعض کہتے ہیں کہ کلیسا کی دیوار میں شگاف نمودار ہوا اور ایک غیبی قلم بردار ہاتھ اس شگاف میں سے باہر آیا اور خون کے ساتھ دیوار پر یہ شعر لکھا۔

أَتَرْجُو أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا

شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

راہب نے دس ہزار درہم میں سر اطہر کو حاصل کیا

کہا جاتا ہے کہ جب راہب کو اسیرانِ اہل بیت کا حال معلوم ہوا اور اس نے نیزے پر امام عالی مقام کے سر مبارک کو ملاحظہ کیا تو اپنے آپ سے کہنے لگا: اس قوم کے لوگ کتنے برے ہیں کہ اپنے نبی کے بیٹے

کو مار ڈالا اور اس کے اہل بیت کو ذلیل و خوار کر دیا۔ اور اشقیاء کی اس جماعت سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: مجھ سے دس ہزار درہم لے لو اور یہ سر جو تم نے نیزے پر چڑھا رکھا ہے میرے حوالے کر دو۔ یزیدی جو کہ انتہاء درجہ کے حریص اور لالچی تھے انہوں نے یہ پیش کش قبول کر لی۔ چنانچہ راہب نے ان سے سر مبارک کو لے لیا اور کلیسا کے اندر خلوت گاہ میں لے جا کر غسل دیا اور خوشبو لگا کر اپنے زانو پر رکھا اور انوار خداوندی کے جمال کا مشاہدہ کرنے لگا۔

راہب کا دل نور ایمان سے بھر گیا

راہب بچشم خود ملاحظہ کر رہا تھا کہ سر مبارک سے لے کر آسمان تک انوارِ تجلیات کا ایک ایسا سلسلہ تھا جس کا ذکر محال ہے۔ اسی طرح تمام رات سر مبارک پر آسمان سے نور کی بارش ہوتی رہی اور راہب ملاحظہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مسلمان ہو گیا اور اپنے دل کو نورِ ایمان سے جلا بخشتے ہوئے اپنی بقیہ زندگی احکامِ اسلام کے مطابق محبت وولائے اہل بیت میں گزار دی۔

دس ہزار درہم خاکستر ہو گئے

راہب نے وعدے کے مطابق دس ہزار درہم ان بد بختوں کے حوالے کر دیے۔ جب ان بد مآل لشکریوں نے یہ درہم آپس میں تقسیم کرنے کی غرض سے تھیلی سے نکالے تو وہ تمام کے تمام درہم خاکستر بن کر ٹھیکریوں کی شکل اختیار کر چکے تھے اور ہر درہم کے ایک رخ پر یہ آیہ شریف تحریر تھی: وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ

اور دوسری جانب آیت کریمہ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ۔ تحریر تھی۔

(الشجری، الامالی الخمیسیۃ للشجری ص: ۵۹۱، حدیث نمبر: ۱۳۲۲)

امام عالی مقام کے سر مبارک کی بزبانِ فصیح گفتگو

احباب بصیرت اور اصحاب معرفت سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہو گا کہ یہ تمام آثارِ عجیبہ اور شواہد غریبہ جن کا ذکر ہوا ہے واقعۂ کربلا اور شہادت سید الشہداء کی عظمت کی روشن دلیلیں ہیں۔ لیکن ایک ایسی عجیب بات جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا وہ یہ ہے:

وَاَخْرَجَ اِبْنُ عَسَاکِرٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَنَا وَاللّٰهِ رَاَیْتُ رَاْسَ الْحُسَیْنَ حِیْنَ حُمِلَ وَاَنَا بِدَمِشْقَ وَبَیْنَ یَدَیِ الرَّاْسِ رَجُلٌ یَقْرَاُ سُوْرَةَ الْکَهْفِ حَتّٰی بَلَغَ قَوْلَهٗ تَعَالٰی اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ آیَاتِنَا عَجَبًا فَاَنْطَقَ اللّٰهُ الرَّاْسَ بِلِسَانٍ ذَرِبٍ فَقَالَ اَعْجَبَ مِنْ اَصْحَابِ الْکَهْفِ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ۔

ابن عساکر منہال بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے شہر دمشق میں سر حسین کو دیکھا جسے نیزہ بردار لیے جا رہے تھے۔ سر مبارک کے آگے ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ آیَاتِنَا عَجَبًا۔

تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویائی عطا فرمائی اور اس نے بزبان فصیح کہا:

اصحاب کہف کے قصہ سے عجیب تر میرا قتل کیا جانا اور میرے سر کا نیزہ پر اٹھایا جانا ہے۔

سانحہ کربلا اصحاب کہف کے واقعہ سے عجیب تر ہے۔ (ابن عساکر ۶۰/ ۳۷۰)

(شرح الصدور ص ۸۸)

(الخصائص الکبری ۲/ ۱۹۴)

اصحاب کہف کا قصہ یہ ہے کہ وہ تین سو نو ۳۰۹ سال تک ایک غار میں سوئے رہے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو ان کا خیال تھا کہ وہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ سوتے رہے ہیں۔ یہ عجائبات قدرت میں سے ایک ہے۔ جیسا کہ اس قصہ کی تفصیلات کتبِ تفسیر و احادیث اور تاریخ میں مذکور ہیں۔ لیکن سید الشہداء کا قتل اور ان کے سر مبارک کا نیزہ پر اٹھا کر لے جایا جانا قصۂ اصحابِ کہف سے بھی عجیب تر ہے۔

کیا یہ بات عجیب نہیں ہے کہ یزیدی جماعت نے کلمۂ شہادت کے ذریعے اقرارِ نبوت و ختم رسالت کے باوجود اپنی دنیاوی لالچ اور جاہ و حشم کی خاطر فرزندِ رسول، جگر گوشۂ بتول کو بے سر و سامانی

کے عالم میں قتل کر دیا۔ اور خاندانِ نبوت کو حوادث و آفات سے دوچار کیا اور نوجوانانِ بہشت کے سردار کے سر مبارک کو خنجر و تیغ سے کاٹ کر نیزے پر سوار کیا۔ اور سرا پردۂ نبوی ﷺ کی عفت مآب مستورات کو بے پردہ اونٹوں کی پشت پر سوار کر کے شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ سفر کرایا۔ اور جو کچھ ظلم ان ظالموں نے اہل بیتِ نبوت کے سروں پر ڈھائے ان کی ہلکی سی جھلک تحریر کی گئی ہے۔ اس کے باوجود وہ اسلام کے مدعی تھے اور اپنے آپ کو مومن و مسلمان ظاہر کرتے تھے۔

فاعتبروا یا اولی الالباب

ان ھذا لشیء عجاب

اللھم صلی علی محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم

یزید پلید

کے بعض کافرانہ عقائد و نظریات

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اہل بیت نبوت کا یہ مصیبت زدہ قافلہ ابن زیاد نے یزید لعین کے پاس بھیجا تو اس نے ملک شام کے امراء اور درباریوں کو جمع کیا پھر بھرے دربار میں خانوادۂ نبوت کی خواتین اس کے سامنے پیش کی گئیں اور اس کے سب درباریوں نے یزید کو اس فتح پر مبارکباد دی۔

(طبری، ۴/۱۸۱)

(البدایہ والنہایہ، ۸/۱۹۷)

اس عام دربار میں ایک شامی شیطان نما انسان کھڑا ہوا اور اہل بیت میں سے سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کر کے یہ کہنے لگے یہ مجھے بخش دو۔ معصوم سیّدہ یہ سن کر لرز گئی اور اس نے اپنی بہن سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا۔

حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ عنہا نے گرج کر کہا، تو جھوٹ بکتا ہے یہ نہ تجھے مل سکتی ہے اور نہ اس یزید کو ، یزید لعین یہ سن کر طیش میں آ گیا اور بولا، تم جھوٹ بولتی ہو۔ خدا کی قسم! یہ میرے قبضے میں ہے اور اگر میں اسے دینا چاہوں تو دے سکتا ہوں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہانے گرجدار آواز میں کہا، ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! تمہیں ایسا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے کوئی حق نہیں دیا ہے۔ (الطبری، ۴/ ۱۸۱)

(البدایہ والنہایہ، ۸/ ۱۹۷)

بعض لوگ یزید لعین کی حمایت میں افسوس وندامت کا ذکر کرکے اسے بے قصور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کی ندامت کی حقیقت علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے پڑھیئے:

جب امام عالی مقام کا سر اقدس یزید کے پاس پہونچا تو یزید کے دل میں ابن زیاد کی قدر ومنزلت بڑھ گئی اور جو اس نے کیا تھا اس پر یزید بڑا خوش ہوا لیکن جب اسے یہ خبریں ملنے لگیں کہ اس وجہ سے لوگ اس سے نفرت کرنے لگے ہیں اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اسے گالیاں دیتے ہیں تو پھر وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر نادم ہوا۔

(تاریخ کامل، ۴/ ۸۷)

یزید کی ندامت وپشیمانی کی وجہ آپ نے پڑھ لی ہے۔ اس ندامت کا عدل وانصاف سے ذرا بھی تعلق نہیں ہے ورنہ ایک عام مسلمان بھی قتل کردیا جائے تو قاتل سے قصاص لینا حاکم پر فرض ہوتا ہے۔ یہاں تو خاندان نبوت کے قتل عام کا معاملہ تھا۔ ابن زیاد، ابن سعد، شمر معلون وغیرہ سے قصاص لینا تو در کنار کسی کو اس کے عہدہ سے برطرف تک نہ کیا گیا اور نہ ہی کوئی تادیبی کاروائی ہوئی بلکہ خوشی کا اظہار کیا بعد میں حالات بے قابو ہونے کے خوف سے وقتیہ طور سے سیاسی انداز میں رنج وملال کا اظہار کیا۔

قتل سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید نے حکم دیا

ابن زیاد بدنہاد کا اقراری بیان

ابن زیاد بدنہاد نے خود اقرار کیا کہ یزید پلید نے اسے سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا ورنہ خود اسے قتل کرنے کی دھمکی دی تھی۔ جیسا کہ ابن اثیر، تاریخ کامل میں ابن زیاد کا قول نقل کرتے ہیں:

اما قتلی الحسین فانه اشار علی یزید بقتله اوقتلی فاخترت قتله۔

اب رہا امام حسین رضی اللہ عنہ کو میرا شہید کرنا تو بات دراصل یہ ہے کہ یزید نے مجھے اس کا حکم دیا تھا بصورت دیگر اس نے مجھے قتل کرنے کی دھمکی دی تھی تو میں نے انہیں شہید کرنے کو اختیار کیا۔ (التاریخ الکامل، ۴/ ۲۷۴)

المختصر جب سر انور یزید پلید کے سامنے رکھا گیا تو وہ خوش ہوا اس نے اہل شام کو جمع کیا اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس سے سر انور الٹ پلٹ کرتا تھا اور ابن الربعری کے یہ شعر پڑھتا تھا:

لیت اشیاخی ببدر شهدوا
جزع الخزرج فی وقع الاسل
قد قتلنا القوم من ساداتکم
وعدلنا میل بدر فاعتدل

ترجمہ: اے کاش! آج میرے بزرگ جو غزوہ بدر میں مارے گئے تھے زندہ موجود ہوتے تو دیکھتے کہ بیشک ہم نے ان سے دوگنے ان کے اشراف کو قتل کرکے بدر کا بدلہ لے لیا اور معاملہ برابر کر دیا۔

(صواعق محرقہ ص ۲۱۸)

(البدایہ والنہایہ ۸/۱۹۲)

(ابن عساکر)

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اقدس آپ کے قاتل یزید کے پاس بھیج دیا۔ اس نے وہ سر اقدس یزید لعین کے سامنے رکھ دیا۔ اس وقت وہاں صحابی رسول حضرت سیدنا ابوبرزۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یزید مردود نے ایک چھڑی امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک لبوں پر مارنے لگے اور اس نے یہ شعر پڑھے:

"انہوں نے ایسے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا جو ہمیں عزیز تھے لیکن وہ وہ نافرن اور ظالم تھے۔"

حضرت سیدنا ابوبرزۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہو سکا اور انہوں نے فرمایا: اے یزید! اپنی چھڑی ہٹالو۔ خدا کی قسم! میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس مبارک منہ کو چومتے تھے۔

(تاریخ طبری، ۴/۱۸۱)

(البدایہ والنہایہ، ۸/۱۹۷)

مشہور مؤرخین علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اور علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کامل میں اس واقعہ کو تحریر فرمایا ہے۔

قارئین کرام! اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر یزید کتنا خوش ہوا ہوگا ارے وہ سنگدل، ظالم، فاسق، فاجر، بدکار، شرابی، مردود، ملعون، ہے جو نواسہ رسول اعظم کے سر اقدس کو اپنے سامنے رکھ کر متکبرانہ شعر پڑھتا تھا اور ان مبارک لبوں پر اپنی چھڑی مارتا ہے جو حبیبِ خدا عزوجل سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم اکثر چوما کرتے تھے، کیا وہ لعنت وملامت کا مستحق نہیں ہے؟

فاهلوا واستهلوا فرحا
ثم قالوا یایزید لاتشل

ترجمہ: اس وقت خوشی کے مارے ضرور باآواز بلند پکار کر کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی اور شعبی نے فرمایا:

وزادفیھا بیتین مشتملین علی صریح الکفر

لعبت بنوهاشم بالملک فلا
خبری جاءه ولا وحی نزل

ترجمہ: بنی ہاشم نے ملک گیری کے لیے ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ کوئی خبر آسمانی آئی تھی اور نہ کوئی وحی نازل ہوتی تھی۔ (تفسیر روح المعانی: علامہ آلوسی جلد ۲۹ ص ۷۲)

لست من خندف ان لم انتقم
من بنی احمد ماکان فعل

ترجمہ: میں اولاد خندف سے نہیں ہوں اگر اولاد احمد سے ان کے کئے ہوئے کا بدلہ نہ لوں جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔

(تفسیر روح المعانی: علامہ آلوسی جلد ۲۹ ص ۷۲)

(صواعق محرقہ ص ۲۱۸)

یہ ہیں یزید پلید کے کفری عقائد و نظریات جو دین اسلام اور اس کے حقائق کا انکار کرنے کے ساتھ اپنے نجس وناپاک خیال کا اظہار کرتا ہے کہ میں نے بدر والوں کا اولاد رسول ﷺ سے بدلہ لیا ہے۔

علامہ آلوسی اپنا فیصلہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ خبیث یزید تو رسالت مقدسہ نبی ﷺ کا بھی قائل تھا یعنی یہ ہے دین اسلام سے کھلم کھلا خارج ہونا یزید کا اور اس کا یہ قول کہ وہ اللہ تعالی کی طرف اور نہ ہی اس کے دین کی طرف

اور نہ ہی اس کی کتاب طرف اور نہ ہی اس کے رسول کی طرف اور نہ ہی اللہ پر اور جو کچھ اس کی طرف سے آیا ہے رجوع نہیں کرے گا۔ (تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۱۴۸)

(صواعق المحرقہ صفحہ ۲۲۳)

(طبری صفحہ ۷۲)

فرامین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کے بارے میں

کعبہ معظمہ، انوار الٰہیہ کے نزول کی مرکزی جگہ ہے اس لئے عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے لئے قابل احترام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان خواہ زمین کے کسی بھی خطے سے تعلق رکھتے ہوں، وہ اپنی حیثیت اور سمجھ کے مطابق اس کا ضرور احترام کرتے ہیں، اس کی طرف پاؤں نہیں پھیلاتے، ادھر منہ کر کے نہیں تھوکتے اور پیشاب وغیرہ کرتے وقت اپنا رخ پھیر لیتے ہیں اور اس حالت میں اس کی طرف پشت بھی نہیں کرتے۔ یہ عام مسلمانوں کی حالت ہے لیکن جو اہل نظر ہیں اور کعبہ شریف کے صرف در و دیوار ہی کو نہیں دیکھتے بلکہ اس میں انوار و تجلیات کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں، ان کا معاملہ ہی کچھ اور ہے، وہ اس انداز سے احترام کرتے ہیں اور ایسے آداب و ضوابط ملحوظ رکھتے ہیں جو عوام کی سمجھ سے بھی بالاتر ہوتے ہیں اور ان کا ذہن ان آداب کی پابندی کی طرف نہیں جاتا۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام حج کرنے کے بعد، فوراً اپنے شہروں کی طرف واپس چلے جاتے تھے تاکہ کوئی ایسی غلطی سرزد نہ ہو جائے جو حرمتِ کعبہ کے منافی ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے، مکہ مکرمہ کے علاوہ کسی مقام پر مجھ سے ستر غلطیاں سرزد ہو جائیں میں یہ تو گوارا کر سکتا ہوں، لیکن یہ گوارا نہیں کرتا کہ مکہ مکرمہ میں ایک غلطی بھی سرزد ہو، اسی لئے آپ طائف میں رہتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سرکاری حکم

جب لوگ حج سے فارغ ہو جاتے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سرکاری حکم جاری فرما دیتے تھے۔

اے اہل یمن! تم یمن چلے جاؤ، اے اہل شام! تم شام چلے جاؤ! اے اہل عراق! تم عراق چلے جاؤ۔ اب مکہ مکرمہ میں

زیادہ دیر ٹھہرنے کی کوشش نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ زیادہ قیام سے ادب کے تقاضے پورے کرنے میں سستی ہو جائے، اس لئے قیام سے بہتر یہی ہے کہ اپنے وطن کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ کعبہ کی حرمت و محبت دلوں میں برقرار رہے۔

اپنے وطن میں رہ کر، جسمانی طور پر کعبہ سے دور ہوتے ہوئے بھی محبت و عقیدت کی بنیاد پر، روحانی طور پر کعبہ سے قریب رہنا، اس قرب سے بہتر ہے جس میں انسان جسمانی طور پر تو کعبہ کے پاس ہو، مگر ذہنی طور پر اس سے دور ہو، اس کیفیت سے کعبہ شریف کی بے حرمتی ہوتی ہے، جس کی وہ بارگاہ خداوندی میں شکایت بھی کرتا ہے اور اہل مشاہدہ وہ شکایت سن بھی لیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے مکہ کو حرمت دی اور اسے محترم بنادیا اور میں مدینہ کو حرمت دے کر محترم بناتا ہوں۔ اب اس کے دونوں کناروں کے درمیان نہ تو خونریزی کی جائے اور نہ یہاں جنگ کے لئے ہتھیار اٹھائے جائیں اور جانوروں کی خوراک کے علاوہ یہاں کے درختوں کے پتے نہ جھاڑے جائیں۔ (مسلم شریف)

کعبۃ اللہ کی شکایت

ایک مرتبہ حضرت وہب بن ورد نے سنا، کعبہ کہہ رہا تھا:

اِلَی اللّٰہِ اَشْکُوْ ثُمَّ اِلَیْکَ یَاجِبرِیْلُ مَااَلْقٰی مِنَ الطَّائِفِیْنَ حَوْلِیْ مِنْ تَفَکُّرِ ھِمْ فِی الْحَدِیْثِ وَلَغْوِھِمْ وَلَھْوِھِمْ لَئِنْ لَمْ یَنْتَھُوْا عَنْ ذَالِکَ لَاَنْتَفِضَنَّ اِنْتِفَاضَۃً یَرْجِعُ کُلُّ حَجَرٍ اِلَی الْجَبَلِ الَّذِیْ قُطِعَ مِنْہُ.

"اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں فریاد کرتا ہوں، اے جبریل! تیرے حضور بھی شکایت کرتا ہوں، یہ طواف کرنے والے مجھ پر ستم ڈھاتے ہیں، طواف کے دوران دلوں میں بے کار اور نامناسب باتیں سوچتے رہتے ہیں، اگر وہ اس حرکت سے باز نہ آئے تو میں اتنی زور سے کانپوں گا کہ ہر پتھر اڑ جائے گا اور اسی پہاڑ پر چلا جائے گا، جہاں سے اسے لیا گیا تھا"۔ (احیاء العلوم،:۲۴۳)

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لَاتَزَالُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ بِخَیْرٍ مَاعَظَّمُوْا ھٰذِہِ الْحُرْمَۃَ حَقَّ تَعْظِیْمِھَا فَاِذَا ضَیَّعُوْا ذَالِکَ ھَلَکُوْا.

"جب تک یہ امت "حرم کعبہ" کی اس طرح تعظیم کرتی رہے گی جیسی تعظیم کرنے کا حق ہے، تو خیر و برکت سے بہرہ ور رہے گی، جب وہ یہ معمول ترک کردے گی تو تباہ و برباد ہو جائے گی"۔ (ابن ماجۃ)

قرآن پاک میں ہے۔ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ . (الْحَجّ، ۲۲ : ۲۵)

"اور جو شخص حرم کعبہ میں گناہ کا ارادہ بھی کرے گا تو ہم اسے المناک عذاب چکھائیں گے"۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں حرمت کعبہ کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ کعبہ شریف کی طرف جانے والے قربانی کے جانوروں اور حج کے ارادے سے سفر کرنے والے انسانوں کی بے حرمتی سے بھی روکا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تُحِلُّواْ شَعَآئِرَ اللهِ وَلاَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلاَ الْهَدْيَ وَلاَ الْقَلآئِدَ وَلاَ آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَام (الْمَآئِدَة، ۵:)

گویا حکم ہے کہ ان کا احترام ملحوظ رکھو اور کوئی ایسی حرکت نہ کرو جو ان کی شان کے منافی ہو اور ان کی موجودہ حیثیت کے لحاظ سے بے ادبی کے زمرے میں آتی ہو کیونکہ وہ اس وقت راہِ کعبہ پر گامزن ہیں اور اس کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ اللہ اکبر

اب مدینہ شریف کے بارے میں فرامین مصطفی ﷺ کا ذکر ہو جائے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں:

عن السائب بن خلاء رضي الله عنه أن رسول الله صلي الله عليه و اله وسلم قال: من أخاف أهل المدينة ظلماً أخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل (رواه النسائي)

جو شخص مدینہ کو ظلماً خوفزدہ کرے گا۔ اس کو اللہ ڈرائے گا اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی اور اس سے فرض اور نفل کچھ بھی قبول نہ کیا جائے گا۔ اب اس حدیث کی متابعت کرنے والی دیگر احادیث پر بھی ایک نگاہ ڈال لیں۔

من أخاف أهل المدينة فقد أخاف ما بين جنبي

(الراوی: جابر بن عبد الله الأنصاری المحدث: المنذری۔ المصدر: الترغيب والترهيب۔ الصفحة أو الرقم: ۲/۲۱۸ خلاصة حكم المحدث: رجاله رجال الصحيح)

جو شخص مدینہ والوں کو خوفزدہ کرتا تو وہ میرے دل کو خوفزدہ کرتا ہے۔

دیکھئے اس حدیث میں کتنی بڑی وعید ہے کہ مدینہ والوں کو خوفزدہ کرنا گویا رسول پاک کو خوفزدہ کرنا اور رسول پاک کو خوفزدہ کرنا کتنی بڑی وعید ہے اس سے ہم سب واقف ہیں۔ اس حدیث پر علامہ منذری نے صحت کا حکم لگایا ہے۔

من أخاف أهل المدينة فقد أخاف ما بين جنبي

الراوي: المحدث: الهيتمي المكي المصدر: الزواجر الصفحة أو الرقم: ۱/۲۰٦

خلاصة حكم المحدث: إسناده صحيح

من أخاف أهل المدينة . . . فعليه لعنة الله وغضبه لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا

الراوي: جابر بن عبد الله الأنصاري المحدث: الألباني

المصدر: السلسلة الصحيحة الصفحة أو الرقم: ۵/۳۸۳

خلاصة حکم المحدث: إسنادہ صحیح

دیکھا جاسکتا ہے کہ البانی صاحب بھی اس حدیث پر صحت کا حکم لگا رہے ہیں۔ اب اس کے بعد ہم ذرا وہ تاریخی روایات بھی پیش کردیں جس سے واضح ہو جائے کہ یزید نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا تھا یا نہیں۔ بعض بزعم خود جید جاہلین جو خود کو تاریخ داں سمجھتے ہیں اور تاریخ کی ابجد سے بھی ان کی واقفیت نہیں ہے۔ ان کیلئے اس تعلق سے واقعہ حرہ میں کتنے ابنائے صحابہ ومہاجرین کو قتل کیا گیا اور کتنے صحابیوں شہید کیا گیا اور عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ اس تعلق سے چند دیگر مورخین کے بیانات بھی پیش کردوں۔

ویسے ہدایت دینے والی ذات تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے۔

ثم دخلت سنة ثلاث وستين ففيها كانت وقعة الحرة قال المدائني: عن أبي قرة قال: قال هشام بن حسان: ولدت ألف امرأة من أهل المدينة بعد وقعة الحرة من غير زوج "۔ (البداية والنهاية)

(ابن کثیر ج ۸ ص ۲۳۸)

واقعہ حرہ کے بعد ہزار عورتوں نے بغیر شادی کے بچہ جنا۔

یہ بیان حافظ ابن کثیر کا ہے کسی ایرے غیرے مورخ کا نہیں ہے اور اس بیان میں صرف حافظ ابن کثیر ہی بلکہ دیگر مورخین بھی ان کے ہمنوا ہیں دیکھئے حافظ سیوطی تاریخ الخلفاء میں کیا کہہ رہے ہیں۔

ونهبت المدينة وافتض فيها ألف عذراء فإنا لله وإنا إليه راجعون

(تاريخ الخلفاء للسيوطي باب يزيد بن معاوية)

مدینہ کو لوٹا گیا اور اس میں تقریباً ہزار دوشیزاؤں کی عصمت دری کی گئی۔

اگر اعدادوشمار میں کچھ غلطی ہو تب بھی بہرحال اتنی بات ثابت ہے کہ یزید نے مدینہ کو اپنے فوج کیلئے تین دن تک حلال کردیا تھا۔ اور اس میں صحابہ کرام اور انصار ومہاجرین کی اولاد کو قتل کیا گیا۔ اس سلسلے میں یزید کے لشکر کے سالار کا اہل مدینہ پر غصہ اور قہر اتنا واضح تھا کہ مروان بن حکم نے کسی صحابی کے قتل پر اعتراض کیا تو مسلم بن عقبہ نے اسے سختی کے ساتھ ڈانٹا اور کہا کہ اگر آئندہ تم نے کچھ کہا تو تمہیں بھی قتل کردوں گا۔

مسلم بن عقبہ جسے اب تاریخ مسرف کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اس نے اہل مدینہ سے اس بات پر عہد لیا کہ وہ سب یزید کے غلام ہیں چاہے تو ان کو آزاد کردے اور چاہے تو بیچ دے۔ بعض لوگوں نے قرآن وسنت پر بیعت ہونا چاہا ان کے سر تن سے جدا کردیئے۔ مسجد نبوی میں گھوڑے دوڑائے گئے۔ مسجد نبوی میں نماز تک ادا کرنے

والا کوئی نہیں تھا۔ حضرت سعید بن المسیب مسجد نبوی کے ایک کونے میں پڑے رہتے تھے۔ مدینہ کے دو بزرگوں نے یہ شہادت دے کر ان کی جان بخشی کرائی کہ وہ مجنون ہیں۔

واقعہ حرہ میں اہل مدینہ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ اس کی تھوڑی تفصیل حافظ ابن حجر کی زبانی بھی سن لیجئے۔ یہ میں اس لئے بتانا چاہتا ہوں کہ یزید کے دامن پر صرف ایک قتل حسین کا داغ نہیں بلکہ واقعہ حرہ کا بھی بدنما داغ ہے۔

مسلم بن عقبة بن رباح بن أسعد بن ربيعة بن عامر بن مالك بن يربوع بن غيظ بن مرة بن عوف المرّي ، أبو عقبة ، الأمير من قِبَل يزيد بن معاوية على الجيش الذين غزوا المدينة يوم الحرة ....وقد أفحش مسلم القولَ والفِعلَ بأهل المدينة ,وأسرف في قتل الكبير والصغير حتى سموه مسرفا ,وأباح المدينة ثلاثة أيام لذلك ,والعسكرُ ينهبون ويقتلون ويفجرون ,ثم رفع القتل ,وبايع من بقي على أنهم عبيد ليزيد بن معاوية۔

(الإصابة ٦/٢٣٢)

مسلم بن عقبہ یزید بن معاویہ کی اس فوج کا امیر تھا جس نے یوم حرہ میں مدینہ پر لشکر کشی کی تھی۔ مسلم نے اہل مدینہ کے ساتھ قول و فعل کے اعتبار سے انتہائی برا سلوک کیا۔ اور چھوٹے بڑے کو قتل کرنے میں حد سے گزر گیا یہاں تک کہ لوگوں نے اس کا نام ہی مسرف رکھ دیا۔ مدینہ کو تین دن (قتل و غارت گری اور لوٹ مار کیلئے) جائز قرار دیا اور فوجی لوگوں کا مال لوٹتے تھے اور لوگوں کو قتل کرتے تھے اور برا کام کرتے تھے۔ پھر اس نے قتل کرنا بند کیا اور بقیہ لوگوں سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام کے ہیں۔

غیر مقلدین حضرات بسا اوقات دوسرے اجلہ علماء کی بات اشعری اور ماتریدی کہہ کر ٹال دیتے ہیں اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان کو حضرت ابن تیمیہ کا اس تعلق سے کیا فرمان ہے وہ بھی بیان کر دیں شاید اسی سے وہ سمجھ جائیں۔

حضرت ابن تیمیہ واقعہ حرہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے اپنے فتاویٰ میں تحریر کرتے ہیں۔

وجرت في إمارته (أي يزيد)أمور عظيمة أحدها: مقتل الحسين رضي الله عن وأما الأمر الثاني:فإن أهل المدينة النبوية نقضوا بيعته وأخرجوا نوابه وأهله ، فبعث إليهم جيشاً ، وأمره إذا لم يطيعوه بعد ثلاث أن يدخلها بالسيف ويبيحها ثلاثاً. فصار عسكره في المدينة النبوية ثلاثا يقتلون وينهبون ، ويفتضون الفروج المحرمة. ثم أرسل جيشاً إلى مكة ، وتوفى يزيد وهم محاصرون مكة. وهذا من العدوان والظلم الذي فُعِل بأمره.

(فتاوی ابن تیمیہ ٣/٤١٢)

یزید کے دور اقتدار میں بڑے امور (منفی اعتبار سے) صادر ہوئے۔ ان میں ایک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قتل ہے۔ اور دوسرا جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی اور ان کے کارندوں اور عمال کو نکال دیا تو اس نے مدینہ

کی جانب لشکر بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ اگر وہ تین دن کے اندر اطاعت قبول نہ کریں تو بزور طاقت مدینہ میں داخل ہو اور تین دن کیلئے اس میں قتل وغارت گری کو جائز سمجھے۔ لہذا تین دنوں تک اس کی فوج نے شہر نبوی میں قتل وقتال کا بازار گرم کیا۔ لوگوں کے اموال لوٹے اور عصمت دریاں کیں۔ پھر مکہ کی جانب فوج بھیجا اور یزید کی موت اس حالت میں ہوئی کہ اس کی فوج مکہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اور یہ زیادتی اور ظلم یزید کے حکم سے انجام دیا گیا۔

ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں جو ایک شیعہ عالم کے رد میں لکھی گئی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں۔

وأما مافعله ۔یزید۔ بأهل الحرة،فإنهم لما خلعوه وأخرجوا نوابه وعشيرته أرسل إليهم مرة بعد مرة يطلب الطاعة فامتنعوا ،فأرسل إليهم مسلم بن عقبة المري ، وأمره إذا ظهر عليهم أن يبيح المدينة ثلاثة أيام ، وهذا هو الذي عظم إنكار الناس له من فعل يزيد.. (المنهاج۲/۳۶۵)

اس میں دیکھ لیں سابقہ موقف کو دوہرایا گیا ہے اور اس میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ یزید سے کراہیت رفض اور شیعت کا تاثر نہیں بلکہ اس کی وجہ یزید کے اپنے اعمال وافعال ہیں۔

مناسب ہے کچھ مزید تاریخی شہادتیں پیش کر دی جائیں شاید اسی سے کسی کے خیال کی اصلاح ہو جائے۔

دیکھئے حافظ ذہبی کیا کہتے ہیں؟

قال المدائني توجه إليهم مسلم بن عقبة في اثني عشر ألفا وأنفق فيهم يزيد في الرجل أربعين دينارا فقال له النعمان بن بشير وجهني أكفك قال لا ليس لهم إلا هذا الغشمة والله لا أقيلهم بعد إحساني إليهم وعفوي عنهم مرة بعد مرة فقال أنشدك الله يا أمير المؤمنين في عشيرتك وأنصار رسول الله صلى الله عليه وسلم وكلمه عبد الله بن جعفر فقال إن رجعوا فلا سبيل عليهم فادعهم يا مسلم ثلاثا وامض إلى الملحد ابن الزبير قال واستوص بعلي بن الحسين خيرا جرير عن الحسن قال والله ما كاد ينجو منهم أحد لقد قتل ولدا زينب بنت أم سلمة قال مغيرة بن مقسم أنهب مسرف بن عقبة المدينة ثلاثا وافتض بها ألف عذراء . (سیر اعلام النبلاء۳/۳۲۳)

موطاامام مالک کے شارح زرقانی کیا کہتے ہیں؟

ويوم الحرة بفتح الحاء المهملة والراء المشددة أرض ذات حجارة سود كأنها أحرقت بالنار بظاهر المدينة كانت به الوقعة بين أهلها وبين عسكر يزيد بن معاوية وهو سبع وعشرون ألف فارس وخمسة عشر ألف راجل سنة ثلاث وستين بسبب خلع أهل المدينة يزيد وولوا على قريش عبد الله بن مطيع وعلى الأنصار عبد الله بن حنظلة وأخرجوا عامل يزيد عثمان بن محمد بن أبي سفيان من بين أظهرهم فأباح مسلم بن عقبة أمير جيش يزيد المدينة ثلاثة أيام يقتلون ويأخذون النهب ووقعوا على النساء حتى قيل حملت في تلك الأيام ألف امرأة زوج وافتض فيها ألف عذراء وبلغت القتلى من وجوه الناس سبعمائة من قريش والأنصار ومن الموالي وغيرهم من نساء وصبيان وعبيد عشرة آلاف وقيل قتل من القراء سبعمائة ثم أخذ عقبة عليهم البيعة ليزيد على أنهم عبيده إن شاء عتق وإن شاء قتل وفي البخاري عن سعيد بن المسيب أن هذه الوقعة لم تبق من أصحاب الحديبية أحدا

(شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك ج ۳ ص ۱۵۸)

اس کے علاوہ اور بھی مزید تاریخی شہادتیں ہیں جو بتاتی ہیں کہ واقعہ حرہ میں بلاتمیز مرد وعورت بچے بوڑھے قتل عام ہوا۔ لوگوں کے مال کو لوٹا گیا۔ اور اس قتل وغارت گری میں صحابہ کرام اور غیر صحابہ کرام کا بھی کوئی فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ جیسے جلیل القدر صحابی کو پہاڑ کے ایک کھوہ میں چھپ کر اپنی جان بچانی پڑی۔ لوگوں سے جبری طور پر اس بات کی بیعت لی گئی کہ وہ یزید کے غلام ہیں اور وہ ان کے جان اور مال میں جیسا چاہے فیصلہ کرے اس کو اس کا حق ہے۔ اگر کسی نے قرآن وسنت پر بیعت کرنے کی کوشش کی۔ اس کی گردن ماردی گئی۔ خواتین اور دوشیزاؤں کی عصمت دری ہوئی۔ ان کی عصمت سے کھیلا ہو گیا۔ مسجد نبوی میں نماز واذان کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور ایک کونے میں حضرت سعید بن المسیب گوشہ گیر رہتے تھے۔

قارئین کرام: اب کوئی دل پر ہاتھ رکھ کر بتائے کہ کیا یہ تمام واقعات مدینہ والوں کو خوفزدہ کرنے کے زمرہ میں آتے ہیں یا نہیں آتے ہیں؟

میری ناچیز رائے میں جن علماء کرام نے یزید پر اس کا نام لے کر لعنت کرنے کی بات کی ہے ان کا سب سے بڑا ماخذ یہی حدیث ہے اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یزید پر لعنت کرنے والوں کی بات بے سروپا اور رافضیت سے تاثر کا نتیجہ نہیں بلکہ حدیث پر عمل ہے۔ اب کچھ اور مختصر ذکر ہو جائے۔

مدینۃ المنورہ و مکۃ المکرمہ پر حملہ

جب ۶۳ ہجری میں یزید پلید کو یہ خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑدی ہے تو اس نے ایک عظیم لشکر مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے روانہ کیا۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس لشکر کے سالار اور اس کے سیاہ کارناموں کے متعلق لکھتے ہیں:۔

مسلم بن عقبہ جسے اسلام مسرف بن عقبہ کہتے ہیں، خدا اس ذلیل ورسوا کرے، وہ بڑا جاہل اور اجڈ بوڑھا تھا۔ اس نے یزید کے حکم مطابق مدینہ طیبہ کو تین دن کے لئے مباح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کو جزائے نہ دے، اس لشکر نے بہت سے بزگوں اور قاریوں کو قتل کیا اموال لوٹ لئے۔ (البدایہ ج ۸/ ۲۲۰)

مدینہ طیبہ کو مباح کرنے کا مطلب یہ ہے وہاں جس کو چاہو قتل کرو، جو مال چاہو لوٹ ہو اور جس کو چاہو آبرویزی کرو۔ (العیاذ باللہ) یزیدی لشکر کے کرتوت پڑھ کر ہر مومن خوف خدا سے کانپ جاتا ہے اور سکتہ میں

آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو اس شخص نے حلال کر دیا جسے آج لوگ امیر المومنین بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

بدبخت یزیدی لشکر نے صرف سینکڑوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید ہی نہیں کیا بلکہ بے شمار عصمت شعار خواتین کی عزتیں بھی لوٹیں ا ور پھر کیا ہوا، امام ابن کثیر سے پوچھیئے کہ ایک بدبخت نے اپنے کردار کو دیکھنے اور کفر سے توبہ کرنے کی بجائے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کروایا۔ ہزاروں مسلمانوں، جن میں بیشتر صحابہ کرام بھی تھے، کو قتل کروانے والا جہنمی اگر لعنت کا مستحق نہ قرار پائے تو اور کیا اسے پھول مالا پیش کی جائے ؟؟؟

ووقعوا علي النساء في قيل انه حبلت الف امرة في تلك الايام من غير زوج . قال هشام بن حسان ولدت الف امرة من اهل المدينه بعد وقعة الحرة من غير زوج (البدايه و النهايه لابن كثير، ۸ : ۲۲۱)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے دوران میں انہوں نے (یزیدی لشکر نے) عورتوں کی عصمت دری بھی کی۔ ایک روایت ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار عورتیں حرامکاری کے نتیجے میں حاملہ ہوئیں۔

(البدایہ ج۸ / ۲۲۱)

حضرت علامہ سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال هشام بن حسان: ولدت ألف امرأة من أهل المدينة بعد وقعة الحرة من غير زوج"۔

مدینہ منورہ کی ایک ہزار عورتوں نے جنگ حرہ کے بعد حرامی بچوں کو جنم دیا۔

تاریخ میں اس واقعہ کو واقعہ حرہ کہا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اس شک نہیں کہ یزید کہ نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا۔

۱. حرمین طیبین وخود کعبہ معظمہ وروضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں۔

۲. مسجد کریم میں گھوڑے باندھے۔

۳. ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے۔

۴. تین دن مسجد نبوی بے ونماز رہی۔

۵. مکہ ومدینہ وحجاز صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کیئے گئے۔

۶. کعبہ معظمہ پر پھینکے۔

۷. غلاف شریف پھاڑا اور جلایا۔

۸. مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں۔ (عرفان شریعت)

عن سعید بن مسیب رایتني لیالي الحرۃ وما یتني وقت الصلاۃ الا سمعت الاذان من القبر

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایام حرہ میں مسجد نبوی میں تین تک اذان و اقامت نہ ہوئی۔ جب بھی نماز کا وقت آتا تو میں قبر انور سے اذان اور اقامت آواز سنتا تھا۔ (دارمی، مشکوۃ، وفا الوفاء)

وقال عبداللہ بن وهب عن الامام مالک قتل یوم الحرہ سبعمائۃ رجل من حملۃ القرآن

اور عبداللہ بن وہب امام مالک کے حوالے سے کہتے ہیں کہ یوم الحرہ کو سات سو ایسے افراد قتل کئے گئے جو حافظ قرآن تھے۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ۶ : ۲۳۴)

علامہ سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مدینہ پر لشکر کشائی ہوئی تو وہاں کا کوئی ایسا شخص نہ تھا جو اس لشکر سے پناہ میں رہا ہو۔ یزیدی لشکر کے ہاتھوں ہزاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہوئے، مدینہ منورہ کو خوب لوٹا گیا، ہزاروں کنواری لڑکیوں کی آبروریزی کی گئی۔

مدینہ منورہ تباہ کرنے کے بعد یزید ملعون نے اپنا لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لیے مکہ معظمہ بھیج دیا اس لشکر نے مکہ مکرمہ پہونچ کر ان کا محاصرہ کرلیا اور ان پر منجنیق سے پتھر برسائے۔

ان پتھروں کی چنگاریوں سے کعبہ شریف کا پردہ جل گیا، کعبہ کا چھت اور اس دنبہ کا سینگ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جنت سے بھیجا گیا تھا اور وہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھا، سب کچھ جل گیا۔

یہ واقعہ ۶۴ ہجری میں ہوا اور اس کے اگلے ماہ یزید لعین مر گیا۔

جب یہ خبر مکہ مکرمہ پہونچی تو یزیدی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۰۷)

یزید پلید کے دیوانو ! اس ظلم و ستم کے باوجود آپ کے دل میں یزید کی محبت اس قدر گھر کر گئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قاتل کے دفاع میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو صحابہ کرام کی شان میں گستاخی قرار دینے پر تل گئے؟ بجائے اس کے قاتلِ صحابہ کرام یزید کو برا بھلا کہتے۔ آپ الٹا اسے شہادتِ حسین رضی اللہ سے بری الذمہ قرار دے کر اس پر خاموشی اختیار فرمانے کو ترجیح دیتے ہیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون

ذرا سوچیں! کل قیامت کے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں کے مطابق آپ کا سامنا حضرت حسین یا نانائے حسین سیدنا محمد مصطفیٰ سے ہو گیا تو یزید کی شان میں آپ کے حوالہ جات اور لمبے لمبے مضامین کام آئیں گے؟

یزید پلید کے متعلق

اکابرین اہل اسلام اور دیوبندی وہابی کی رائے

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کم عمر ترین زوجہ تھیں۔ آپ کا لقب صدیقہ اور کنیت ام عبد اللہ ہے آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "اللہ تعالی یزید طعان ولعان کی عمر خراب میں برکت نہ دے۔" (ما ثبت من السنۃ ص ۳۰)

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "بعض کتابوں میں کہا گیا ہے کہ یزید شقی ام المومنین حضرت سیدتنا طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں طمع کیا (معاذ اللہ ماں سے نکاح کا ارادہ کیا) تو لوگوں نے یہ آیت " النبی اولی باالمومنین" پڑھ کر اسے (لعنت ملامت کی اور اس ارادہ بد سے) باز رکھا۔

(مدارج النبوۃ اردو ا/۲۳۶)

یزید پلید کے دیوانو! اپنے فاسق، فاجر، ظالم حاکم کے شیطانی کردار کو دیکھ لو۔

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ

خلیفہ چہارم شیر خدا دامادِ مصطفےٰ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامت میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ایک دن عمر بن سعد سے ملے وہ ابھی جوان تھا تو آپ نے فرمایا" تجھ پر افسوس ہے اے ابن سعد اس وقت تیری کیا حالت ہو گی جب تجھے جنت اور دوزخ میں اختیار دیا جائے گا اور تو دوزخ کو اختیار کرے گا۔

(تذکرۃ الخواص الامہ ص ۲۷۴)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا زین العابدین امام علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب بمع اسیران خاندان اہل بیت دربار یزید پہونچے تو ایک درباری نے کہا" اے زین العابدین تمہارا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: ہمارا حال اس قوم میں ایسا ہی ہے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا فرعونیوں میں تھا۔ انہوں (یزیدیوں) نے (فرعون کے طرح) ہمارے مردوں کو شہید کر دیا ہے اور ہماری عورتوں کو زندہ رکھتے ہیں (قیدی بنا کر) اور ہمارے بزرگوں پر منبروں پر لعنت کی جاتی ہے اور ہمارا حق روکا گیا ہے۔" (کشف المحجوب ص ۴۶ فارسی)

(تذکرۃ الخواص ص ۳۲۸)

سیدہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا

لخت جگر سیدۃ النساء نور چشم شیر خدا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یزید پلید کے سامنے یہ الفاظ بیان فرمائے" اے یزید ہم عنقریب اپنے نانا جان محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہونچے ہیں۔ (صحابیات وعارفات ص ۱۴۲)

سیدہ بی بی سکینہ رضی اللہ عنہا

سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کا ایک فرمان" میں نے یزید سے اچھا کوئی "کافر" نہیں دیکھا۔" (تاریخ طبری ۵/۳۴۶)

(تاریخ کامل ۴/۹۶)

یزید پلید کے ظلم وستم کو گواہی اس کے بیٹے کی زبانی

باپ کے احوال کو بیٹے سے زیادہ تیرہ صدی کے بعد والا نہیں جان سکتا۔ معاویہ بن یزید پلید جو کہ یزید پلید کا بیٹا تھا اس نے بدبخت باپ کی موت کے بعد تخت پر بیٹھتے ہوئے ایک طویل خطبہ دیا جس کا لب لباب یہ تھا کہ میرے باپ حاکم بنایا گیا وقد کان غیر اھل حالانکہ وہ اس کا اہل نہ تھا (وہ نالائق تھا) اور پھر اس نے نواسہ رسول

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا فنقصت عمرہ اس کی عمر کم ہوگئی وصار فی قبرہ معتبربا بذنوبہ اور قبر میں گناہوں کے وبال کے سبب مستحق عذاب ہوچکا ہے وقد قتل عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے عترت رسول کو قتل کیا وباح الخمر وخرب الکعبۃ اور اس نے شراب کو حلال کیا اور کعبہ شریف کی بے حرمتی کی پھر معاویہ بن یزید نے روتے ہوئے کہا کہ اس کی بری موت اس کا برا ٹھکانہ ہے اس نے حضور ﷺ کی ناموس وعظمت پر حرف اٹھایا اور شراب کو حلال کیا اور کعبہ کی عظمت کو نقصان پہونچایا۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۳۴)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ

آپ غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے اور مسلمانوں میں اپنی شجاعت اور عبادت سے پہچانے جاتے تھے آپ نے یزید کے حالات سے ناخوش ہو کر حضرت عبد اللہ بن زبیر سے موت پر بیعت کر لی تھی اور حرہ کی لڑائی میں آپ اپنے آٹھ بیٹوں سمیت شہید ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واللہ ماخرجنا یزید حتی خفنا ان ترمی باالحجارۃ من السماء اللہ جل جلالہ کی قسم ہم نے یزید پر اس وقت خروج کیا جب ہمیں اندیشہ ہو گیا کہ اس کی بدکاری کے سبب آسمان سے پتھر نہ برسنے لگے۔ ان رجلا ینکح امھات الاولاد والبنات ولاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلواۃ اس لئے کہ یزید شراب پیتا تھا۔ سوتیلی ماؤں سے، سوتیلی بہنوں اور بیٹیوں سے ہمبستری (زنا) کرتا تھا اور تارک بھی تھا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۶)

اے ابن زیاد کے چیلو! عمرو بن سعد کے حواریو! شمر ملعون کے حامیو اور اے یزید پلید کی صفائی کے گواہو! یہ ہے تمہارا امیر! یہ ہیں تمہارے خلیفہ! یہ ہے تمہارا پیشوا اور یہ ہے تمہارا پیدائشی جنتی اور متقی یزید جو شرابی بھی تھا اور زانی بھی، عیاش بھی تھا اور بدقماش بھی۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فارق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یزید پلید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایک ایسے شخص کی بیعت کرلیں جو بندروں اور کتوں سے کھیلتا ہے اور شراب پیتا ہے اور علی الاعلان برائیاں کرتا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔

(تاریخ یعقوبی ۲/۲۲۱)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

امیر المومنین عبد اللہ بن زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب الاسدی القرشی، ابو بکر، ابو خبیب آپ کی کنیت تھی آپ کا نسب قصی پر حضور علیہ السلام سے جاملتا ہے

آپ کے والد حواری رسول سیدنا زبیر بن العوام تھے اور آپ کی والدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق ذاۃ النطاقین ہین (یہ لقب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر دیا تھا)۔ آپ کی دادی صفیہ رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ آپ کی خالہ تھیں۔۔ آپ قریش کے قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے اسد قصی بن کلاب کے پوتے تھے اور آپ کا شجر قصی بن کلاب پر رسول اللہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے والدہ اسماء بنت ابی بکر رضہ کا خاندان مرہ بن کعب پر رسول اللہ سے جاملتا ہے آپ والد اور والدہ دونوں کی طرف سے قرشی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! بلاشبہ انہوں نے ایسے شخص کو قتل کیا جو قائم اللیل اور صائم النہار تھے جو ان سے ان امور کے زیادہ حقدار تھے اور اپنے دین و فضیلت و بزرگی میں ان سے بہتر تھے۔ خدا کی قسم! وہ قرآن مجید کے بدلے گمراہی پھیلانے والے نہ تھے۔

پھر انہوں نے یزید اور اس کے ساتھیوں کے متعلق کہا: پس عنقریب یہ لوگ جہنم کی وادی غی میں جائیں گے۔ (ابن اثیر ۴/۴۰)

جب شامیوں نے مکۃ المکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اچانک یزید پلید کی موت کی خبر پہونچی تو حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا اے شامیوں تمہارا گمراہ کرنے والا لیڈر مر گیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ۴/۲۲۶)

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ

خلفاء راشدین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم، جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد جس مسلمان فرماں روا کا نام تاریخ کے افق پر آفتاب کی طرح روشن اور تابناک ہے وہ ابو حفص عمر بن عبد العزیز ہیں جبکہ آپ خلیفہ صالح کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ بنو امیہ کے آٹھویں خلیفہ تھے آپ وہ عادل خلیفہ تھے کہ آپ کے دور حکومت میں بکری اور بھیڑیا اکٹھے چرتے تھے۔ حضور تاجدار عرب و عجم ﷺ کا فرمان ہے کہ بنو امیہ میں ایک ایسا عادل شخص ہو گا جو دنیا کو انصاف سے بھر دے گا صاحب کشف حضرات نے رسول اللہ کو بمع اپنے رفقاء کے آپ کا جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لاتے دیکھا۔

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کنیز نے حاضر ہو کر عرض کی: میں نے خواب میں دیکھا کہ جہنم کو دہکایا گیا ہے اور اس پر پلصراط رکھ دیا گیا ہے۔ اتنے میں اموی خلفاء کو لایا گیا۔ سب سے پہلے خلیفہ عبد الملک کو حکم ہوا کہ پلصراط سے گزرو، وہ پلصراط پر چڑھا، مگر آہ! دیکھتے ہی دیکھتے دوزخ میں گر پڑا۔ پھر اس کے بیٹے ولید بن عبد الملک کو لایا گیا، وہ بھی دوزخ میں جا گرا۔ اس کے بعد سلیمان بن عبد الملک کو حاضر کیا گیا اور وہ بھی اسی طرح دوزخ میں گر گیا۔ ان سب کے بعد یا امیر المومنین! آپ کو لایا گیا، بس اتنا سننا تھا کہ حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوفزدہ ہو کر چیخ ماری اور گر پڑے۔ کنیز نے پکار کر کہا: یا امیر المومنین! سنئے بھی تو.......... خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ آپ نے سلامتی کے ساتھ پلصراط کو عبور کر لیا۔ مگر حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ پلصراط کی دہشت سے بے ہوش ہو چکے تھے اور اسی عالم میں ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۳۱ دار صادر بیروت)

یزید کی نسبت امیر المومنین کہنے والے کو بنی امیہ کے خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مستحق تعزیر قرار دیا ہے جیسا کہ فن رجال کی مستند کتاب تہذیب التہذیب ج ۱۱ حرف الیاء ص ۳۱۶ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: ثنا نوفل بن ابی عقرب ثقة قال کنت عند عمر بن عبد العزیز فذکر رجل یزید بن معاویة فقال قال امیر المؤمنین یزید فقال عمر تقول امیر المؤمنین یزید وامر به فضرب عشرین سوطاً

نوفل بن ابو عقرب فرماتے ہیں، میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا ایک شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امیر المؤمنین یزید نے یوں کہا ہے، حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو یزید کو امیر المؤمنین کہتا ہے پھر اس شخص کو کوڑے لگوانے کا حکم فرمایا چنانچہ اسے بیس کوڑے لگوائے گئے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۴۲)

(تہذیب التہذیب ۳۶۱/۱۱)

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ امیہ خاندان کے ایک فرد ہیں یعنی مروان کے پوتے اور خلیفہ عبد الملک بن مروان کے داماد ہیں جن کے فضل و کمال اور تقویٰ و پرہیز گاری کے بارے میں صرف اتنا بتادینا کافی ہے کہ ان کو خلفائے راشدین میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اس شخص کو کہ جس نے یزید بدبخت کو امیر المومنین کہا کوڑے لگوائے اور سزا دی۔ (خطبات محرم ص ۳۴۳)

اس واقعہ سے وہ لوگ جو آج کل یزید کی حمایت کرتے ہیں اور اس کو امیر المومنین کہتے ہیں سبق حاصل کریں اور جان لیں کہ وہ یقیناً سزا کے مستحق ہیں۔ اگر آج بھی کوئی حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ جیسا ہوتا تو انہیں بھی کوڑے ضرور لگواتا۔

حضرت خواجہ سیدنا حسن بصری علیہ الرحمہ

امام اولیاء الکرام سید التابعین العظام حضرت سیدنا حسن بصری جو حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلیفہ خاص سلسلہ قادریہ چشتیہ کے مرکز اصلی سیدنا حسن بصری علیہ الرحمہ نے چند سوالوں کا جواب دیتے ہوئے کہا میں اور اہل شام (یزیدیوں) راضی رہوں؟ خدا ان کا ناس کرے کیا وہی نہیں ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیارے نواسے کا قتل کیا اور ان کے حرم پاک مدینہ منورہ (جس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے) اس کو (اپنی بدکرداری) سے حلال کیا اور تین دن تک اس کے باشندوں کا بے دردی سے قتل کیا اور وہاں دیندار خواتین کی عزتین لوٹی گئیں حتی کہ ایک ہزار عورتیں زنا سے حاملہ ہو گئیں۔ (جس کو تاریخ اسلام نے واقعہ حرہ یعنی آزادی کا نام دیا ہے) پھر یزیدی "بیت اللہ" پر چڑھ دوڑے اس پر سنگ باری کی اور اس کے مقدس غلاف کو آگ لگائی۔ ان پر یزیدیوں پر لعنت ہو اور وہ برا انجام دیکھیں۔ (ابن اثیر، ۱۷/۴)

مزید آپ فرماتے تھے کہ اگر (خدانخواستہ) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہو اور مجھے جنت اور دوزخ میں جہاں چاہو جانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کی وجہ دوزخ میں جانا پسند کروں گا تاکہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ پر نظر نہ پڑے۔ (نورالابصار ص ۱۲۹)

صاحب تاریخ کامل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کا بیٹا یزید حکمراں ہوا اور وہ شراب کے نشہ کا بہت زیادہ عادی تھا۔ (تاریخ کامل ۲/ ۱۹۲)

حضرت علامہ ابوالفرج اصفہانی یزید کے ایک حج کا حال لکھتے ہیں "جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بغرض حج مدینہ منورہ آیا تو وہ ایک دن بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ باہر سے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کے لئے پوچھا چنانچہ یزید نے شراب کو سامنے سے اٹھانے کا حکم دیا اور انہیں اندر بلایا۔ پہلے حضرت ابن عباس اندر داخل ہوئے اور فرمایا کہ حسین تیری شراب کی بو پہچالیں گے پس شراب کو ڈھک دیا گیا اور امام حسین کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جب آپ اندر داخل ہوئے تو آپ نے خوشبو سے شراب کی بو محسوس کی۔ (کتاب الاغانی ۱۳/ ۶۱)

پھر یزید نے شراب کا ایک پیالہ منگوایا اور پی لیا اور پیالہ منگوایا اور کہنے لگا اے حسین پی لو۔ آپ نے فرمایا تم اپنی شراب اپنے ہی پاس رکھو میں اسے دیکھوں گا بھی نہیں۔ پس یزید نے کہا اے حسین تیری اس بات پر تعجب ہے کہ تو نوجوان لونڈیوں، شہوت کے سامان، شراب اور گانے کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ (تاریخ کامل ۶/ ۵۰)

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

امام الائمہ.... مقتدائے اہلسنّت.... سراج الامت.... آفتابِ علم و فضل.... امام المسلمین.... عظیم المرتبت محدث.... میدان علم میں تحقیق و تدقیق کے شاہ سوار.... امام المجتہدین.... جلیل القدر تابعی.... فقہ حنفی کے موسس و بانی حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول ہے آپ فرمایا کرتے تھے جو کچھ اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں ملتا ہے ہم اسے سر آنکھوں پر قبول کرتے ہیں اور ہمیں جو کچھ

صحابہ کرام کے فرامین وآثار ملیں ان میں سے احسن کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ہم کبھی بھی ان فرامین سے تجاوز نہیں کرتے۔ جو چیز صحیح حدیث سے خوب اچھی طرح ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔ (نورالابصار ص ۲۲۷)

تو جب یہ مسئلہ بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، الترغیب والترہیب، موطا امام مالک وغیرہم مشہور و معروف و مستند شروح سے اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے تو حضرت امام کے مذکورہ قول کے مطابق ہم بلا تردد کہہ سکتے ہیں کہ یزید عنید کے متعلق آپ کا عقیدہ بھی وہی تھا جو ان احادیث مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کبھی بھی حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کے شہادت کا تذکرہ ہوتا تو آپ بہت رویا کرتے تھے۔ (امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۳۴۴)

کتابوں میں مذکور ہے کہ جب امام اعظم نے ہوش سنبھالا اور آپ کو وقوعہ کربلا کا علم ہوا تو آپ نے اس کے بعد تمام زندگی حب اہلبیت کے طور پر نہر فرات کا پانی نہیں پیا۔ آپ فرماتے تھے کہ "جس نہر کا پانی اہل بیت پر بند کیا گیا تھا ابو حنیفہ بھی اس پانی کو اپنے اوپر بند کرتا ہے،"

آپ کے وہ فتاویٰ جو آپ نے اہل بیت کی حمایت میں دی وہ شاہد عادل ہیں۔ اگر کوئی دیوانۂ یزید پلید شخص دین کی کسی معتبر کتابوں سے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا کوئی قول یزید پلید کی شان اور فضیلت میں یا یزید پلید کا خلیفہ برحق ہونا یا جنتی اور بخشے ہوئے ہونے کے متعلق دکھادے تو ان شاء اللہ جل جلالہ فی حوالہ گیارہ سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

حجتہ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ

حُجّۃُالاسلام امام ابو حامد محمد بن احمد الغزالی بلاشبہ پانچویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔ آپ کی پیدائش خراسان کے شہر طابران ۴۵۰ ہجری ۱۰۵۲ عیسوی میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو حامد تھی، آپ کے خاندان میں سوت اور دھاگے کا کام ہوتا تھا اسی لئے آپ کو غزّالی کہتے ہیں۔

آپ کا فتویٰ

اگر کوئی پوچھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل اور آپ کے قتل کا حکم دینے والے پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہو، کہنا جائز ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا قاتل اگر توبہ کرکے مرا ہے تو اس پر خدا کی لعنت نہ ہو کیونکہ یہ ایک احتمال ہے کہ شاید اس نے توبہ کرلی ہو۔

(بحوالہ: احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۲۲ مطبوعہ مصر)

امام غزالی علیہ الرحمہ کے فتوے سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

۱. پہلی بات یہ ثابت ہوئی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل ناحق تھا (لہذا ثابت ہوا کہ ناحق قتل کرنے والے یزید اور یزیدی ظالم اور قاتل تھے۔

۲. دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ توبہ کی قید لگانا امام غزالی علیہ الرحمہ کے کمال تقوی کی دلیل ہے۔

۳. تیسری بات یہ ہے کہ آپ نے پورے فتوی میں خارجیوں کی طرح معرکہ کربلا کو سیاسی جنگ قرار نہیں دیا۔

۴. چوتھی بات یہ ہے کہ آپ نے پورے فتوی میں خارجیوں کی طرح یزید لعنتی کو "رحمۃ اللہ علیہ" نہیں کہا۔

۵. پانچویں بات یہ ہے کہ یزید اور قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی توبہ کہیں سے بھی ثابت نہیں لہذا امام غزالی کے فتوی کے مطابق امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل اور آپ کے قتل کا حکم دینے والے پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہو۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ بدرالدین عینی

شارح بخاری حضرت علامہ بدرالدین محمود عینی (متوفی ۸۵۵ ہجری) حدیث شریف "میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوان بے قوف حاکموں کے ہاتھ ہوگی" کے تحت فرماتے ہیں کہ اور پہلا نوعمر بیوقوف فسادی حاکم یزید تھا اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے۔ (عمدۃ القاری ۲۴/ ۱۸۰)

حضرت علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

مفسر قرآن حافظ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور مورخ ہیں۔ان کی تاریخ پر ایک مشہور کتاب ہے البدایہ والنہایہ ۔ آپ یزید پلید کو "امام فاسق "کالقب دیتے ہیں اور یزید پلید کے فسق وفجور، کفر و طغیان اور گناہ و عصیان کی جو تفصیل لکھی ہے اور اس کے بداعمالیوں اور اس کی عیاشیوں کا جو نقشہ پیش کیا ہے اس کے پڑھنے کے بعد کوئی بھی مسلمان یزید پلید پر لعنت بھیجے بغیر نہیں رہ سکتا چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

ان یزید قداشتھر بالمعارف وشرب الخمر کہ یہ مشہور ہے کہ یزید راگ و رنگ کا متوالا تھا اور شراب پیتا تھا۔وتخذ الغلمان والقیان اور ہر وقت اپنے پاس دوشیزاؤں اور گانے والی لڑکیوں اور خوبصورت لڑکوں کو رکھتا تھا۔ وما من یوم الا یصبح فیہ مخمورا کہ ہر صبح اٹھتا تو شراب کے نشے میں مست ہوتا تھا اور کتوں کا شکاری تھا اور بندروں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں پہناتا تھا۔وکان اذامات القرد حزن علیہ اور جب کوئی بندر مرجاتا تو اس کا افسوس کرتا تھا۔ (البدایہ والنہایہ،۸/۲۳۵-۲۳۶)

یزید نے ابن زیاد پر اس کے مظالم کی وجہ سے لعنت ملامت تو کی تھی لیکن نہ تو اس کو اس کے عہدے سے معزول کیا اور نہ ہی اسے کوئی سزا دی اور نہ ہی اس کو تنبیہ و سرزنش کا کوئی خط لکھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۸/۳۰۲)

نوٹ: یزید پلید کیسے کسی کو معزول کرتا کیونکہ وہی تو قتل کا حکم دیا تھا۔

علامہ عبدالعزیز فرہاروی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر کے معروف عالم ومصنف علامہ عبدالعزیز فرہاروی حنفی (۱۲۳۹ ہجری) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" اور علمائے اسلاف میں سے جو یزید پر لعنت کا اطلاق کرتے ہیں ان میں سے محدث ابن جوزی بھی ہیں آپ نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید ہے اور یزید پر لعنت کرنیوالے اسلاف علماء میں سے قاضی ابویعلیٰ بھی ہیں۔ علامہ محمد بن علی الصبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ قاضی ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں انہوں نے لعنت کے مستحق لوگوں کا تذکرہ کیا ہے اس میں آپ نے یزید بن معاویہ کا بھی ذکر ہے۔ (اسعاف الراغبین برحاشیہ نورالابصار ص ۲۱۱)

مؤرخ اسلام ابن عماد حنبلی علیہ الرحمہ

مشہور و معروف مؤرخ اسلام ابن عماد حنبلی علیہ الرحمہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو یزید پلید کے خلاف خروج کرنے کے تعلق سے فرماتے ہیں:

والعلماء مجمعون علی تصویب قتال علی لمخالفیه لانه امام الحق ونقل الاتفاق ایضا علی تحسین خروج الحسین رضی اللہ عنہ علی یزید .وخروج ابن الزبیر واهل الحرمین علی بنی امیه .وخروج ابن الاشعث ومن معه من کبار التابعین وخیار المسلمین علی الحجاج ثم ان الجمهور راوا جواز الخروج علی من کان مثل یزید والحجاج ومنهم من جوز الخروج علی کل ظالم وعد ابن حزم خروم الاسلام اربعة .قتل عثمان رضی اللہ عنہ ,وقتل الحسین رضی اللہ عنہ ویوم الحرة وقتل ابن الزبیر ولعلماء السلف فی یزید وقتلة الحسین خلاف فی اللعن والتوقف۔

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علی اپنے مخالفوں سے لڑنے میں حق پر تھے۔اسی طرح حضرت حسینؓ کے یزید پر خروج کرنے حضرت عبد اللہ بن زبیر اور اہل حرمین کے بنی امیہ پر خروج کرنے اور ابن اشعث کے حجاج پر خروج کرنے جن کا ساتھ کبار تابعین نے دیا تھا علماء کا اتفاق ہے کہ یہ بہتر اور درست تھا۔

جمہور علماء یزید، حجاج اور ان جیسے (ظالمین و فاسقین) کے خلاف خروج کرنے کو جائز سمجھا ہے۔اور بعض علماء نے ہر ظالم کے خلاف خروج کرنے کو جائز سمجھا ہے اور ابن حزم کے بیان کے مطابق اسلام کی شوکت کی تباہی چار مرتبہ ہوئی ہے حضرت عثمان کا قتل، حضرت حسینؓ کا قتل، واقعہ حرہ اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر کا قتل۔

(شذرات الذہب ۱/۲۷۶)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام عبدالرحمان، کنیت ابو الفضل، لقب جلال الدین، اور عرف ابن کتب تھا۔ایک مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ تھے۔آپ کی کثیر تصانیف ہیں، آپ کی کتب کی تعداد ۵۰۰ سے زائد ہے۔تفسیر جلالین اور تفسیر در منثور کے علاوہ قرآنیات پر الاتقان فی علوم القرآن علماء میں کافی مقبول ہے اس کے علاوہ تاریخ اسلام پر تاریخ الخلفاء مشہور ہے۔

آپ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد ویزید کہ اللہ عزوجل حضرت امام سید نا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں یزید اور ابن زیاد پر لعنت کرے۔

مزید آپ فرماتے ہیں کہ جس وقت یزید نے مدینہ میں چڑھائی کی تو نھبت المدینة وافتض فیھا الف عذرا۔ مدینہ لوٹا گیا اور پاک دامن دوشیزائیں کی عصمت دری کی گئی یہاں تک کہ ایک ہزار عورتوں نے ناجائز بچے جنے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۶)

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۷)

یزید پلید کو پیدائشی جنتی کہنے والے خارجیو! مجھے بتاؤ کہ مدینہ طیبہ میں جو کچھ ہوا یہ کس نے کیا؟ اور ان تمام خرافات، قتل وغارت، وحشت وبربریت اور پاکدامن عورتوں کے گوہر عصمت لوٹنے کا ذمہ دار کون؟ تمہارا وہی شرابی خلیفہ، وہی تمہارا کتوں اور بندروں کے شوقین امیر، شیطانی صفت ظالم خلیفہ۔

آؤ! خارجیت کے غبار کو مٹا کر سوچو کہ تم کس منہ سے یزید لعین کو امیر المؤمنین کہتے ہو؟ اور کیا ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق یزید پلید پر اللہ جل جلالہ اور اس کے معصوم فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت پڑی کہ نہیں؟ اور اگر یہ ہے تو یقیناً تو پھر ایسے ملعون انسان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں خلیفۃ المسلمین بنا کر اپنے آپ کو جہنم کی آگ کا ایندھن کیوں بنا رہے ہو؟

آؤ! اب بھی باز آجاؤ اور اپنے گمراہ عقائد سے توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے محبوب پاک کے صدقے اور اہل بیت کے وسیلے سے معاف فرمائے۔ آمین

حضرت علامہ ابو الفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

امام، علامہ، حافظ، محدث، مفسر جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزی القرشی التیمی البکری البغدادی الحنبلی اپنے زمانے میں وعظ وخطابت کے امام تھے، مختلف علوم وفنون میں انہوں نے بہترین کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، تدریس بھی کرتے تھے اور آپ حافظ الحدیث تھے۔ (ایک لاکھ احادیث مبارکہ سند کے ساتھ یاد کرنے والا حافظ الحدیث ہوتا ہے)

آپ نے علم قرآن ، علم حدیث ، علم فقہ ، جغرافیہ ، علم طب ، تاریخ ، تفسیر ، علم نجوم ، حساب ، لغت ، نحو اور دیگر کئی علوم وفنون میں قابل قدر کتابیں لکھیں، آپ کی تصانیف کئی کئی جلدوں میں بھی ہیں اور ایک ایک جلد میں بھی اور مختصر رسالوں کی شکل میں بھی جن کی تعداد تین سو ۳۰۰ سے زیادہ بتائی جاتی ہے، ایک تحقیق کے مطابق آپ علیہ رحمۃ اللہ القوی کا روزانہ چالیس اوراق تصنیف کرنے کا معمول تھا۔

آپ کے شاگردوں میں چند مشہور و معروف شاگرد کے نام یہ ہیں :

آپ کے صاحبزادے محی الدین یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، آپ کے نواسے ابوالمظفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حافظ عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، موفق الدین ابن قدامہ مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ۔

بتاتا چلوں کہ فاتح بیت المقدس حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص صلاح کار حضرت سیدنا امام موفق الدین المقدسی الحنبلی علیہ الرحمہ حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی الحنبلی رضی اللہ عنہ کے بھی شاگرد اور خلیفہ تھے۔

امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ ائمہ اسلام کی نظر میں

حافظ ابن کثیر علیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محدث ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے کثیر علوم حاصل کئے اور دوسروں سے ممتاز ہوگئے اور فن خطابت میں ایسا ممتاز مقام پایا کہ نہ ان سے پہلے کوئی اس درجہ تک پہنچا اور نہ ہی کوئی بعد میں پہنچے گا۔

مؤرخ ابن خلکان علیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم، حدیث میں وقت کے امام اور زبردست واعظ تھے۔

حافظ الحدیث اِمام ذہبی علیہ رحمۃ اللہ علیہ ان القاب سے یاد فرمایا کرتے تھے:

امام، علامہ، حافظ، مفسر، شیخ الاسلام، فخر عراق، جمال الدین، واعظ، صاحب

مزید آپ فرماتے ہیں کہ میں کسی کو نہیں جانتا جس نے ان سے زیادہ کتابیں تصنیف کی ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء، ابراہیم بن ادہم ، الرقم ۱۱۱۹۸، ج۸، ص ۱۰)

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یزیدی فوج نے تین دن تک مدینہ طینہ کی کنواری لڑکیوں سے حرم پاک میں زنا بالجبر کیا اس سے تقریباً ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے زنا کی اولاد جنی۔ (تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۸۹)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یزید پلید کے کفریہ اعتقاد پر ایک کتاب تحریر کی جس کا نام " الرد علی المتعصب العنیدالمانع من ذم یزید "ہے اور اس میں دلائل سے ثابت کیا کہ یزید بلاشبہ لعنت کا حقدار اور کافر ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۳۲)

آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں " مجھے ابن سعد اور ابن زیاد کی حرکات پر اتنا عجب نہیں ہے جتنا مجھے یزید کے ذلیل کاموں پر ہے اور جب امام عالی مقام کا سر اس کے پاس آیا تو اس نے آپ کے دندان مبارک پر چھڑی ماری (اور اس نے جو باقی سلوک آل اطہار کے ساتھ کیا ہے) ہم اس کی وجہ سے لعنت نہیں کرتے (بلکہ اسے اور بھی کچھ کہتے اور سمجھتے ہیں) حالانکہ امام پاک کے قتل سے یزید کا مقصد تو پورا ہو گیا تھا لیکن (شہادت امام کے بعد اس کا سر اقدس کی توہین کرنا) یہ اس کی جاہلیت کے حسد و کینہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس نے کہا تھا کاش کہ میرے بدر والے بزرگ آج موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے محمد ﷺ کی اولاد سے آج بدر کا بدلہ لیا ہے۔"

(الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید ص ۴۹۳)

امام ابو عبد اللہ بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ

مورخ اسلام وامام جرح وتعدیل فی الزمن الاخیر حافظ ذہبی کا تاریخ، علم حدیث اور علم جرح وتعدیل میں جو مقام ہے وہ اہل فکر و نظر سے پوشیدہ نہیں۔ حافظ ابن حجر نے زمزم پی کر ذہبی جیسے حافظہ کی خدا سے دعا مانگی تھی۔ ان کی ایک مشہور کتاب ہے۔ سیر اعلام النبلاء، اس میں انہوں نے ہر مشہور شخصیت کا خواہ اس کا تعلق کسی بھی میدان سے ہو ذکر کیا ہے۔ یزید کا بھی ذکر ہے۔ دیکھئے چلیں وہ کیا کہتے ہیں یزید کے بارے میں۔

قُلْتُ: كَانَ قَوِيّاً، شُجَاعاً، ذَا رَأْيٍ، وَحَزْمٍ، وَفِطْنَةٍ، وَفَصَاحَةٍ، وَلَهُ شِعْرٌ جَيِّدٌ، وَكَانَ نَاصِبِيّاً، فَظّاً، غَلِيْظاً، جِلْفاً، يَتَنَاوَلُ المُسْكِرَ، وَيَفْعَلُ المُنْكَرَ. (۳۸/٤)

افْتَتَحَ دَوْلَتَهُ بِمَقْتَلِ الشَّهِيْدِ الحُسَيْنِ، وَاخْتَتَمَهَا بِوَاقِعَةِ الحَرَّةِ، فَمَقَتَهُ النَّاسُ، وَلَمْ يُبَارَكْ فِي عُمُرِهِ.

میں (ذہبی) کہتاہوں یزید طاقتور بہادر عقل مند، پختہ کار ذہین تھا۔ بولنے میں فصیح تھا اس کے اشعار عمدہ ہیں۔ اسی کے ساتھ وہ ناصبی، درشت اور اکھڑ مزاج تھا۔ شراب پیتا تھا اور منکرات کا ارتکاب کرتا تھا۔ اس کی حکمرانی کی ابتداء امام حسین شہید کے قتل سے ہوئی اور اختتام حرہ کے واقعہ سے ہو۔ اس سے وہ لوگوں کی نگاہ میں مبغوض ہو گیا اور اس کی عمر میں برکت نہیں ہوئی۔

حافظ ذہبی جن کے سامنے یزید کے تعلق سے تمام اور ہر طرح کی روایات موجود ہیں وہ تمام روایات کی چھان پھٹک کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ یزید منکرات کا ارتکاب کرتا تھا اور شراب پیتا تھا اور وہ ناصبی اور اکھڑ مزاج تھا۔ کیا آج کے جید جاہلین حافظ ذہبی سے زیادہ تاریخی روایات کے چھان پھٹک کی صلاحیت رکھتے ہیں اگر یقیناً نہیں تو پھر کیوں وہ صرف ایسی ہی روایات کو لکھتے اور پھیلاتے ہیں جس سے یزید کی علوشان نمایاں ہوتی ہو اور تصویر کا دوسرا رخ دکھانے والی تمام روایات کو کیوں وہ نظر انداز کر دیتے ہیں۔ علم و تحقیق کی دنیا میں اس کا کیا مقام ہوتا ہے وہ خود وضاحت کریں۔

حافظ ذہبی اسی کتاب میں یزید کے ذکر میں اپنا موقف ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ویزید ممن لانسبه ولانحبه وله نظراء من خلفاء الدولتین۔ (سیر اعلام النبلاء ۳/۳۶)

اور یزید ان لوگوں مین سے ہے جن کو ہم برا بھلا کہتے ہیں اور نہ محبت رکھتے ہیں اور یزید جیسے کئی بادشاہ دونوں سلطنتوں اموی اور عباسی میں گزرے ہیں۔

اس سے بھی حافظ ذہبی کا موقف صاف ہو جاتا ہے کہ یزید پر لعن طعن میں نہ اپنا وقت ضائع کیا جائے اور نہ وہ اس قابل ہے کہ اس اس سے کوئی مسلمان محبت رکھے۔ لیکن کیا کیجئے کچھ لوگ اب حب یزید پلید میں اتنے مست اور بے خود ہیں کہ ان ائمہ اعلام کی تصریحات کو اپنے قدموں میں روند ڈالنے کیلئے تیار ہیں۔

امام ابو عبداللہ بن احمد ذہبی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف "میزان الاعتدال" میں یزید پلید کے متعلق لکھتے ہیں کہ یزید بن معاویہ اس قابل نہیں کہ اس سے روایت کی جائے نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ جائز نہیں کہ کوئی یزید سے روایت کرے۔ (میزان الاعتدال ۴/۴۴۰)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یزید کے کفر کے متعلق یہی کہنا کافی ہے کہ وہ شراب کو حلال سمجھتا تھا اور اسی وجہ سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے جو کہ اس کے افعال کی وجہ سے اس پر صادق ہے۔ (شرح فقیہ اکبری)

مزید فرماتے ہیں کہ بعض جاہل جو کہتے ہیں کہ امام حسین نے یزید سے بغاوت کی تو یہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک باطل ہے اور اس طرح کی بولی خارجیوں کی ہذیانات میں سے ہے جو اہلسنت وجماعت سے خارج ہیں۔

(شرح فقہ اکبر ص ۸۷)

علامہ قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے علم وفضل کے تعلق سے کچھ کہنا تضیع اوقات کے سوا کچھ نہیں اور ان کی تفسیر مظہری ان کے علم وفضل پر شاہد عدل ہے۔ تو کیوں نہ ہم معلوم کرلیں کہ حضرت قاضی صاحب کا یزید کے تعلق سے کیا خیال ہے۔ چلئے اسے بھی دیکھتے چلتے ہیں۔

علامہ قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی صاحب نے کیا خوب سورہ ابراہیم کی تفسیر میں فرمایا ہے:

میں کہتا ہوں کہ بنوامیہ نے کفر سے فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ ابوسفیان اور معاویہ اور عمرو بن العاص وغیرہ مسلمان ہوگئے۔ پھر یزید نے کفر کیا اور جو اس کے ساتھی تھے ان نعمتوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیں اور انہوں نے آل محمد ﷺ کے ساتھ دشمنی کی اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلم اور کفر سے قتل کیا اور یزید نے دین مصطفیٰ کے ساتھ کفر کیا۔ (تفسیر مظہری ۵/۲۷۱)

نیر فرماتے ہیں غرضیکہ "یزید کا کفر "معتبر روایات سے ثابت ہوچکا ہے پس وہ لعنت کا مستحق ہے اگرچہ اس پر لعنت کرنے کا کوئی ظاہر فائدہ نہیں ہے لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔

(مکتوبات قاضی ص ۲۰۳)

(فتاوی رشیدیہ ص ۷۷)

یزید جب امام حسین کو شہید کر چکا تو چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا" آج میرے اسلاف ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے آل محمد اور بنی ہاشم سے ان کا کیسا بدلہ لیا ہے" ان اشعار میں سے آخری اشعار یہ ہے" میں جندب کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کئے کا بدلہ نہ لوں۔" (تفسیر مظہری ۶/ ۳۰۷)

مزید آپ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "آیت" من کفر بعد ذالک فأولئک ھم الفاسقون "میں یزید کی طرف اشارہ ہو۔ یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا۔ آپ کے اکثر ساتھی خاندان نبوت کے ارکان تھے۔ عترت رسول کی بے عزتی کی اور اس پر فخر کیا اور کہنے لگا آج بدر کے دن کا انتقام ہو گیا ۔ پھر اس نے مدینۃ الرسول پر لشکر کشی کی اور حرہ کے واقعہ میں مدینہ کو غارت کیا اور وہ مسجد جس کی بنا تقویٰ پر قائم کی گئی تھی اور جس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے اس کی بے حرمتی کی پھر اس نے بیت اللہ پر سنگباری کے لیے منجنیق نصب کرائیں اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے کو شہید کرایا اور ایسی ایسی نازیبا حرکتیں کیں کہ آخر اللہ کے دین کا منکر ہو گیا اور شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا۔"

(تفسیر مظہری اردو ۸/ ۴۰۰، زیر آیت نور ۵۵)

ذرا ادھر بھی غور کریں! تفسیر مظہری اردو مطبوعہ دہلی ۹/ ۵۶-۵۷ تحت آیت استخلاف عربی صفحہ ۵۵۴ جلد ۶، نیز فرماتے ہیں یزید نے دین محمدی کا انکار کر دیا۔ تفسیر مظہری اردو ۸/ ۳۰۸، تحت آیت الم تر الی الذین بدلوا نعمت اللہ کفراً

یعنی قاضی صاحب تو یزید کو مسلمان ہی نہیں مانتے اور اس کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ یزید نے دین محمدی کا انکار کر دیا بھلا ایسا شخص مسلمان کیسے ہو سکتا ہے۔

آئمہ بخاری کا فتویٰ

امام طاہر افتخار الدین البخاری (متوفی ۵۱۴) امام قوام الدین حماد بن ابراہیم صفار البخاری (متوفی ۵۷۶) اور امام رکن الدین ابراہیم صفار البخاری (متوفی ۵۳۴) کے نزدیک یزید پلید پر لعنت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ جائز ہے لیکن چاہیئے نہیں کیونکہ ایسا کرنا فرض واجب یا مستحب نہیں بلکہ مباح ہے۔

حضرت علامہ محمد بن موسیٰ دمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ محمد بن موسیٰ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے یزید کی برائیاں بیان کیں ۔ آپ نے فرمایا وہ شراب پیتا تھا اور کتوں کے ساتھ کھیلتا تھا اور دین کی توہین کرتا تھا اسی طرح اور بھی برائیاں بیان کیں۔" (حیوۃ الحیوان ۱/۴۰)

مؤرخ ابی حنیفہ دینوری

مؤرخ ابی حنیفہ دینوری مدینہ شریف کے ایک تابعی بزرگ کی عینی گواہی پیش کرتے ہیں "حضرت محمد بن ابی جہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں یزید کے پاس سے ہوکر واپس مدینہ شریف آیا تو میں اس بات کی گواہی دی کہ واقعی یزید شراب پیتا تھا۔ (اخبار الطوال ص ۲۶۶)

آپ فرماتے ہیں کہ "یزید نے والی مدینہ ولید کی طرف حکم بھیجا کہ فوراً حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے سختی کے ساتھ میری بیعت لو اور اس میں نرمی نہ کرنا اگر وہ بیعت کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو قتل کردو۔" (اخبار الطوال ص ۲۲۷)

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

امام المحدثین حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۳۹ ہجری) فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں " حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ خلافت کا دعویٰ کریں بلکہ حضرت امام حسین کی غرض یہ تھی کہ ظالم کے ہاتھ رعایا کی رہائی ہوجائے۔ ابھی مدینہ منورہ مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۲۶۶)

یزید پلید پر لعنت کے بارے میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جو رائے ہے وہ ان کے مشہور شاگرد مولانا سلامت اللہ صاحب کشفی نے "تحریر الشہادتین" میں نقل کردی ہے فرماتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید پلید ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت وجماعت کا پسندیدہ مذہب ہے۔ چنانچہ معتمد علیہ کتابوں میں جیسے کہ مرزا محمد بد

خشی کی "مفتاح النجا" اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی " مناقب السادات " اور ملا سعد الدین تفتازانی کی " شرح عقائد نسفیہ " اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی " تکمیل الایمان " اور ان کے علاوہ دوسری معتب کتابوں میں مع دلائل و شواہد مذکور و مرقوم ہے اور اسی لئے اس ملعون پر لعنت کے روا ہونے کو قطعی دلائل اور روشن براہین سے ثابت کر چکے ہیں۔ اور راقم الحروف اور ہمارے اساتذہ صوری و معنوی نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ یزید ہی قتل حسین کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور وہ لعنت ابدی اور وبال و نکال سرمدی کا مستحق ہے اور اگر سوچا جائے تو اس ملعون کے حق میں صرف ہی پر اکتفا کرنا بھی ایسی کوتاہی ہے کہ اس پر بس نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ استاذ البریہ صاحب "تحفہ اثنا عشریہ "(شاہ عبد العزیز صاحب) علیہ الرحمۃ نے رسالہ "حسن العقیدہ" کے حاشیہ میں جملہ "علیہ مایستحقہ "لعنت سے کنایہ ہے اور یہ بات کہ کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے۔ عربیت کا مشہور قاعدہ ہے اسی کے مایستحقہ ،یعنی (جس کا وہ مستحق ہے) کے ابہام میں اس پر تشنیع اور اس کی حد درجہ خرابی جو پنہاں ہے وہ صراحتاً لعنت کے لفظ کے استعمال سے فوت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فغشیھم من الیم ما غشیھم کی تفسیر میں اس کا بیان آتا ہے اور حق یہ ہے کہ یزید کے حق میں محض لعنت پر اکتفا کرنا کوتاہی ہے اس لئے کہ اس قدر تو مطلق مومن کے قتل کی سزا مقرر کر چکے ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے "اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے، پڑا رہے گا اس میں اور اللہ کا اس پر غضب ہو اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا ہے بڑا عذاب "اور یزید نے تو اس عمل کے ارتکاب میں وہ زیادتی کی ہے کہ جو دوسرے کو میسر ہی نہ ہو سکتی۔ اس لئے اس زیادتی کو بجز اس کے استحقاق کے اور کسی امر پر حوالہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ انسان کا علم اس کے خصوصی استحقاق کے معرفت سے عاجز ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(یہاں تک حضرت شاہ صاحب کا ارشاد ختم ہوا)

معلوم ہوا کربلا میں جو مظالم کئے گئے ان کی بناہر شاہ عبد العزیز صاحب کے نزدیک "یزید پلید "حق تعالیٰ کے اس قدر قہر و غضب کا سزاوار ہے کہ اس دیکھتے ہی اس پر لعنت کرنا تو کچھ بھی نہیں۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ اس کے معاملہ کو حق تعالی کے سپرد کر کے اس کے بارے میں یوں کہنا چاہیے "علیہ مایستحقہ "کیونکہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ وہ اس کے کس قدر غضب کا مستحق ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

گیارہویں صدی کے مجدد رئیس المحدثین محقق الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۰۵۲ہجری) کیف انت رائت احجار الزیت قد غرقت بالام کے تحت فرماتے ہیں کہ یزید جہنمی اور ملعون ہے کیونکہ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی صادق آتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری سے فرمایا کہ تم اس وقت کیا کروگے جب مدینہ منورہ کو خون سے رنگا جائے گا اور یزیدی فوج نے مدینہ منورہ کو خون سے رنگین کرکے اس کی بے حرمتی کی پس وہ ملعون اور جہنمی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ۴/۲۸۸)

احجار زیت مدینہ منورہ میں ایک جگہ ہے جسے حرہ کہتے ہیں "حرہ" پتھریلی زمین کو کہتے ہیں چونکہ مدینہ کا یہ حصہ پتھریلا اور آتش فشانی پتھروں سے ڈھکا ہوا ہے، اسی لئے "حرہ" کہلاتا ہے "حرہ واقم" کے راستے افواج یزید کی آمد یہ واقعہ "واقعۂ حرہ" کہلایا اور یہ حدیث واقعہ حرہ کی طرف اشارہ ہے۔اور ان کتابوں میں مذکور ہیں۔

(تاریخ الخلفاص ۱۴۶)

(ابوداؤد کتاب الفتن)

(الصواعق المحرقہ ۱۳۲)

"یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے اس وقت کے صحابہ کرام اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔مدینہ منورۃ کے چند (معتبر)لوگ اس کے پاس شام میں جبر و اکراہ سے بھیجے گئے تھے وہ واپس مدینہ آئے تو عارضی بیعت کو فسخ کر دیا اور کہا یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے، زانی ہے، تارک الصلوۃ ہے اور محارم کو بھی حلال جانتا ہے۔" (تکمیل الایمان ص ۱۷۸، زیر آیت احزاب ۵۸)

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام قرطبی کے حوالہ سے مزید یہ نقل فرماتے ہیں:

کہ یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ المری کو شامیوں کا ایک بڑا لشکر دے کر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کو بھیجا تاکہ ان لوگوں کو مدینہ منورہ کے حرہ میں نہایت سختی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے۔چنانچہ

مسلم نے تین دن تک حرم نبوی ﷺ کی بے حرمتی کر کے داد بے دینی دی۔ اسی سبب سے اس کو واقعہ حرہ کہتے ہیں ۔اس واقعہ کا وقوع ورقم حرم میں ہوا۔ یہ جگہ مسجد نبوی ﷺ سے ایک میل فاصلے پر ہے۔

یہاں پر ایک ہزار سات سو آدمیوں کو مہاجرین و انصار اور علماء تابعین کے علاوہ شہید کیا اور عورتوں بچوں کے علاوہ عوام میں سے دوہزار آدمیوں کو مارڈالا۔ سات سو حافظ قرآن اور قوم قریش کے ستانوے افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کرڈالا۔

فسق وفساد اور زنا کو مباح کردیا کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے زنا کی اولاد جنی تھی اور نبی ﷺ کی مسجد شریف میں گھوڑوں کو جولانی دیتے تھے اور غضب کی بات سنیئے کہ روضہ شریف اور منبر شریف کی درمیانی جگہ جس کی بابت صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یہاں پر ان کے گھوڑے پیشاب کرتے تھے اور مسلم بن عقبی لوگوں کو یزید پلید کی بیعت اور اس کی غلامی کے عہد پر اس طرح آمادہ کرنا چاہتا تھا کہ اگر وہ چاہے تو تمہیں بیچ ڈالے اور چاہے تو آزاد کردے خواہ وہ اللہ جل جلالہ کی اطاعت پر بلائے اور خواہ گناہ معصیت ہر جبر واکراہ کرے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۶)

مزید آپ لکھتے ہیں "اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اس کے ساتھ یزید پر بھی۔" (ماثبت من السنۃ ص ۴۴)

(فتاوی رشیدیہ ص ۷۷)

"اس شخص پر تعجب ہے جو یزید کو قتل امام کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ابن زیاد کو آپ کے قتل کا حکم یزید نے ہی دیا تھا۔" (اشعات اللمعات ۴ / ۳۴۲)

ایک طبقہ کی رائے یہ ہے کہ قتل حسین دراصل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ ناحق مومن کا قتل کرنا گناہ کبیرہ میں آتا ہے، کفر میں نہیں آتا مگر لعنت تو کافروں کے لئے مخصوص ہے، ایسی رائے کا اظہار کرنے والوں پر افسوس ہے۔ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کلام سے بھی بے خبر ہیں کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اس کی اولاد سے بغض و عداوت اور انہیں تکلیف دینا، توہین کرنا باعث ایذا و عداوت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ اس حدیث کی روشنی

میں یہ حضرات، یزید کے متعلق کیا فیصلہ کریں گے؟ کیا اہانت رسول اور عداوت رسول کفر اور لعنت کا سبب نہیں ہے؟اور یہ بات جہنم کی آگ میں پہنچانے کے لئے کافی نہیں؟ (تکمیل الایمان ص ۱۷۸)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت نہ صرف برصغیر بلکہ دُنیائے اِسلام میں علم و عمل اور ظاہری و باطنی کمالات کے اعتبار سے مسلم ہے۔ ان کے کسی ایک کارنامے کو اگر موضوع قرار دیا جائے تو اس کی تفصیل کے لیے سینکڑوں صفحات بھی کافی نہ ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحب علوم شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ تمام علوم میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ دینی علوم بالخصوص علم حدیث سے آپ کو انتہائی شغف تھا اور آپ کی علمی خدمات علمی دنیا میں انتہائی قدر و منزلت کی نگاہوں سے ہمیشہ دیکھی جاتی رہیں گی شاہ ولی اللہ کا ایک بڑا کارنامہ قرآن مجید کا فارسی ترجمہ ہے۔ پاکستان و ہندوستان مین مسلمانوں کی علمی زبان فارسی تھی۔ قرآن چونکہ عربی میں ہے اس لئے بہت کم لوگ اس کو سمجھ سکتے تھے۔ شاہ ولی اللہ نے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کرکے اس رکاوٹ کو دور کردیا۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ لوگ اسلام کی تعلیم سے واقف ہونے لگے۔

شاہ ولی اللہ ترجمۂ قرآن کے علاوہ اور بہت ساری کتابوں کے مصنف ہیں۔ یہ کتابیں علم تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور تصوف پر ہیں۔ ان عالمانہ کتابوں کی وجہ سے وہ امام غزالی، ابن حزم اور ابن تیمیہ کی طرح تاریخ اسلام کے سب سے بڑے عالموں اور مصنفوں میں شمار ہوتے ہیں۔

ان کی سب سے مشہور کتاب" حجۃ اللہ البالغہ "ہے۔ امام غزالی کی" احیاء العلوم "کی طرح یہ کتاب بھی دنیا کی ان چند کتابوں میں سے ہے جو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی۔ اس کتاب میں شاہ ولی اللہ نے اسلامی عقائد اور اسلامی تعلیمات کی وضاحت کی ہے اور دلیلیں دے کر اسلامی احکام اور عقائد کی صداقت ثابت کی ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے لیکن اس کا اردو میں بھی ترجمہ ہوگیا ہے چنانچہ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" گمراہی کے طرف بلانے والے ملک شام میں یزید اور عراق میں مختار تھے۔" (حجۃ اللہ البالغہ ۲/ ۳۴۷)

علامہ صالح بن مہدی کوکبیانی صاحب

علامہ صالح بن مہدی کوکبیانی جن کے مجتہد ہونے کی قاضی شوکانی نے "البدر الطالع" میں تصریح کی ہے اپنی کتاب "العلم الشائخ فی تفضیل الحق علی الاباء والمشائخ" میں رقمطراز ہیں:

اور اس سے بھی عجیب وہ شخص ہے جو یزید مرید کو اچھا بنا کر پیش کرتا ہے۔ (یہ یزید وہی تو ہے) جس نے بزرگان امت کے ساتھ ناگفتہ بہ معاملہ کیا مدینۃ الرسول کی حرمت کو خاک میں ملایا، سبط پیمبر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور ان کے اہل بیت کو شہید کیا اور ان کے ساتھ بے عزتی کی اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ اگر دشمنان اسلام نصاریٰ کا بھی ان پر قابو چلتا تو شاید ان کا برتاؤ بھی ان حضرات کے ساتھ نرم ہی ہوتا۔

(العلم الشائخ فی تفضیل الحق علی الاباء والمشائخ)

حضرت علامہ ابو شکور سالمی علیہ الرحمہ

آپ داتا گنج علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھی اور ہم عصر ہیں عقائد اسلام پر عربی زبان میں ابو شکور سالمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک مستند کتاب "التمہید فی بیان التوحید یہ" اتنی مستند ہے کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین محبوب الٰہی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے درس میں پڑھا ہے۔

قال اهل السنة والجماعة ان الحسين رضى الله عنه كان الحق فى جده و قد قتل ظلما

(التمهيد فى بيان التوحيديه)

اہل سنت وجماعت نے فرمایا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور وہ ظلماً شہید ہوئے۔ پھر حضرت امیر معاویہ اور یزید پلید میں فرق بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ عالم تھے فاسق نہیں تھے ان میں دینداری تھی اگر یہ دیندار نہ ہوتے تو ان کے ساتھ صلح جائز نہ ہوتی عادل تھے حضرت علی کے بعد امام حق تھے دین اور معاملات ناس میں عادل تھے۔ برخلاف یزید کے کہ اس کے بارے میں مروی ہے اس نے شراب پی۔ باجا گاجا بجوایا، اہل حق کو حق سے محروم رکھا دین میں فسق ہو گیا۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ یزید فسق و فجور و عدوان کے وجہ سے خلافت کا اہل نہیں تھا اور امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا بیعت نہ کرنا حق تھا۔

علامہ سید امیر علی حنفی علیہ الرحمہ

علامہ سید امیر علی حنفی علیہ الرحمہ مترجم کتب کثیرہ نورالہدایہ و شرح وقایہ و فتویٰ و بخاری اپنی تفسیر میں سورہ حشر کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یزید فسادی تھا اور اس نے خونریزی کی اور حضور ﷺ کے نواسہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور مدینہ منورہ میں قتل عام کروایا۔

مزید آپ لکھتے ہیں کہ حضرت سرور دوعالم ﷺ کو بوحی الٰہی یہ بات قطعاً معلوم ہو چکی تھی کہ آئندہ یزید پلید اور ولید و حجاج وغیرہ کے مانند ایسے ظالم ہوں گے کہ قرآن مجید پر ایمان لانے سے منحرف ہو کر توہین کریں گے اور آپ کی عترت کے ساتھ ظلم سے پیش آئیں گے۔ آپ نے یہ حجت تمام فرمائی اگرچہ آپ کو معلوم تھا کہ یزید پلید ایسے بدکار ہوں گے جس پر قیامت تک شفاعت نہیں بلکہ لعنت باقی رہے گی" نیز لکھتے ہیں "یزید مردود" اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنے کی بدذاتی سرزد ہوئی۔ حتی کہ حضرت مقدس امام الدنیا والدین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید سے بیعت کو منظور نہیں فرمایا تھا۔"

(تفسیر حاشیہ مواہب الرحمن)

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل اور اہلبیت نبوت کی توہین و تذلیل پر یزید کی رضا و خوشنودی تواتر سے ثابت ہے لہذا ہم اس کی ذات کے بارے توقف نہیں کریں گے (اسے برا بھلا کہیں گے) البتہ اس کے ایمان کے بارے میں توقف کریں گے نہ اسے کافر کہیں گے اور نہ مومن۔ (شرح عقائد نسفی ص ۱۱۷)

آسان لفظوں میں صاحب تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں کہ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی نے فرمایا" پس ہم یزید کے حق میں (لعنت کہنے میں) خاموشی اختیار نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان کے متعلق خاموشی اختیار کرتے ہیں (یعنی اس کے ایمان کی گواہی نہیں دیتے) اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام

ساتھیوں پر اور یزید شراب پیتا تھا اور برائیوں کا حکم دیتا تھا اور گانے بجانے کا شوقین تھا اور حق دار کو اس کا حق نہیں دیتا تھا اور اس طرح اس نے اپنا دین خراب کر لیا تھا۔ (تفسیر روح المعانی ارشاد الساری ۵/ ۱۰۴)

حضرت سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

سلسلہ اشرفیہ کے سرخیل غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی سلطان اوحد الدین مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی نوربخشی قدس سرہ النورانی ساتویں صدی کے مجدد اور تابعین میں سے ہیں آپ نے رسالہ تجویز یہ درتجویز لعن بر یزید جونپور میں علمائے کے مباحثہ کے بعد تحریر فرمایا اور موافق عقیدۂ صاحب عقائد نسفی یزید پر لعنت فسقی کہنا جائز ثابت کیا۔ (صحائف اشرفی ص ۱۱۶)

حضرت سیدنا الکیا اہراسی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ الکیا اہراسی شافعی سے سوال کیا گیا کہ یزید بن معاویہ صحابہ میں ہے یا نہیں اور آیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یزید صحابہ میں سے نہیں تھا۔ اب رہا لعنت کے بارے میں تو اس کے دو قسم کے قول ہے ایک تصریح کے ساتھ اور ایک تلویح کے ساتھ اور ہمارے نزدیک ایک ہی قول ہے یعنی تصریح نہ کرنا بلکہ تلویح یعنی صراحتہً لعنت کا جواز اور کیوں نہ ہو جبکہ یزید کی کیفیت یہ تھی کہ وہ چیتوں کا شکار میں رہتا اور نرد سے کھیلتا اور شراب خوری کرتا۔

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یزید نے حضرت سیدنا امام حسین کو شہید کروایا اور ان کے قتل پر راضی ہوا پس اس نے عترت رسول کی بے حرمتی کی ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں اور اس کے بے دین ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہیں رکھتے۔ (شرح عقائد نسفی)

خارجی مولویوں کو شرح عقائد نسفی کی اس حقیقت افروز بات پر غور کر کے اپنے عقائد بد سے توبہ کر لینی چاہیے اور یہ وہ کتاب ہے جو درس نظامی میں مشہور ہے اور ہر درس میں بڑے اہتمام سے پڑھائی جاتی ہے اور شاید ان

مولویوں نے بھی پڑھی ہو اور پھر روشن حقیقت کی روشنی کے ہوتے ہوئے بھی یزید کی صفائی پیش کرتے ہوئے یہ کہنا کہ یزید بن معاویہ بڑا متقی تھا اور وہ پیدائشی جنتی تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا کتنی گمراہ کن بات ہے، کتنا بڑا جھوٹ ہے اور کتنی بد دیانتی اور بے دینی ہے۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں

لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

مؤرخ اسلام علامہ جلیل مسعودی

مشہور مورخ مسعودی کے یہاں دیکھ لیتے ہیں کہ ان کا اس تعلق سے کیا نقطہ نظر ہے آپ لکھتے ہیں :

وقال المسعودي: (ولمّا شمل الناس جور يزيد وعماله وعمّهم ظلمه وما ظهر من فسقه ومن قتله ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وأنصاره وما أظهر من شرب الخمر, سيره سيرة فرعون, بل كان فرعون أعدل منه في رعيّته, وأنصف منه لخاصّته وعامّته أخرج أهل المدينة عامله عليهم, وهو عثمان بن محمّد بن أبي سفيان.

(مروج الذهب ۸۲/۳)

اور جب یزید اور اس کے کارندوں کا ظلم لوگوں پر بڑھ گیا اور عام ہو گیا اور جو کچھ یزید سے فسق اور نواسہ رسول کا قتل اور ان کے معاونین کا قتل صادر ہوا۔ علاوہ ازیں اس کے وہ شراب بھی پیتا تھا۔ اس کی سیرت فرعون کی طرح تھی بلکہ فرعون اپنی رعایا کے مقابلہ میں اس سے کہیں زیادہ عادل تھا۔ اور خاص وعام کیلئے اس سے (یزید) زیادہ انصاف پرور تھا۔ ان تمام وجوہات کی بناء پر اہل مدینہ نے اس کے گورنر عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا۔

کیا ان تصریحات اور مورخین کے بیانات کے بعد بھی محبان یزید کو کچھ شرم آئے گی اور اپنے موقف سے وہ ہٹیں گے شاید نہیں کیونکہ محبت اتنی عقل باقی ہی رہنے کہاں دیتی ہے کہ سچ اور جھوٹ اور حق وباطل کا امتیاز کیا جاسکے۔ خیر ہماری دعا ہے اور جیسا کہ ارشاد رسول ہے۔ المرء مع من احب ان کا حشر بھی یزید کے ساتھ ہو۔

مزید آپ لکھتے ہیں کہ یزید اور اس کے ہمراہیوں کے اخبار و آثار عجیب اور عیوب و نقائص کثیر ہیں۔ جیسے شراب پینا، فرزند رسول کو قتل کرنا، ان پر لعن وطعن کرنا، خانہ کعبہ کا گرانا، مسلمانوں کا خون بہانا اور مختلف قسم کے ایسے فسق و فجور کے کاموں کا ارتکاب کرنا جن کے ارتکاب کرنے والوں کے لئے رحمت خداوندی سے ناامیدی کی وعید وتہدید وارد ہوئی ہے جس طرح منکرین توحید و مخالفین رسل کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ امام احمد بن حنبل

نے یزید کو کافر کہا۔ اپنے علم ورع کے اعتبار سے وہ کافی ہیں۔ ان کے علم ورع اس بات کی گواہ ہیں کہ یزید کو کافر اسی وقت کہا ہوگا جب کہ صریح موجب کفر باتیں اس سے واقع ہوئی ہوں گی۔ ایک جماعت کا جن میں ابن الجوزی وغیرہ ہیں یہی فتویٰ ہے۔ یزید کے فسق پر اجماع ہے۔ بہت سے علماء کرام نے یزید کا نام لے کر اس لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل سے بھی یہی مروی ہے، ابن جوزی نے بتایا کہ قاضی ابویعلیٰ نے مستحقین لعنت کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے اس میں یزید کا نام بھی ذکر کیا ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ لما فعل یزید باهل المدینة ما فعل مع شرب الخمر ایتانه المنکرات اشتد علیه الناس و خرج علیه غیر واحدا

یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا باوجود شراب پینے منکرات کا ارتکاب کرنے لوگ اس کے خلاف ہوگئے اور اس کی بیعت بہتوں نے توڑ دی۔ (صواعق المحرقہ ۱۳۲-تاریخ الخلفاء ۱۴۶)

یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل اور ابن جوزی وغیرہ اس پر لعنت کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مزید آپ یزید پلید کی موت کا ذکر کیا ہے اور اس قبر کے متعلق کسی شاعر کا ایک شعر نقل کیا ہے "اے وہ قبر جو حوارین کے مقام پر ہے تو تمام انسانوں سے بُرے آدمی کو چھُپائے ہوئے ہیں۔" (مروج الذہب ۳/۶۳)

حضرت شیخ بن علی احمد الصبان المصری

آپ کا شمار مصر کے کبائر علماؤں میں ہوتا ہے آپ نے بہت ساری کتابیں تصنیف کی ہیں چنانچہ آپ "اِسعاف الراغبین" میں تحریر کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے یزید کو کافر کہا اپنے علم ورع کے اعتبار سے وہ کافی ہیں ان کے علم ورع اس بات کے متقضی ہیں کہ یزید کو کافر اسی وقت کہا ہوگا ۔ جب کہ صریح موجب کفر باتیں اس سے واقع ہوئی ہوں گی۔ ایک جماعت کا جن میں ابن الجوزی وغیرہ ہیں یہی فتویٰ ہے۔ یزید کے فسق پر اجماع ہے۔ بہت سے علماء کرام نے یزید کا نام لے کر اس لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل سے بھی یہی مروی ہے، ابن جوزی نے بتایا کہ قاضی ابویعلیٰ نے مستحقین لعنت کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے اس میں یزید کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ (اِسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ص ۲۱۰)

مؤرخ احمد بن ابی یعقوبی

تیسری صدی کے مشہور مؤرخ علامہ احمد بن یعقوب لکھتے ہیں کہ یزید کتوں اور بندروں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور وہ ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔ (تاریخ یعقوبی ۲/۲۲)

آپ گورنر مدینہ کی طرف یزیدی حکم نامے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یزید نے حکومت سنبھالتے ہی مدینہ منورہ کے گورنر ولید کو حکم بھیجا کہ جب میرا خط تجھے ملے تو فورا حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے میری بیعت لو اور اگر وہ انکار کریں تو فوراً ان کی گردنیں ماردو اور انکے سر میرے پاس بھیج دو۔

(تاریخ یعقوبی ۲/۲۴۱)

علامہ خوارزمی نے بھی اس خط کا تذکرہ اپنے الفاظ میں کیا ہے "یزید نے ولید گورنر مدینہ کی طرف ایک خط لکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو سختی سے میری بیعت پر مجبور کرو اور اس کام میں کوئی نرمی نہ کرنا اور اگر وہ میری بیعت سے انکار کردیں تو ان کا سر قلم کرکے میرے پاس بھیج دو۔" (مقتل حسین ۲/۸۰)

حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں "جیسا کہ بنوامیہ کے ان لوگوں کے ساتھ ہوا جو اہل مدینہ کے ساتھ لڑے، جیسے مسلم بن عقبہ وہ مدینہ شریف سے واپسی پر ہی ہلاک ہوگیا پھر اس کے بعد جلد ہی اس کو بھیجنے والا یزید بھی ہلاک ہوگیا۔" (نووی حاشیہ مسلم ۱/۲۴۱)

حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ قسطلانی لکھتے ہیں "اور حقیقت یہ ہے کہ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہوا اور آپ کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا اور اہل بیت اطہار کی توہین کی، پس ہم یزید کے حق میں توقف نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس ایمان کے بارہ میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اسکے تمام ساتھیوں پر۔"

(ارشاد الساری شرح البخاری ۵/۴۰۱)

علامہ سید محمد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ آلوسی کا تفسیر اور دیگر علوم اسلامیہ میں بڑا مقام ہے اور ان کی تفسیر روح المعانی تفاسیر قرآن کے ذخیرہ میں اپنا امتیازی شان رکھتی ہے۔ حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ حنفی کا یزید کے تعلق سے کیا خیال ہے چلئے اسے بھی جان لیتے ہیں۔ وہ یزید کے تعلق سے لکھتے ہیں۔

الذی یغلب علی ظنی ان الخبیث لم یکن مصدقا برسالۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان مجموع مافعل مع اھل حرم اللہ تعالیٰ واھل حرم نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وعترتہ الطیبین الطاہرین فی الحیاۃ وبعد الممات وماصدر منہ المخازی لیس باضعف دلالۃ علی عدم تصدیقہ من القاء ورقۃ من المصحف الشریف فی قذر ------------ولوسلم ان الخبیث کان مسلمافھو مسلم جمع من الکبائر مالایحیط بہ نطاق البیان واناذھب الی جواز لعن مثلہ علی التعیین (تفسیر روح المعانی ۷۳/۲۶)

میرا گمان غالب یہ ہے کہ وہ خبیث (یزید) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین نہیں رکھتا تھا اور اس کے وہ تمام کرتوت جو اس نے حرمین والوں اور اہل بیت کے ساتھ زندگی میں ان کی موت کے بعد کیا اور جو کچھ اس کے شرمناک افعال اس سے صادر ہوئے وہ اس سے کمتر نہیں ہے جیسا کہ ایک شخص اگر قرآن پاک کا ورق گندگی میں پھینک دے تو یہ اس کے عدم ایمان کی علامت ہوگی۔ (کہنا یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح کوئی شخص قرآن پاک یا اس کا کوئی ورق گندگی میں پھینک دے تو ہر شخص سمجھ جاتا ہے کہ یہ مومن نہیں ہے اگر صاحب ایمان ہوتا تو ایسا نہ کرتا تو یزید نہ جو کچھ اہل حرمین مکہ اور مدینہ والوں کے ساتھ اور اسی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے ساتھ کیا اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ کی رسالت کا قائل نہیں تھا اگر ہوتا ہے تو اس سے ایسے افعال کا صدور نہ ہوتا۔ (اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ وہ خبیث (یزید) مسلمان تھا تو وہ ایسا مسلمان ہے جس نے کبائر میں سے ہر کبیرہ کو جمع کر لیا ہے اور جس کے بیان کرنے سے زبان عاجز ہے۔ اور میری رائے ہے کہ ایسوں پر نام کے تعیین کے ساتھ لعنت کرنا جائز ہے۔ (تفسیر روح المعانی ۲۶/ ۷۳)

سید الاولیا حضرت سیدنا داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت داتا گنج بخش کا اصل نام علی بن عثمان بن علی ہے۔ کشف المحجوب میں آپ نے اپنا نام ابوالحسن علی بن عثمان بن علی الجلابی الہجویری الغزنوی تحریر فرمایا ہے۔ گویا کہ آپ کا نام علی، کنیت ابوالحسن، لقب گنج بخش، والد گرامی کا نام عثمان، سکونت غزنی شہر، محلہ ہجویر یہ جلاب ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۹ واسطوں سے سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

آپ علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں "جب مخدرات عصمت برہنہ اونٹوں پر سوار کرکے دمشق میں یزید کے دربار میں لائی گئیں اللہ تعالیٰ یزید کو ذلیل کرے۔" (کشف المحجوب طبع مصری ص ۶۴)

سیدنا مجدد الف ثانی احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی نے اسلام کی ہندوستان میں جو عظیم خدمات انجام دی ہیں اور جس کا اعتراف سبھوں نے کیا ہے حضرت مجدد کے تذکرہ کیلئے غیر مقلدین حضرات اپنے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان صاحب کی ابجد العلوم بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یا مولانا ابوالکلام آزاد کی تذکرہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ حضرت مجدد کی رائے یزید کے بارے میں کیا ہے اور حضرت مجدد کیا فرماتے ہیں۔

ویزید بے دولت از اصحاب نیست و در بدبختی او کرا سخن کارے کہ آن بدبخت کرد ہیچ کافر فرنگ نکند۔ بعضی از علماء اہل سنت کہ در لعن او توقف کردہ اند نہ آنکہ از وے راضی اند بلکہ رعایت احتمال رجوع و توبہ کردہ اند۔

(مکتوبات ربانی ص ۱۳۳، دفتر اول مطبوعہ ترکی)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یزید بدبخت صحابی نہیں ہے اور اس کے بدبخت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے اس بدبخت نے ایسے کام کئے جو فرنگی کافروں نے بھی نہیں کئے بعض علماء اہل سنت نے (مثل امام غزالی وغیرہ) جو اس پر لعنت کرنے میں توقف کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس کو پسند کرتے ہیں اور اس سے راضی ہیں بلکہ محض اس احتمال پر کہ شاید اس نے آخر وقت میں توبہ کرلی ہو، اس بناء پر لعنت نہیں کرتے۔

دیکھ رہے ہیں کہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ نے کس طرح صاف اور وضاحت سے لکھا ہے کہ اس کے بدبخت ہونے میں کوئی کلام نہیں اور اس سے ایسا اعمال وافعال صادر ہوئے کو کفار اور وہ بھی فرنگی کفار سے بھی صادر نہ ہوئے تھے۔اور حضرت مجدد نے یہ بھی بتادیا کہ امام غزالی اور دوسرے علماء جو یزید کی لعنت سے توقف کرتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ یزید اچھا تھا بلکہ اس احتمال پر کہ شاید اس نے توبہ کرلی ہو۔یعنی برے کام تو اس نے کئے ہیں لیکن توبہ اوررجوع کے احتمال کی وجہ سے لعنت کرنادرست نہیں سمجھتے۔

قاضی شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ

علامہ قاضی شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یزید کے متعلق یہ بات ثابت ہے کہ اس نے حضور ﷺ کے اہل بیت کو اذیت پہنچائی اور اسی وجہ سے وہ لعتن کا حقدار ہے اور اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے کہ جو لوگ اللہ و اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔یزید نے اہلبیت حضور کو اذیت پہنچاکر در حقیقت حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہونچائی پس وہ لعنت کا حقدار ہوا۔

امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری علیہ الرحمہ

امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری (متوفی ۵۴۲ ہجری) فرماتے ہیں کہ یزید پر لعنت کرنے کے بارے میں امام علامہ قوام الدین الصنعاری علیہ الرحمہ اپنے والد سے حکایت بیان کرتے ہیں کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے اور فرماتے ہیں یزید پلید پر لعنت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (خالصۃ الفتاوی ۴ / ۳۹۰)

حضرت سیدی عارف باللہ نورُ الدّین جامی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سیدی عارف باللہ نورالدین عبدالرحمن بن احمد بن محمد معروف بہ جامی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۸ ہجری) فرماتے ہیں حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان یہ تھی کہ جب اندھیرے میں

تشریف فرماہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ کی مبارک پیشانی اور دونوں مقدس رخسار سے انوار نکلتے اور قرب وجوار ضیا بار (یعنی روشن) ہو جاتے۔ (شواہد النبوۃ، مکتبۃ الحقیقۃ ترکی)

مزید آپ فرماتے ہیں۔یزید پر سو لعنتیں ہوں اور بھی۔(تذکرہ مولانا عبد الرحمن جامی ص ٦٦)

حضرت علامہ عبد الحئی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

ہندوستان کے علماء میں مولانا عبدالحی لکھنوی کی اپنی امتیازی شان ہے۔وسعت مطالعہ ،علوم اسلامیہ میں گہرائی وگیرائی اوراسی کے ساتھ اعتدال وتوازن اور تعصب وتصلب سے دوری ان کی خاص پہچان ہے۔جب ان سے یزید کے تعلق سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب میں لکھا۔

"مسلک اسلم آنست کہ آن شقی را بمغفرت وترحم ہرگز یاد نیابد کردوبہ لعن او کہ درعرف مختص بکفار گشتہ زبان خودراآلودہ نباید کرد۔یزید کے متعلق اسلم ترین مسلک یہ ہے کہ اس بد بخت کو مغفرت اور رحمہ اللہ کے کلمات سے ہرگز یاد نہ کرے اور نہ ہی لعنت سے اپنی زبان کو آلودہ کرے" الخ (فتاوی عبدالحی ٣/ ٩-٨ طبوعہ یوسفی لکھنؤ)

دیکھئے یہاں مولانا عبدالحی لکھنوی جیسے محتاط اور ثقہ عالم نے بھی اس کی صاف وضاحت کردی ہے کہ محتاط اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ نہ اس کیلئے کوئی دعائے مغفرت کہے اور نہ رحمتہ اللہ علیہ یا دعائے رحم کرے۔اور نہ اپنی زبان کو یزید کے ذکر سے آلودہ کرے۔

کیا اس کے بعد بھی کوئی جھول باقی رہ جاتا ہے جس پر انسان بحث کرے!

آپ فرماتے ہیں "اور بعض کہتے ہیں کہ یزید نے امام حسین کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ اس امر پر وہ راضی تھا اور نہ قتل امام حسین اور اہل بیت کے بعد وہ خوش ہوا حالانکہ یہ قول باطل ہے۔" (فتاویٰ عبدالحی ص ٨٠)

بعض بلاتردید یزید پر لعنت جائز سمجھتے ہیں۔امام احمد بن حنبل اور بعض دیگر اسلاف نے یزید پر لعنت بھیجی ہے اور ابن جوزی جو کہ سنت وشریعت کی حفاظت میں متعصب سمجھے جاتے ہیں اپنی کتاب میں اسلاف سے یزید پر لعن کا قول نقل کیا ہے اور علامہ تفتازانی نہایت جوش وخروش سے یزید اور اس کے مددگاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ صحیح مسلک یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت اور رحمت سے ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ٨٠)

حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

مغل بادشاہوں میں حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اس اعتبار سے نمایاں ہے کہ اللہ تعالٰی نے انہیں ظاہری کمالات کے ساتھ باطنی محاسن سے بھی نوازا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"سادات رفیع الدرجات سے محبت جزوایمان بلکہ عین عرفان ہے اور اس جماعت سے عداوت جہنم میں داخل ہونے اور حضرت رحمان کی ناراضی کا سبب ہے۔" (احکام عالمگیری ص ۱۵۲)

مزید آپ وصیت فرماتے ہیں کہ "اس عاصی معاصی کو حسین علیہ السلام کے تربت مطہرہ و مقدسہ کی چادر میں لپیٹا جائے، کیونکہ گناہوں کے سمندروں میں ڈوبے ہوؤں کے لئے اس درگاہ مرحمت و غفران پناہ میں التجا کئے بغیر چارہ نہیں اور اس سعادت عظمی کا سامان فرزند ارجمند بادشاہ زادہ عالی جاہ کے پاس ہے اس سے لے لیا جائے۔

(احکام عالمگیری ص ۱۴۱۳ تا ۱۴۲)

علامہ ابو شامہ عبد الرحمن بن اسماعیل

علامہ ابو شامہ عبد الرحمن بن اسماعیل رحمہ اللہ، جو اکابر اصحاب شوافع میں سے تھے اور مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے آپ محتاج تعارف نہیں ہے۔

آپ یزید پر حافظ ابن جوزی کے ایک رائے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

قد اجاز احمد بن حنبل لعنته ونحن نقول مانحبه لمافعل بابن بنت نبینا (الذیل علی الروضتین ۲۳)

امام احمد بن حنبل نے یزید پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے اور ہم کہتے ہیں یزید نے جو کچھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کے ساتھ کیا ہے اس کے بعد ہم یزید کے ساتھ محبت کے روادار نہیں ہو سکتے۔

حضرت علامہ قرطبی المالکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ایک مشہور مفسر اور محدث گزرے ہیں اور آپ کی تفسیر احکام القرآن بہت مشہور اور رائج ہے۔ ان کی ایک کتاب احوال موتی اور قبر میں پیش آنے والے حالات اور بعد میں حشر کے واقعات اور جنت و جہنم کے تذکرہ

پر مشتمل ہے جس کا نام التذکرہ ہے اس میں وہ یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہ اس امت کی ہلاکت قریش کے چند نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی وہ اپنا خیال اور اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اور یہ لوگ اللہ بہتر جانتا ہے یزید عبید اللہ بن زیاد اور ان جیسے بنو امیہ کے نوجوان تھے۔ جنہوں نے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا۔ اور نیک مہاجرین وانصار کو مکہ اور مدینہ اور دوسرے مقامات پر قتل کیا۔"

(التذکرۃ للقرطبی ۲/۶۴۳)

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ

مجمع البحرین حاجی الحرمین الشریفین اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی ہم شبیہ غوث الاعظم حضرت سید شاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین اشرف اشرفی میاں الحسنی الحسینی کچھوچھوی قدس سرہ النورانی نے یہ کلمات حسرت آمیز بوقت حاضری کربلا معلی میں لکھی ہے۔

رہبر سالکاں بگاہ حسین — رہبر دین است شاہراہ حسین

شامیاں جفا شعار ز ظلم — نہ نمودند عز و جاہ حسین

وائے آں جاہلاں ندانستند — کہ بلند است پا یگاہ حسین

تشنہ لب داشتند تا سہ روز — بیں چہ شد حالت تباہ حسین

آفرینہا کہ پیش سرور دیں — فدیہ کردند جاں سپاہ حسین

چوں ہمہ ہمرہاں شدند — بیکسی بود خود گواہ حسین

پسر نوجواں چو گشت شہید — رفت سوئے فلک نگاہ حسین

آنزماں گشت عالمے تاریک — قتل گروید خود چو شاہ حسین

روح سلطان انبیاء بگریست — در غم قتل بے گناہ حسین

غیر حُر جری بہ لشکر شمر — نہ کسے بود خیر خواہ حسین

اے خدا حب اہلبیت بدل　　　　کالحجر نقش کن بجاہ حسین

اشرفی جملہ مدعا یابی

برتوافتد اگر نگاہ حسین　　　　(تحائف اشرفی ص ۱۱)

امام اہلسنت امام احمد رضاخاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

چودھویں صدی کے مجدد امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت الشاہ امام احمد رضاخاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یزید پلید علیہ مایستحقہ، من العزیز المجید قطعاًیقیناًباجماع اہلسنت فاسق فاجر وجری علی الکبار تھا۔

مزید آپ علیہ الرحمہ " فتاویٰ رضویہ جلد ششم "میں فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ

۱. یزید نے والی ملک ہوکر زمین میں فساد پھیلایا۔

۲. حرمین طیبین وخود کعبہ معظمہ وروضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں۔

۳. مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے،

۴. تین دن مسجد نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بے آذان ونمازی رہی۔

۵. مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کئے۔

۶. کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلایا۔

۷. مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کردیں۔

۸. رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے جگرپارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمرائیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔

۹. مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دورائے گئے کہ تمام استخوانِ مبارک چور ہوگئے۔

۱۰. سرانور کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا۔

۱۱. حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے۔

اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا۔ ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے قرآن عظیم میں صراحۃً اس لعنھم اللہ فرمایا۔لہٰذا امام احمد بن حنبل اور انکے موافقین اس پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ لعن و تکفیر سے احتیاطاً سکوت کہ اس سے فسق و فجور متواتر ہے کفر متواتر نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ۶/۱۰۷)

مزید آپ فرماتے ہیں "یزید کو کوئی اگر کافر کہے تو منع نہیں کریں گے۔" (الکوکبۃ الشہابیہ ص ۵۸) (الملفوظ حصہ اول ص ۱۱۴)

حضرت بحر العلوم علیہ الرحمہ

حضرت بحر العلوم فرماتے ہیں کہ یقیناً یزید انسانوں میں سے خبیث ترین انسان تھا اور وہ امامت و خلافت کی اہلیت سے بہت دور تھا بلکہ ہمیں تو اس کے ایمان میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے۔
(شرح مسلم الثبوت ص ۷۰ درس نظامی)

حضرت علامہ نعیم الدین اشرفی محدث مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

سید المفسرین رئیس المحققین صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین اشرفی محدث مرادآبادی فرماتے ہیں کہ یزید بن معاویہ ابو خالد اموی وہ بد نصیب شخص تھا جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ اور جس پر پر قرن میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک اس کا نام تحقیر کے ساتھ لیا جائے گا۔ یزید پلید بن معاویہ اموی بد باطن، سیاہ دل، ننگ خاندان ۲۵ ہجری حضرت امیر معاویہ کے بنت مجدل کلبیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ نہایت موٹا، بدنما، کثیر الشعر، بد خلق، تند خو، فاسق، فاجر، بدکار، ظالم، بے ادب اور گستاخ تھا۔ اس کی شرارتیں اور بیہودگیاں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آئے۔ (سوانح کربلا ۷۸)

معلوم ہوا کہ یزید پلید ہر زمانہ میں لعین و لعنت کے قابل متصور رہا ہے حضرت مولانا روم اور شاعر مشرق حضرت ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی اپنے اشعار میں یزید پلید پر تنقید کی ہے۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

حکیم ابو العلاء صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ اعظم گڑھ یوپی کے ایک علمی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ بہار شریعت (جو فقہ حنفی کا عظیم انسائکلوپیڈیا ہے) آپ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یزید پلید فاسق وفاجر، مرتکب کبائر تھا، آج کل جو بعض گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے مقابلہ سے کیانسبت وہ بھی شہزادے یہ بھی شہزادے "ایسا بکنا والا مردو، خارجی، ناصبی اور مستحق جہنم ہے۔

(بہار شریعت ۱/ ۶۲)

تقی الدین احمد ابن تیمیہ الحرانی

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام تقی الدین احمد ابن تیمیہ کا نام بہت مشہور و معروف ہے۔ علم وفن میں جو ان کا مقام ومرتبہ ہے وہ کتب سوانح وسیر سے بآسانی معلوم کیا جاسکتا ہے اور کچھ لوگوں کیلئے تو بس حضرت ابن تیمیہ کا نام ہی کافی ہے اور اسی کو سن کر وہ سرنگوں ہو جاتے ہیں

یزید اور اس کے اعمال کے تعلق سے حضرت ابن تیمیہ کیا فرماتے ہیں۔

ومن آمن باللہ والیوم الآخر لایختار ان یکون مع یزید ولامع امثالہ من الملوک الذین لیسوا بعادلین۔ (سوال فی یزید بن معاویہ ص۲۸)

اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ یزید یا اس جیسے غیر عادل بادشاہ کے ساتھ بھی ہو سکے۔

اب جو لوگ یزید کو عادل بادشاہ قرار دیتے نہیں تھکتے انہیں تو کم از کم اب تو شرم آنی چاہئے۔ ابن تیمیہ پوری وضاحت اور صراحت کے ساتھ کہتے ہیں کہ جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ اس کو پسند نہیں کرے گا کہ اس کا شمار یا حشر یزید اور اس جیسے غیر عادل بادشاہوں کے ساتھ ہو۔ ظاہر ہے جو بادشاہ عادل نہ ہو ظالم ہو گا۔ عدل اور ظلم کے بیچ کوئی درمیانی راہ تو ہے نہیں معتزلہ کی طرح منزلۃ بین المنزلتین کی۔

اتنے پر بس نہیں کچھ اور بھی تصریحات ہم دیکھتے چلیں۔ وہ اپنے فتویٰ میں یزید کے تعلق سے یہ موقف کہ یزید کے ساتھ محبت نہیں رکھی جائے گی اس پر لکھتے ہیں۔

اہل علم کا یہ موقف کہ یزید کے ساتھ محبت نہیں رکھی جائے گی، دو بنیادوں پر قائم ہے

پہلی یہ کہ: یزید سے کوئی ایسے صالح اعمال صادر نہیں ہوئے جو اس کے ساتھ محبت کا موجب ہوں۔ لہٰذا وہ جبراً مسلط کئے گئے بادشاہوں ایسا ایک بادشاہ رہ جاتا ہے۔ اِس نوع کے اشخاص سے محبت کرنا شریعت کا تقاضا نہیں ہے۔

دوسری یہ کہ: یزید سے ایسے اعمال سرزد ہوئے جو اس کو ظالم اور فاسق ٹھہرانے والے ہیں، خصوصاً قتل حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ ٔ اہل حرہ۔

کیا حضرت ابن تیمیہ کے اس صاف اور واضح بیان کے بعد کہ یزید سے ایسے اعمال صادر ہوئے جو اس کو ظالم اور فاسق ٹھہراتے ہیں۔ اب بھی کچھ اگر مگر کی گنجائش ہے؟

واقعہ حرہ میں یزید کے حکم سے اور یزید کی رضا سے یزید کی فوج نے اہل مدینہ کے ساتھ جو کچھ کیا اس کا نقشہ ہم حضرت ابن تیمیہ کی ہی زبانی دکھادیں تاکہ حضرت ابن تیمیہ کی عقیدت کا دم بھرنے والے کم از کم ان کی بات تو مان لیں۔

وجرت في إمارته (أي يزيد)أمور عظيمة: أحدها: مقتل الحسين رضي الله عن وأما الأمر الثاني:فإن أهل المدينة النبوية نقضوا بيعته وأخرجوا نوابه وأهله . فبعث إليهم جيشاً , وأمره إذا لم يطيعوه بعد ثلاث أن يدخلها بالسيف ويبيحها ثلاثاً. فصار عسكره في المدينة النبوية ثلاثا يقتلون وينهبون , ويفتضون الفروج المحرمة. ثم أرسل جيشاً إلى مكة , وتوفي يزيد وهم محاصرون مكة, وهذا من العدوان والظلم الذي فُعِل بأمره.

(فتاوي ابن تيميه (۴۱۲/۳)

یزید کے دور اقتدار میں بڑے امور (منفی اعتبار سے) صادر ہوئے۔ ان میں ایک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قتل ہے۔ اور دوسرا جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی اور ان کے کارندوں اور عمال کو نکال دیا تو اس نے مدینہ کی جانب لشکر بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ اگر وہ تین دن کے اندر اطاعت قبول نہ کریں تو بزور طاقت مدینہ میں داخل ہو اور تین دن کیلیئے اس میں قتل وغارت گری کو جائز سمجھے۔ لہذا تین دنوں تک اس کی فوج نے شہر نبوی میں قتل وقتال کا بازار گرم کیا۔ لوگوں کے اموال لوٹے اور عصمت دریاں کیں۔ پھر مکہ کی جانب فوج بھیجا اور یزید کی موت اس حالت میں ہوئی کہ اس کی فوج مکہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اور یہ زیادتی اور ظلم یزید کے حکم سے انجام دیا گیا۔

مزید وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو انبیاء صدیقین و شہداء وصالحین سے رکھی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی زمرہ میں نہیں

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ انسان کا حشر ان ہی لوگون کے ساتھ ہو گا جن سے اسے محبت ہو گی۔اور جو شخص بھی اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند نہیں کرے گا کہ اسکا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔ (مجموعہ الفتاویٰ الجز الرابع ص ۲۹۴ مکتبہ دارالوفا)

علامہ قطب الدین خاں

مظاہر حق کے مولف حضرت علامہ نواب قطب الدین خاں لکھتے ہیں کہ بنی امیہ کو بسبب اس کے کہ پیدا ہوا ان میں سے عبید اللہ بن زیاد کہ جو مباشر تھا جو قتل امام حسینؓ کا بڑا ہی پلید تھا اور تعجب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی باوجو دیکہ بنی امیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا۔چاہیے تھا کہ اس (یزید) کو بھی ذکر کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبید اللہ کا اور جو کچھ کہ عبید اللہ بن زیاد نے کیا اس کے حکم اور رضا سے کیا اور باقی بنی امیہ نے بھی اپنی بدذاتیوں میں کچھ قصور نہیں کیا صرف یزید اور ابن زیاد کو کیا کہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بندر منبر شریف پر بازی کرتے ہیں اور تعبیر اس کی ساتھ بنی امیہ کے کی اور بھی بہت سے باتیں ہیں کہاں تک بیان کریں۔" (مظاہر حق ۴/۶۴۵)

یزید بن معاویہ اور عبد اللہ بن زیاد اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل کرے اس نے قتل اہلبیت پیغمبر ﷺ صادر ہوا۔
(مظاہر حق ۴/۳۲۰)

سید مناظر احسن گیلانی

آپ لکھتے ہیں واقعہ یہ ہے کہ دشتِ کربلا کی مصیبت اور اس کے بعد بنی امیہ کے فولادی پنجوں کی آہنی گرفتوں نے عام مسلمانوں ہر اوس ڈال دی تھی۔باطل کے کے مقابلے میں اٹھنے کی تاب مسلمانوں میں عموماً باقی نہ رہی تھی اور سب سے زیادہ خصوصیت کے ساتھ دنیا میں پیسے گئے وہ فاطمہ اور علی کی اولاد تھی (رضی اللہ تعالی عنہما وعنہ) جب حال یہ ہو گیا ہو۔جیسا کہ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ بیمار ہونے کی وجہ سے لوگوں نے ان کو قتل کرنے سے چھوڑدیا۔ (امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی)

آگے لکھتے ہیں کہ اہلبیت کو اس قدر کچل دیا گیا تھا کہ مدینہ منورہ میں واقعہ حرہ پیش آیا۔ حالانکہ زیادہ تر اس واقعہ پیش آنے میں بڑا سبب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت تھی۔ (امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی)

مولانا وحید الزمان حید آبادی

غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں کہ اس حدیث (حدیث قسطنطنیہ) سے بعض نے نکالا کہ یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ جنتی ہے میں کہتا ہوں اس حدیث سے یہ کہاں سے نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب اس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو امیر معاویہ زندہ تھے ان کی خلافت تھی اور انکی خلافت بالاتفاق صحیح ہے کیونکہ امام برحق امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان کو خلافت تفویض کی تھی۔ یزید نے مدینہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں گھوڑے باندھے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی، ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور کہہ سکتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا کہ یزید امام حسین کے قتل پر خوش ہوا اور اہانت اہل بیت کا خوشی کا اظہار کیا اور یہ امر متواتر ہے اس لئے ہم اس بارے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہمیں کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر۔ (تیسیر الباری شرح البخاری، ۱۱/۹۶)

امام حسین رضی اللہ عنہ نے اعلاء کلمۃ اللہ اور اقامت شرح متین کے لئے اپنی جان کو نثار کر دیا اور آپ سید الشہداء اور صدیق ہیں۔ (ہدیۃ المھدی ص ۱۷۶-۱۷۷)

مزید آپ لکھتے ہیں کہ جو شخص حضرت امام حسین کی شہادت کا انکار کرتا ہے اور آپ کو باغی کہتا ہے تو وہ خطائے فاحشہ ہے۔

بے شک ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے امام احمد بن حنبل نے اس پر لعنت کی ہے اور ایسے ہی ہمارے ساتھیوں سے ابن جوزی نے سلف سے اس پر لعنت کا جواز پیش کیا ہے۔ (ہدیۃ المھدی ص ۱۷۶)

اب اگر کوئی شخص دیوبندی وہابی یا غیر مقلد ہوئے ہوئے یزید پلید کے حق پر ہونے کے ترانے گائے گا اور سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دے تو فیصلہ خود کرنا ہو گا کہ مولانا وحید الزماں صاحب کی تحقیق اور آپ کی تحقیق میں کیا فرق ہے۔

وہابی عالم مولانا سید احمد رائے بریلوی

سید احمد رائے بریلوی (جنہیں کچھ لوگ سید احمد شہید رائے بریلوی بھی کہتے ہیں) سے غیر مقلدین اور جماعت دیوبندیہ دونوں اچھی طرح واقف ہیں اور یہ دونوں جماعت ان کے ثناخوانوں میں سے ہیں۔ سید احمد رائے بریلوی کے مریدوں میں سے ایک مولانا اسماعیل دہلوی (مؤلفہ تقویۃ الایمان) اور دوسرے مولانا عبدالحی بڈھانوی بھی ہیں۔ دونوں بڑے عالم وفاضل اور اجلہ علماء وہابیہ میں سے تھے۔ انہوں نے سید احمد رائے بریلوی کے ملفوظات کو صراط مستقیم کے نام سے جمع کیا ہے۔ مولانا سید احمد رائے بریلوی کی رائے جو یزید کے تعلق سے ہے ملاحظہ ہو۔

(حضرت حسین کا) یزید کے ساتھ جنگ کرنے کا باعث اس سے ناجائز امور کے صادر ہونے کے سوا اور کوئی نہ تھا اور جب یہ آدمی ناجائز کام کا مرتکب ہوا اور اس پر اصرار کیا ور کام کو بہتر جانا تو حضرت ہمام رضی اللہ عنہ کی جانب سے دھتکارنے کے لائق ہو گیا اور آپ کے دشمنوں کے متابعت کنندوں میں داخل ہو گیا۔

(صراط مستقیم اردو ص ۱۴۰، مطبوعہ کراچی۔)

مولوی اشرف علی تھانوی

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی (مؤلفہ بہشتی زیور) صاحب لکھتے ہیں "یزید کو اس قتال میں معذور نہیں سمجھا جا سکتا وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کراتا تھا۔ جھگڑا تو بہت بیعت ہی کا تھا نا۔ نہ وہ بیعت پر مجبور کرتا اور نہ وہ واقعہ کربلا رونما ہوا۔ (امداد الفتاویٰ ۴/ ۵۴)

مزید آگے لکھتے ہیں "نااہل کو اس پر خود معزول ہو جاتا پھر اہل حل وعقد کسی اہل کو خلیفہ بنا لیتے۔

(امداد الفتاویٰ ۴/ ۵۴)

نواب صدیق حسن بھوپالی

مشہور غیر مقلد وہابی مصنف نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں "یزید نے جب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد مدینہ منورۃ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور صحابہ کرام اور تابعین کے جم غفیر کے قتل کا حکم دیا اور اسی بری حالت میں دنیا سے کوچ کر گئے تو پھر اس کی توبہ اور رجوع کا خیال کیسے کیا جا سکتا ہے۔"

(بغیۃ الرائد ص ۹۸)

مولانا ابو الکلام آزاد

لکھتے ہیں یزید نے شام کے سرداروں کو اپنی مجلس میں بلایا۔ اہل بیت کو بھی بٹھایا اور امام زین العابدین سے مخاطب ہوا۔ اے علی! تمہارے ہی باپ نے میرا رشتہ کاٹا، میرا حق بھلایا، میری حکومت چھیننا چاہی، اس پر خدا نے وہ کیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (انسانیت موت کے دروازے پر ص ۱۷۷)

یزید نے عمر بن حسن سے کہا "سانپ کا بچہ بھی سانپ ہی ہوتا ہے۔" استغفر اللہ

(انسانیت موت کے دروازے پر ص ۱۷۸)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید سے خطاب

اے میرے فرزند! مجھے جس بات پر خدا سے سب سے زیادہ خوف ہے وہ تجھ سے میرا برتاؤ (ولی عہدی نامزد کرنا ہے)۔ (انسانیت موت کے دروازے پر ص ۲۷۶)

جس روز امیر معاویہ نے یزید کو اپنا جان نشین بنایا، نظام اسلام ختم ہو گیا تھا۔

(انسانیت موت کے دروازے پر ص ۲۷۶)

سید ابو الاعلیٰ مودودی

جماعت اسلامی کے بانی سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں "یزید کی ولی عہدی اور پھر اس کی تخت نشینی سے دراصل جس خرابی کی ابتدا ہو رہی تھی وہ اسلامی ریاست کے دستور اور اس کے مزاج اور اس کے مقصد کی تبدیلی تھی۔ (شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ ص ۶)

مزید آپ لکھتے ہیں "کسی کا جی چاہے تو اسے حقارت کے ساتھ ایک سیاسی کام کہہ لے مگر حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں تو یہ سراسر ایک دینی کام تھا، اسی لئے انہوں نے اس کام میں جان دینے کو شہادت سمجھ کر جان دی۔" (شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۰)

مولوی اسماعیل دہلوی

کتاب "کِتَابُ التَّوْحِیْد " کے مضامین کا خلاصہ " تَقْوِیَةُ الْاِیْمَان" کی صورت میں سرزمین ہند میں شائع کرنے والے مولوی اسماعیل دہلوی کو جو کہ دیوبندیوں اور غیر مقلدین میں یکساں معتبر ہیں اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں:

آپ (امام حسین رضی اللہ عنہ) کی بزرگوار آل کو دوسرے لوگوں ہر ترجیح دینا اور قولی و فعلی اور مالی عبادت کا ثواب آپ کی روح کو پہنچانا سچی محبت کے نشان ہیں۔ (صراط مستقیم ص ۱۲۴)

یزید سے جنگ کرنے کا سبب اس سے ناجائز امور کے صادر ہونے کے سوا کچھ نہ تھا اور جب یہ آدمی ناجائز کام کا مرتکب ہوا اور اس پر اصرار کیا اور اس کام کو بہتر اور عبادت جانا تو حضرت امام ہمام رضی اللہ عنہ کی جانب سے دھتکارنے کے لائق ہوگیا اور آپ کے دشمنوں کے متابعت کنندوں میں شامل ہوگیا۔ (صراط مستقیم اردو ص ۱۲۳)

عبدالوہاب دہلوی وہابی دیوبندی

دیوبندیوں کے نامور مولوی عبدالوہاب دہلوی وہابی دیوبندی نے تفسیر روح البیان سے نقل کیا ہے کہ دوزخ میں آگ کے صندوق کے اندر یزید بند ہے اور نصف عذاب دوزخ کا اس کو ہے اور نصف سب اہل دوزخ کو ہے۔

(مرج البحرین فی ذکر شہادۃ الحسین ص ۳۴۶)

آب آیئے انکی بھی سن لیں اپنی جماعت کی بولی کو کیسے رد کرتے ہیں یزیدی خارجیوں کے منہ میں زوردار تمانچہ مارتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب امام زین العابدین نے یزید سے جناب امام حسین کا قاتل مانگا تو یزید نے کہا قاتل حسین کون ہے؟

سب نے کہا: خولی

خولی نے کہا: سنان بن انس ہے۔

سنان بن انس نے کہا: بشیر بن مالک ہے۔

اس نے کہا: شمر ہے

شمر نے کہا: قاتل حسین وہ ہے جس (یزید) نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا اور ان کے قتل کے واسطے لشکر بھیجتا تھا یزید اس بات سے شرمندہ ہوگیا۔ (مرج البحرین فی ذکر شہادۃ الحسین ص ۳۶۱)

"اور چھڑی یزید کا ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے"۔ (مرج البحرین فی ذکر شہادۃ الحسین ص ۳۵۹)

"یزید نے نماز اور روزہ تقویٰ بالکل ختم کیا، شراب زنا، اغلام، سگی بہن یا بھائیوں کا نکاح جائز کر دیا۔"
(مرج البحرین فی ذکر شہادۃ الحسین ص ۳۶۴)

مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دار العلوم دیوبند

دیوبندیوں کے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں:

چنانچہ تاریخ جاننے والے اور حدیث پڑھنے والے حضرات اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جس طرح اپنے دل میں خرابی رکھنے والے بیعت رضوان میں شریک منافقوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی تھی اسی طرح یزید بھی (اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے) اس بشارت کی فضیلت سے محروم ہے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۳)

مزید لکھتے ہیں "دراصل اہل سنت کے اصول کے مطابق یزید کی پہلی حالت بدل گئی تھی۔ بعض کے نزدیک کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک اس کا کفر ثابت نہ ہوا بلکہ اس کا سابقہ اسلام فسق و فجور کے ساتھ مخلوط ہو گیا۔ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے کافر سمجھا اور اس پر خروج کیا تو کون سی غلطی کی اور حضرت امام احمد کو بھی یہی بات پسند آئی"۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۸)

مولوی محمد شفیع دیوبندی

دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع دیوبندی جو تفسیر معارف القرآن کے مصنف ہیں اور دار العلوم کراچی کے بانی بھی ہیں آپ لکھتے ہیں:

مزید آپ لکھتے ہیں کہ سید الشہداء امام کرب وبلا جناب "امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کے سامنے جب یزید کی بیعت پیش کی گئی تو آپ نے یہ کہہ کر بیعت یزید سے انکار فرما دیا لانه كان فاسقا مدمنا الخمر ظالمنا یعنی یزید فاسق و فاجر اور ہمیشہ کا شرابی اور ظالم ہے۔ (انوار المحمود شرح ابو داؤد ص ۴۶۵)

"امام پاک کے خطبات کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصد خلافت نبوت کے بجائے ملوکیت و آمیریت کی بدعت کے مقابلہ میں مسلسل جہاد تھا۔" (شہید کربلا ص ٦)

حضرت امام احمد بن حنبل یزید پر لعنت کا جواز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یزید سے زیادہ کون قطع ارحام کا مرتکب ہوگا۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی۔

(معارف القرآن، ٨/ ٤٣)

مولوی محمد رشید احمد گنگوہی

دیوبندی مکتب فکر کے ولادت وسیادت امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں "یزید کے افعال ناشائشتہ ہرچند موجب لعن ہے مگر جس کو تحقیق اخبار اور قرائن سے معلوم ہوگیا ہے کہ ان مفاسد سے راضی اور خوش تھا اور جائز جانتا تھا اور بدوں توبہ مر گیا وہ تو لعن کے جواز کا قائل ہیں اور دراصل مسئلہ یونہی ہے۔"

(فتاوی رشیدیہ ص ١٩٢)

ڈاکٹر محمد اسرار

دیوبندی حضرات کے مایہ ناز مولوی ڈاکٹر محمد اسرار صاحب لکھتے ہیں:

"یزید نے ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ میں نے تجھے بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ کی گورنری بھی دے دی اور امام مسلم کو شہید کرکے آپ کا سر مبارک یزید کے پاس بھیج دیا تو یزید نے جوابی خط میں ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔"

(ہجری اور سال نوسانحہ کربلا ص ٤٣)

مؤرخ ابن خلدون مالکی

علامہ ابن خلدون کا تاریخ میں جو مقام ہے وہ محتاج تعارف نہیں ہے۔ انہوں نے فن تاریخ کو ایک نئی سمت اور پہچان عطا کی اور عمرانیات کے بانی کہلائے۔ آپ فرماتے ہیں:

و لما حدث في يزيد ما حدث من الفسق اختلف الصحابة حينئذ في شأنه فمنهم من رأى الخروج عليه و نقض بيعته من أجل ذلك كما فعل الحسين و عبد الله بن الزبير رضي الله عنهما و من اتبعهما في ذلك و منهم من أباه لما فيه من إثارة الفتنة و كثرة القتل مع العجز عن الوفاء به

اور جب یزید سے فسق کا ظہور ہوا تو اس کے بارے میں صحابہ کرام کی آراء مختلف ہو گئیں۔ بعض کی رائے اس کے خلاف خروج کی ہوئی ورانہوں نے اسی وجہ سے اس کی بیعت توڑ دی جیسا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اوران کی پیروی کرنے والوں نے کیا اور صحابہ میں سے بعض نے اس سے انکار کیا اوراس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ فتنہ برپا ہو گا خونریزی ہو گی اوراس کے باوجود بھی شاید مقصود حاصل نہ ہو۔ (المصدر السابق-مقدمہ ابن خلدون)

علامہ ابن خلدون، علامہ ابن جریر، ابن اثیر اور دیوبندیوں کے مولوی محمد یوسف کاندھلوی دیوبندی حضرت امام عالی مقام کا ایک خطبہ نقل کرتے ہیں "اے لوگو! کان کھول کر سن لو انہوں (یزیدیوں) نے شیطان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرلیاہے اور رحمن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے، فساد برپا کر دیا ہے، حدود اسلام کو معطل کر دیا ہے "فی" کا مال کھا جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام اور اس کے حرام کو حلال کر رکھا ہے لہذا مجھ پر لازم ہے کہ میں ایسے ظالم و جابر حاکم کے خلاف علم بلند کروں۔ (ابن خلدون اردو ص ۹، ابن جریر)

قاری طیب دیوبندی

بانی دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے قاری محمد طیب دیوبندی لکھتے ہیں "بہر حال یزید کے فسق و فجور پر صحابہ کرام سب کے سب متفق ہیں اوران کے بعد علماء راسخین محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ عینی، علامہ ہیثمی، علامہ ابن جوزی، علامہ تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکیا اہراسی جیسے محققین یزید کے فسق و فجور پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے اور خود بھی اس کے قائل ہیں تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے۔" (شہید کربلا اور یزید ص ۱۵۹)

اس مکتبہ فکر کے جو لوگ یزید پلید کی حمایت اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں ہیں ان کو اپنے نظریہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

مولانا شبلی نعمانی

مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی اپنی معروف تصنیف میں لکھتے ہیں "امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ٦٠ ہجری میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کا سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکتبت (بدبختی) اولین شب تھی۔ حضرت ابوہریرہ سے متعدد روائتیں ہیں امام احمد میں ہے کہ آنحضرت نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ٦٠ ہجری کے شروع ہونے سے پہلے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو۔"

(سیرۃ النبی ٣/٧٠٩)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری

اہلحدیث کے مصنف قاضی محمد سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں "فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبہ بن عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید (چابھی) عطا فرماتے ہوئے فرمایا: اے ابی طلحہ کی اولاد تم سے یہ چابیاں کوئی نہ چھینے گاہاں مگر وہ جو ظالم ہوگا"۔ یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھیں۔ اس کے بعد پھر کسی شخص نے اللہ ورسول کی زبان سے ظالم کہلوانے کی جرات نہیں کی۔" (رحمۃ اللعالمین ٣/٢٠٠)

"رحمۃ اللعالمین" یہ وہ کتاب ہے جس کی ثقاہت کے متعلق مشہور غیر مقلد مصنف مولوی عبدالمجید سوہدروی تلمیذ خاص مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتا ہے "اس کتاب کے ناشر کا بیان ہے کہ میرے پاس کئی خطوط آئے جن میں مرقوم تھا کہ رحمۃ اللعالمین بھجوادیجئے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو قاضی سلیمان کی کتاب رحمۃ اللعالمین پڑھا کرو۔" (کرامات اہلحدیث ص ٢٣)

مولوی خرم علی بلہوری

شارح مشارق مولوی خرم علی بلہوری صاحب لکھتے ہیں:

صحیح بخاری میں ہے کہ مدینے میں مسجد کے اندر مروان کے روبرو ابوہریرہ نے حدیث بیان کی تو مروان نے کہ خدا ان پر لعنت کرے کیا وہ لونڈے ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بھی لے لوں یعنی قریش کے نوجوان بے رحم، بے عقل حاکم ہوں گے مسلمانوں کی بے عزتی اور خون ریزی ناحق کریں گے جیسے یزید پلید اور اکثر مروان کی اولاد۔" (مشارق انوار ص ٢٨٤،٦٧٧)

پروفیسر محمد شجاع الدین

پروفیسر سید عبد القادر اور پروفیسر شجاع الدین رقمطراز ہیں "ابن حنظلہ کا قول ہے کہ "یزید نے ساڑھے تین سال حکومت کی۔ پہلے سال اس نے جناب امام حسین کو شہید کرایا، دوسرے سال مدینہ کو لوٹا اور تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا۔" (تاریخ اسلام ۲/۱۲)

نیز لکھتے ہیں "یزید کا پہلا سیاہ کارنامہ سانحہ کربلا ہے اور مدینۃ الرسول کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور حرم پر سنگباری کا تیسرا سیاہ کارنامہ ہے۔" (تاریخ اسلام ۲/۲۵۳)

حضرت اسماعیل بن علی ابو الفداء

اسماعیل بن علی بن محمود بن محمد بن عمر بن شہنشاہ بن ایوب ابو الفداء (متوفی ۷۳۲ ہجری) لکھتے ہیں جب لوگ یزید پلید کے مخالف ہو گئے تو کف افسو ملنے لگے اور کہا "امام حسین کے قتل سے مسلمان میرے دشمن ہو گئے ہیں اور ان کے دلوں میں میری عداوت پیدا ہو گئی ہے اور ہر نیک اور بد میرے "حسین کے قتل کو اتنا بڑا سمجھ رہا ہے کہ اس کی وجہ سے سب ہی میرے دشمن بن گئے ہیں"۔ (تاریخ ابو الفداء ۱/۲۳۲)

فیصلہ: قارئین کرام اب تو کسی کو شبہ نہیں رہ گیا ہو گا کیونکہ اول تو یزید بے دید نے خود اعتراف جرم کر لیا۔ اس کے معاصرین حضرات اس کو قاتل امام سمجھتے اور کہتے ہیں۔ اس کے اپنے مصاحب خاص ابن زیاد شمر وغیرہ اس کے قتل امام کے حکم کی تصدیق کر رہے ہیں۔ یزید کا سگا بیٹا اس کے "اہل بیت کرام" سے لڑنے کی تصدیق کر رہا ہے۔ صحابہ کرام اس کے قتل "اہل بیت" کا اعلان کر رہے ہیں۔ محدثین کرام، عظام، مفسرین کرام، مؤرخین اسلام اور مشائخ عظام اس بات کی توثیق کر رہے ہیں۔ تمام اکابرین اسلام اور تمام اور "اللہ جل جلالہ کے طرف سے انعام پانے والے عظیم لوگ" واقعہ کربلا کو ذمہ دار یزید پلید کو ہی گردانتے ہیں۔ عصر حاضر کے مؤرخ، مفسر اور محدث قتل حسین یزید کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ اہلسنت وجماعت (سنی صوفی) دیوبندی، غیر مقلد تمام مکاتب فکر کے پرانے اور موجودہ معتبر علماء اسی نظر کے حامل ہے۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سبھی یزید کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں۔

مگر جو لوگ یزید پلید کے فسق و فجور کا انکار کریں اور اس شرابی، زانی، مکار، ظالم کو رحمۃ اللہ علیہ اور امیر المؤمنین کہیں یا لکھیں اور سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ معاذ اللہ باغی یا

خطا کار کہیں یا لکھیں، ایسے لوگوں کو گمراہ، بد دین، اہل بیت کا دشمن اور خارجی سمجھیں، نہ ان کا بیان سنیں، نہ ان کی کتابیں پڑھیں اور نہ ہی ان کے ساتھ نشست کریں۔

ایسے ہی غدار اور خارجی بولی بولنے والوں کے بارے میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض جاہل جو یہ کہتے ہیں کہ امام حسین نے یزید سے بغاوت کی تو یہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک باطل ہے اور اس طرح کی بولی خارجیوں کے ہذیانات میں سے ہے جو اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں۔ (شرح فقہ اکبری ص ۸۷)

قسطنطنیہ یا قیصر روم

سب سے پہلے بخاری شریف کی حدیث ملاحظہ فرمایئے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اول جیش من امتی یعزون مدینۃ قیصر مغفور لھم

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر پر حملہ کرے گا اس کی مغفرت فرمادی گئی ہے۔

(حوالہ: صحیح بخاری کتاب الجہاد ما قیل فی قتال الروم رقم الحدیث ۲۹۲۴، صحیح بخاری مترجم ۲/۱۰۷ باب نمبر ۱۳۷، کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث ۱۸۴ طبع لاہور ترجمہ عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری، صحیح بخاری مترجم وحید الزماں ۲/۱۸۸ باب نمبر ۱۳۷ کتاب الجہاد والسیر پارہ نمبر ۱۱ رقم ۱۸۵ طبع لاہور، البدائیہ والنہایہ ص ۹۲۹ باب نمبر ۲۷ ما قیل فی قتال الروم مکتبہ بیت الافکار، المستدرک حاکم ۴/۵۹۹ رقم الحدیث ۸۶۶۸، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ۱/۷۶ رقم ۲۶۸، حلیۃ الاولیائ، ابونعیم اصفہانی، مسند الشامین طبرانی)

بخاری شریف کی درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے:

قال محمود بن الربیع فحدثنھا قوما فیھم ابو ایوب الانصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی غزوتہ التی توفی فیھا ویزید بن معاویۃ علیھم بارض الروم (حوالہ: صحیح بخاری ۱/۱۵۸ کتاب التہجد باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ)

حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قوم کو حدیث بیان کی جس میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے جو ارض روم کے غزوات میں انتقال فرما گئے تھے اور یزید بن معاویہ اس غزوہ کا امیر تھا۔

جواباً گزارش ہے کہ ان روایات سے یزید کے جنتی ہونے کا استدلال کرنا کئی وجوہ سے باطل ہے۔

۱: مغفرت کی بشارت والی حدیث میں قسطنطنیہ کے الفاظ کسی کتاب میں نہیں۔

۲: بشارت والی حدیث میں ہے کہ جو پہلا لشکر قیصر روم کے شہر پر حملہ کرے گا، وہ مغفور لہم ہو گا۔

۳۔ یزید بن معاویہ اس لشکر میں شامل تھا جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شامل تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔

۴۔ یہ لشکر آخری غزوہ کا تھا جو ۵۲ ہجری کو ہوا۔

۵۔ محدثین نے اس کی شرح کرتے ہوئے کیا یزید کو مغفور لہم میں شامل کیا؟

قیصر روم پر پہلا غزوہ اور بشارت مغفور لہم

۱۔ حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں: ۳۲ ہجری میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلاد روم پر چڑھائی کی۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔ (البدایہ والنہایہ ۷/۱۵۹)

حافظ ابن کثیر دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: خلیج قسطنطنیہ کی جنگ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں ۳۲ ہجری میں ہوئی اور وہ خود اس سال لوگوں پر امیر تھے۔

اسی طرح درج ذیل کتابوں میں بھی ہے کہ وہ غزوہ ۳۲ ہجری میں ہوا۔

۱۔ المنتظم از ابن جوزی ۵/۱۹

۲۔ تاریخ طبری ۴/۳۰۴

۳۔ العبر از امام ذہبی ۱/۲۴

۴۔ تاریخ اسلام امام ذہبی (یزید کی اس وقت عمر تقریباً چھ سال تھی)

دیکھئے! (تقریب التہذیب ۲/۳۳۲)

امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فیھا کانت وقعة المضیق بالقرب من قسطنطنیة وامیرھا معاویة

اس سن میں مضیق کاواقعہ ہوا جو کہ قسطنطنیہ کے قریب ہے اوراس کے امیر ”معاویہ“ رضی اللہ عنہ تھے۔

(تاریخ اسلام: امام ذہبی، عہد خلفائے راشدین ص ۳۷۱)

حضرت امیر معاویہ نے یہ حملہ دور عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں کیا۔

۲۔اس حدیث میں مدینۃ قیصر سے مراد ”حمص“ ہے نہ کہ قسطنطنیہ لہذا بشارت مغفرت کے امین حمص پر حملہ کرنے والے مجاہدین ہیں نہ کہ مجاہدین قسطنطنیہ اور حمص پر حملہ ۱۵ ہجری میں ہوا جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”پندرہ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر حمص روانہ کیا اور بعد میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اس کے ساتھ شامل ہوگئے۔ سخت سردیوں کے موسم میں مسلمانوں نے حمص کا محاصرہ کیا۔ سردیوں کے اختتام تک محاصرہ جاری رہا۔ بالاخر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص فتح کرلیا۔ حضرت بلال حبشی حضرت مقداد رضی اللہ عنہم اور دیگر امراء کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری اور حمص سے روانہ کیا۔ (البدایہ والنہایہ ۷/ ۵۲)

شیخ الاسلام محمد صدر الصدور نے بھی ”مدینۃ قیصر“ سے مراد ”حمص“ لیا ہے۔ فرماتے ہیں: بعضے تجویز کنندہ کہ مراد ”بمدینۃ قیصر“ مدینہ باشد کہ قیصر در آنجابود روزی کہ فرمود ایں حدیث را آنحضرت وآں حمص است کہ در آں وقت دار مملکت او بود واللہ اعلم۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ شہر قیصر سے مراد وہی شہر ہے کہ جہاں قیصر اس روز تھا جس روز حضور ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اور یہ شہر حمص تھا جو اس وقت قیصر کا دارالسلطنت تھا۔ واللہ اعلم

(شرح فارسی صحیح بخاری، برحاشیہ تیسر القاری ۴/ ۶۶۹)

عامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وجوز بعضھم ان المراد بمدینة قیصر المدینة التی کان بھا یوم قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تلك المقالة وھی حمص و کانت دار مملکتہ اذ ذاك

اور بعض علماء کے نزدیک مدینہ قیصر سے مراد وہ شہر جہاں قیصر اس دن تھا(یعنی جو اس کا دارالسلطنت تھا)
جس دن حضور ﷺ نے یہ فرمان فرمایا: وہ حمص ہے جو اس وقت انکا دارالسلطنت تھا۔ (فتح الباری ۱۲/۶۱)

اس وقت ۱۵ ہجری میں یزید پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ بعض مورخین محدثین نے یزید بن معاویہ کو اول جیش کا امیر لکھا ہے۔ یہ سہواً ہوا ہے کہ کیونکہ وہ امیر یزید بن فضالہ بن عبید تھے یہاں یزید بن معاویہ کا نام راوی کی غلطی ہے۔

حافظ ابن کثیر دمشقی فرماتے ہیں: عمران بن اسلم کہتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری بھی ہمارے لشکر میں شامل تھے۔

وکنا بالقسطنطنیه وعلی اهل مصر عقبة بن عامر و علی اهل الشام رجل یزید ابن فضالة ابن عبید

اور ہم قسطنطنیہ میں تھے۔ اہل مصر پر عقبہ بن عامر اور اہل شام پر یزید بن فضالہ بن عبید امیر تھے۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۲۱۷)

سنن ابوداؤد کی یہ روایت بھی ملاحظہ ہو:

حدثنا احمد بن عمرو بن السرح ناابن وهب نا حیوة بن شریح و ابن لهیه عن یزید بن ابی حبیب عن اسلم ابی عمران قال غزونا من المدینة یزید القسطنطنیة وعلی الجماعة عبدالرحمن بن خالد بن ولید

ابو عمران کا بیان ہے کہ ہم جہاد کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوئے اور سپہ سالار عبد الرحمن بن خالد بن ولید تھے۔

(سنن ابو داؤد مع احکام البانی ص ۴۴۱ باب فی قوله عزوجل ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة کتاب الجهاد رقم ۲۵۱۲ (صحیح)، سنن ابو داؤد مترجم ۲/۲۸۱ طبع لاہور، مستدرک حاکم ۲/۱۴۰ رقم ۴۸۹ طبع قاہرہ، جامع البیان فی تفسیر القرآن ۲/۱۱۹،۱۱۸، احکام القرآن از حصاص ۱/۳۲۶، تفسیر ابن ابی حاتم رازی ۱/۳۳۱،۳۳۰)

اس کے علاوہ ایک اور روایت بھی یہ اشارہ کرتی ہے کہ عبد الرحمن بن خالد بن ولید لشکر کے امیر تھے۔

حدثنا سعید بن منصور ثنا عبدالله بن وهب قال اخبرنی عمر بن الحارث عن بکیر بن الاشجع عن ابن الاشج عن ابن تفلی قال غزونا من عبدالرحمن بن

خالد بن الولید فاتی باربعة اعلاج من العدود فامرهم فقتلوا صبرا قال ابو دائود قال لنا غیر سعید عن ابن وهب فی هذا الحدیث قال بالنبل صبرا فبلغ ذالك ابا ایوب الانصاری قال سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ینهی عن قتل الصبر فوالذی نفسی بیده لو کانت دجاجة ماصبرتها فبلغ ذالك عبدالرحمن ابن خالد بن الولید فاعتق اربع رقاب

بکیر بن اشجع نے ابن تقلی سے روایت کی ہے کہ ہم نے عبدالرحمن بن خالد بن ولید کی معیت میں جہاد کیا تو دشمن کے چار قیدی لائے گئے جن کے متعلق آپ نے حکم دیا تو انہیں باندھ کر قتل کیا گیا۔ امام ابو دائود نے فرمایا کہ سعید کے علاوہ دوسروں نے ابن وہب کے واسطے سے یہ حدیث ہم سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ باندھ کر تیروں کے ساتھ۔ جب یہ بات ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرماتے ہوئے سنا۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر مرغی بھی ہو تو اسے نہ باندھوں گا۔ جب یہ بات عبدالرحمن بن خالد بن ولید کو پہنچی تو انہوں نے چار غلام آزاد کئے۔

(سنن ابو دائود مترجم ۲/۳۴۳، مصنف ابن ابی شیبہ ۵/۳۹۸، مسند احمد ۵/۴۲۳، برقم ۲۳۹۸۷، صحیح ابن حبان ۸/۴۵۰، طبرانی ۴/۴۹، رقم ۴۰۰۲، الطحاوی ۳/۱۸۲، السنن الکبریٰ بیہقی ۹/۷۱، سنن دارمی ۲/۱۱۳، رقم ۱۹۷۴، سنن سعید بن منصور ص ۲۶۷)

بشارت والی حدیث اور محدثین

بشارت والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے محدثین کرام نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں وضاحت فرمائی ہے کہ یزید قطعاً اس بشارت کا مصداق نہیں ہے اور مغفرت عموم سے بالکل خارج ہے۔ مگر افسوس کہ اکثر غیر مقلدین اور دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء نے اس حدیث سے یہی باور کرایا ہے کہ یزید جنتی ہے اور اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ جیسے ”رشید ابن رشید“ نامی کتاب پر ان دونوں مکاتب فکر کے علماء کی تصدیقات ہیں۔ اسی طرح دیگر کئی کتب جو یزید کو امیر المومنین اور رحمتہ اللہ علیہ ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی ہیں۔ ان میں محدثین کی نامکمل عبارات لکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیا گیا ہے۔ محدثین کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے۔

قوله قد اوجبوا فعلوا وحبت لهم به الجنة قوله مدينة قيصر اى ملك الروم قال قسطلانى كان اول من غزا مدينة قيصر يزيد ابن معاوية وجماعة من سادات الصحابة كابن عمر وابن عباس وابن الزبير وابى ايوب انصارى وتوفى بها ابو ايوب اثنتين وخميسن من الهجرة انتهىٰ كذا قاله فى الخير البارى و فى الفتح قال المهلب فى هذا الحديث منقبة لمعاوية لانه اول من غزا البحر ومنقبة لو لده لانه من غزا مدينة قيصر وتعقبه ابن التين وابن المنير بما حاصله انه لا يلزم من دخوله فى ذالك المعموم ان لا يخرج بدليل خاص اذ لا يختلف اهل العلم ان قوله صلى الله عليه واله وسلم مغفور لهم مشروط بان تكونوا من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذالك لم يدخل فى ذالك العموم اتفاقاً فدل على ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم

قولہ قد اوجبوا" ان کے لئے جنت واجب ہے۔ مدینہ قیصر یعنی ملک روم، قسطلانی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مدینہ قیصر پر یزید بن معاویہ نے جہاد کیا۔ اس کے ساتھ سادات صحابہ کی ایک جماعت تھی۔ مثلاً حضرت ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما۔ اور آپ کا انتقال بھی ۵۲ ہجری میں وہیں پر ہوا۔ خیر الباری اور فتح الباری میں ہے کہ مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے بحری لڑائی کی اور آپ کے بیٹے (یزید) کی منقبت ہے کہ اس نے قسطنطنیہ میں جنگ کی ابن تین اور ابن منیر نے مہلب کا تعاقب کیا اور انہوں نے کہا کہ اس عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دلیل خاص سے اس بشارت سے خارج نہ ہو سکے کیونکہ اہل علم کا اس میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان اہلیت مغفرت کے ساتھ مشروط ہے حتیٰ کہ اگر ان (مجاہدین) میں سے کوئی مرتد ہو جائے تو وہ اس (بشارت) کے عموم سے ہرگز داخل نہیں ہو گا۔ پس ثابت ہوا کہ مغفور لہم کی بشارت انہی کے لئے ہے جن میں شرط مغفرت پائی جائے گی۔ (بخاری شریف کی حدیث کا حاشیہ جلد اول ص ۴۰)

علامہ قسطلانی نے بھی یہی کچھ لکھا اور مزید فرمایا کہ (یزید) بنو امیہ کی حمیت کی وجہ سے اس غزوہ پر گیا تھا دیکھئے!

(ارشاد الساری شرح بخاری ۵/ ۱۲۵)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے بھی تقریبا یہی بات لکھی ہے۔(فتح الباری شرح بخاری ۱۲/ ۶۱)

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وکان فی ذالك الجیش ابن عباس و ابن عمرو ابن زبیر و ابو ایوب الانصاری قلت الاظهروا ان هؤلاء السادات من الصحابة کانوا مع سفیان هذا فلم یکونوا مع یزید لانه لم یکن اهلاً ان یکون هولاء السادات فی خدمته قال المهلب فی هذا الحدیث منقبة لمعاویة کان اول من غزا البحر ومنقبة لولده یزید لانه اول من غزا مدینة قیصر قلت ای منقبة لیزید وحاله مشهور فان قلت قال صلی الله علیه واله وسلم فی حق هذا الجیش مغفور لهم قلت قیل لا یلزم من دخوله فی ذالك العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذالا یختلف اهل العلم ان قوله صلی الله علیه واله وسلم مغفور لهم مشروط بان یکوانو من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذالك لم یدخل فی ذالك العموم فدل علی انا المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة منهم

اور اس لشکر میں ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم تھے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سادات صحابہ حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تھے۔ نہ کہ یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں کیونکہ یزید ہرگز اس قابل نہ تھا کہ سادات صحابہ اس کی سرکردگی میں ہوں۔ مہلب نے کہا اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے جنگ لڑی اور ان کے بیٹے یزید کی منقبت ہے جبکہ اس کا حال مشہور ہے۔ اگر تم کہو کہ رسول ﷺ نے اس لشکر کے لئے "مغفور لہم" فرمایا تو ہم کہتے ہیں کہ عموم میں داخل ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ دلیل خاص سے خارج نہ ہو سکے، کیونکہ اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مغفور لہم مشروط ہے کہ وہ آدمی مغفرت کا اہل ہو۔ حتی کہ اگر غازیوں میں کوئی مرتد ہو جائے تو وہ اس عموم میں داخل نہیں رہتا۔ پس ثابت ہوا کہ مغفرت اسی کے لئے ہے جو مغفرت کا اہل ہو گا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ۱۲/ ۱۰ مطبوعہ مصر)

یزید بن معاویہ جس لشکر میں شامل تھا وہ ۵۲ ہجری میں قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ جبکہ پہلا حملہ اس سے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ جیسا کہ پچھلے اوراق میں تفصیلاً ذکر کی گئی۔ یزید والا لشکر ۵۲ ہجری میں حملہ آور ہوا تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس لشکر میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ۵۲ ہجری میں ہوا۔

۱۔ علامہ ابن کثیر دمشقی فرماتے ہیں۔

وذالك سنة ۵۲ هجری اثنتين وخمسين ومعهم ابو ايوب فمات هناك

اسی سال ۵۲ ہجری میں ان کے ساتھ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے اور آپ کا انتقال بھی وہیں ہوا تھا۔

(۱۶۔ البدایہ والنہایہ ۸/۵۹)

۲۔ علامہ ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وكان ابو ايوب سنة ۵۲هجری

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ۵۲ ہجری میں ہوا۔ (۱۷۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۹)

۳۔ علامہ ابن اثیر نے ۵۲ ہجری کے حوادث میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات کا ذکر کیا ہے۔

(۱۸۔ ابن اثیر ۳/۴۹۲)

۴۔ یزید کے حامی محمود احمد باسی نے بھی طبقات ابن سعد کے حوالے سے لکھا:

وتوفى ابو ايوب انصارى عام غزا يزيد ابن معاوية القسطنطنية خلافة ابيه سنة ۵۲ (خلافت معاویہ و یزید ص ۷۹)

۵۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

وكانت غزوة يزيد المذكورة فى سنة اثنتين فى خميس من الهجرة وفى تلك الغزوة مات ابو ايوب الاناصرى فاوحى ان يدفن عند باب القسطنطنية۔

اور یزید کا مذکورہ غزوہ ۵۲ ہجری میں ہوا۔ اسی غزوہ میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور انہوں نے وصیت فرمائی کہ مجھے قسطنطنیہ کے دروازے کے پاس دفن کیا جائے۔

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ یزید کے لشکر میں شامل تھے اور وہ لشکر ۵۲ ہجری میں قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اور اسی حملہ میں صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی

وفات ہوئی اور یہ قسطنطنیہ پر آخری حملہ تھا۔ جبکہ مغفرت کی بشارت والی حدیث میں صراحت ہے کہ "پہلا لشکر جو ہو گا اس کی مغفرت ہو گی" دوسری طرف دیکھئے کہ یزید اس غزوہ میں شوق یا جوش جہاد سے نہیں گیا بلکہ مجاہدین کو پہنچنے والی تکالیف پر خوشی کا اظہار کرنے کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے جبراً بھیجا تھا۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ ۵۰ ہجری میں حصرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بہت بڑا لشکر حضرت سفیان بن عوف کی قیادت میں بلاد روم پر حملے کے لئے بھیجا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس میں شریک ہونے کو کہا لیکن اس نے بڑی گرانی محسوس کی تو اسے آپ نے چھوڑ دیا۔ پھر لوگوں کو یہ اطلاع ملی کہ اس لشکر کے مجاہدین سخت بھوک اور بیماری کا شکار ہوئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ یزید نے اس لشکر کا حال سن کر یہ اشعار پڑھے۔

ما ان ابا لی بمالاقت جمودعهم بالفدقد البيد من الحمىٰ ومن شوم اذا اتطات على الانماط مرتفقا بديد مران عندى ام كلثوم وهى امراته بنت عبدالله ابن عامر فخلف ليخلفن بهم فسار فى جمع كثير

مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ بخار اور بد قسمتی کی وجہ سے اس کھلے صحرا میں ان لشکروں پر کیا بیتی۔ جبکہ میں نے دیر مران میں بلند ہو کر قالینوں پر تکیہ لگالیا۔ اور میرے پہلو میں ام کلثوم موجود ہے۔ یہ عبد اللہ بن عامر کی بیٹی (اور یزید کی بیوی تھی) تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ یزید کو اس لشکر کے ساتھ بھیجیں گے چنانچہ جماعت کثیرہ کے ساتھ وہاں چلا گیا۔ (تاریخ ابن خلدون ۳/۲۰،۱۹)

علامہ ابن اثیر نے بھی یہی بات لکھی ہے۔ (ابن اثیر ۳/۴۵۸)

اگر بالفرض یزید کو بشارت والی حدیث کا مصداق مان لیا جائے تو اس حدیث کا مفاد صرف یہ ہے کہ یزید کے اس وقت تک جتنے گناہ تھے، وہ بخش دیئے گئے۔ بعد میں یزید کے افعال قبیحہ نے اسے اس بشارت سے محروم کر دیا کیونکہ جہاد ایک عمل خیر ہے جس سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، لیکن بعد والے معاف نہیں ہوتے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کی اس حدیث پاک "مغفور لہم" سے بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ اس دوسرے لشکر میں شریک تھا بلکہ اس کا افسر و سربراہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ گواہی دیتی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس غزوہ سے پہلے جو اس نے گناہ کئے وہ بخش دیئے گئے، کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے اور کفارات کی شان یہ ہے کہ وہ سابقہ گناہوں کے اثر کو زائل کرتا ہے۔ بعد میں ہونے والے

گناہوں کے اثر کو نہیں۔ہاں اگر اسی کے ساتھ یہ فرمادیا ہوتا کہ قیامت تک کے لئے اس کی بخشش کردی گئی ہے تو بے شک یہ حدیث اس کی نجات پر دلالت کرتی۔اور جب یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں،بلکہ اس صورت میں اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور اس غزوہ کے بعد جن جن برائیوں کا وہ مرتکب ہوا ہے، جیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروانا، مدینہ طیبہ کو تاخت و تاراج کرانا، شراب نوشی پر اصرار کرنا، ان سب گناہوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔چاہے تو معاف کرے،چاہے تو عذاب دے۔جیسا کہ تمام گناہ گاروں کے حق میں یہ ہی طریقہ رائج ہے"۔ (شرح تراجم ابواب البخاری ص ۳۲،۳۱)

یہی مفہوم علامہ قسطلانی نے "ارشاد الساری ۵/ ۱۲۵، اور علامہ بدرالدین عینی نے "عمدۃ القاری ۱۲/ ۱۰" میں فرمائی ہے۔

غیر مقلدین کے حافظ زبیر علی زئی نے ماہنامہ "الحدیث" شمارہ ۶ ص ۴ اور عبداللہ دامانوی نے ماہنامہ "محدث" جنوری ۲۰۱۰ء ص ۴۸ میں اور مولانا ارشاد الحق نے بھی ماہنامہ "محدث" اگست ۱۹۹۹ء میں یہی موقف اپنایا ہے کہ یزید اس حدیث کا مصداق نہیں اور نہ اس حدیث سے اس کی نجات ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات غفور الرحیم ہے۔وہ مالک یوم الدین ہے۔وہ اگر یزید کو بخشنا چاہے تو اس کی مرضی، لیکن قواعد شرعیہ کی رو سے عترت پیغمبر کے قاتل، مدینۃ الرسول کو تاخت و تاراج کرنے والے اور حرم کعبہ پر سنگ بازی کے مجرم یزید کو جنتی کہنا بہت بڑی جہالت، سخت لادینیت ہے۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پلید بن معاویہ ابو خالدی

مندرجہ ذیل کتابوں سے تیار کی گئی ہے

قران کریم	کنزالایمان	بخاری شریف	مسلم شریف	ابن ماجہ
ابوداؤد شریف	مؤطاامام احمد	ترمذی شریف	عینی شرح بخاری	المعجم
الکبیر کنزالعمال	السنن الکبری	تفسیر کبیر	مرقاۃ شرح مشکوۃ	اشعۃ
اللمعات	الجامع الصغیر	روح المعانی	صواعق محرقہ	البیہقی
المستدرک	محبت اہل بیت رسول	فرش پر عرش	سیرت امام شافعی	مجمع الزوائد
طبرانی	مدارج النبوۃ	تذکرۃ الخواص	الشرف المؤیدہ	ابن حبان
المعجم الاوسط	ابویعلی	النسائی	اسدالغابہ	محبوب یزدانی
تحائف اشرفی	المرتضیٰ	البدایہ والنہایہ	تاریخ الخمیس	الفردوس
تاریخ دمشق الکبیر	سیئر اعلام النبلاء	الصفوۃ الصفوہ	الذریۃ الطاہرۃ	نورالابصار
اللسان المیزان	فتح الباری	تفسیر مظہری	جذب القلوب	السان المیزان
الاکمال فی اسماء الرجال	البدایہ والنہایہ	تاریخ الخلفاء	وفاء الوفاء	التاریخ الکامل
الخصائص الکبریٰ	تہذیب الکمال	عرفان شریعت	آکام المرجان	التبصرۃ
الامالی الشجریہ	تاریخ الذہبی	فتاوی ابن تیمیہ	ماثبت من السنۃ	تاریخ یعقوبی
فتاوی رضویہ	کشف المحجوب صحابیات وعارفات		احیاء العلوم	کتاب الافانی
امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی	عمدۃ القاری	اسعاف الراغبین	شذرات الذہب	بحرالدموع
الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید		میزان الاعتدال	حیوۃ الحیوان	حجۃ اللہ البالغہ
اخبارالطوال	فتاویٰ عزیزی	تکمیل الایمان العلم الشائخ فی تفضیل الحق علی الاباء والمشائخ		
	مروج الذہب	التمہید فی بیان التوحیدیہ	صحائف اشرفی	احکام عالمگیری
خطبات محرم	ارشاد الساری شرح البخاری	خالصۃ الفتاوی	فتاوی عبدالحی	تاریخ بغداد
التذکرۃ للقرطبی	الکوکبۃ الشہابیہ	الملفوظ	سوانح کربلا	شام کربلا
کنزالمطالب فی مناقب علی بن ابی طالب		تجلیات سخن	کربلا کا مسافر	بہار شریعت

الدرۃ البیضافی مناقب فاطمۃ الزہرا   مرج البحرین فی مناقب الحسنین   سر الشہادتین
حدائق بخشش   شہادت نواسہ سید الابرار و مناقب آل نبی المختار   مکتوبات امام ربانی   شرح فقہ اکبری
یزید یزیدیت کے آئینے میں   یزید دلائل کے آئینے میں

پیغام اعلیٰ حضرت

امام حمد رضاخاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدااور اس کی شان میں ادنی توہین پاؤ پھر وہ کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً جدا ہو جاؤ جس کی بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ کیسا ہی معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۱۳ از مولانا حسنین رضا)

چندوظیفے

بعد نماز فجر : یاعزیز یااللہ ایکسو مرتبہ

بعد نماز ظہر : یاکریم یااللہ ایکسو مرتبہ

بعد نماز عصر : یاجبار یااللہ ایکسو مرتبہ

بعد نماز مغرب : یاستار یااللہ ایکسو مرتبہ

بعد نماز عشاء : یاغفار یااللہ ایکسو مرتبہ

ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ، کلمہ توحید یعنی لا الہ اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمدوھوعلی کل شیئ قدیر دس مرتبہ، یابلند آواز سے کم از کم تین بار۔سبحان اللہ ۳۳مرتبہ، الحمد للہ ۳۳مرتبہ، اللہ اکبر ۳۴مرتبہ، کلمہ تمجید یعنی سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ایک مرتبہ پڑھا کرے۔ درود شریف جس قدر زیادہ پڑھ سکے پڑھا کرے۔

درود شریف یہ ہے

اللھم صلی وسلم علی سیدنا محمد وعلی ال سید نا محمد کما تحب و ترضیٰ بان تصلی علیہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم

درود شریف

اللھم صلی علی سیدناومولانامحمدوسیدناادم وسیدنانوح وسیدناإبراھیم وسیدناموسی وسیدناعیسی وما بینھم من النبیین والمرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیھم اجمعین اللھم صلی علی سیدناجبرائیل وسیدنامیکائیل وسیدنا إسرافیل وسیدناعزرائیل و حملۃ العرش و علی الملائکۃ والمقربین وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیھم اجمعین

بڑے پیمانے سے ثواب ملنا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

جو شخص چاہے کہ اس کو بڑے پیمانے سے ثواب دیا جائے تو اس کو چاہیئے کہ یہ درود شریف پڑھے۔

مال و دولت میں برکت

اَللّٰھُمَّ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (روح البیان)

جو شخص اس درود شریف کو پڑھے گا اس کی مال دولت رات دن بڑھے گا۔

ایک ہزار دن تک نیکیاں

جَزَى اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا بِمَا هُوَ أَهْلُهُ

(الطبراني في المعجم الأوسط ۱/ ۸۲)

یہ درود شریف پڑھنے والے کے لیے ستر (۷۰) فرشتے ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے ہیں۔

استغفار اولیاء

استغفر الله ربي من كل جميع ما كره الله قولا فعلا سمعا ناظرا

ولا حول ولا قوة الله با الله العلى العظيم

روزانہ سو بار پڑھنے والا چند سالوں کے بعد گناہوں سے محفوظ فرمالیا جاتا ہے۔

ہر حاجت کے لئے

قلت حیلتی انت وسیلتی ادرکنی یا رسول الله ﷺ

اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے حیلے ختم ہوگئے آپ ہی میرا وسیلہ ہیں مجھے سنبھالیے۔

اٹھتے، بیٹھتے چلتے پھرتے باوضو، بے وضو پڑھتے رہیئے ان شاء اللہ ناکامی نہیں ہوگی۔

استغفار ملائکہ

سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم وبحمده استغفر الله

روزانہ سو بار پڑھنے والا رزق وسیع پاتا ہے۔

دو سجدوں کے درمیان کی دعائیں

رب اغفرلی، رب اغفرلی، رب اغفرلی (سنن ابی داؤد)

اے میرے رب! مجھے معاف کردے، اے میرے رب! مجھے معاف کردے، اے میرے رب! مجھے معاف کردے۔

اللهم اغفرلی وارحمنی واهدنی واجبرنی

وعافنی وارزقنی وارفعنی

اے اللہ عزوجل! مجھے معاف کردے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، میرے نقصان پورے کردے، مجھے عافیت دے، مجھے رزق دے اور مجھے بلندی عطا فرما۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

پریشانی اور صدمے کے وقت کی دعا

یا حی یا قیوم بارحمتك اسغیث

اے زندہ! اے قیوم! میں تیری رحمت کے ساتھ مدد کا طلبگار ہوں۔ (سنن ترمذی)

مزار پر حاضری کا طریقہ

فرمانِ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ:

زیارت قبر میت کے مواجہ میں کھڑے ہو کر اور اس طرف سے جائے کہ اس کی نگاہ سامنے ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ سر اٹھا کر دیکھنا پڑے۔ سلام و ایصال ثواب کے لیے اگر دیر کرنا چاہتا ہے رُوبرو قبر کے بیٹھ جائے اور پڑھتا رہے یا ولی کا مزار ہے تو اس سے فیض لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۳۵)

مزار پر دعا کا طریقہ

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ فاتحہ کے بعد زائر صاحب مزار کے وسیلے سے دعا کرے اور اپنا جائز مقصد پیش کرے پھر سلام کرتا ہوا واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے۔ طواف باالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۲۲)

مزار شریف یا قبر پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں شرعاً حرج نہیں بلکہ نہایت ہی اچھا طریقہ ہے۔

فائدہ

قبروں پر پھول ڈالنا کہ جب تک وہ تَر رہے گا تسبیح کریں گے اس سے میت سے کا دل بہلتا ہے اور رحمت اترتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ قبروں پر پھولوں کا رکھنا اچھا ہے۔

دیگر حوالہ جات یہ ہے......

فتاویٰ ہندیہ جلد ۵ صفحہ ۳۵۱،

فتاویٰ امام قاضی خاں

امداد المفتاح

ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۶۰۶

فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۵

مزار پر چادر چڑھانا

مزار پر جب چادر موجود ہو خراب نہ ہوئی ہو بدلنے کی حاجت نہیں تو چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صرف کریں اللہ کے ولی کو ایصال ثواب کرنے کے لئے کسی محتاج کو دیں۔

(احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۴۲)

آج ہم چادر چڑھانے کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے اور ڈھول تاشے کے ساتھ چادر لے کر جاتے ہیں یہ غیر شرعی اور غلط طریقہ ہے۔اس طرح کے رواجوں کا اسلام میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

پیڑ، دیوار یا تاک پر فاتحہ دلانا

لوگوں کا کہنا ہے کہ فلاں پیڑ پر شہید (یا کوئی بزرگ) رہتے ہیں اور اس پیڑ یا دیوار یا تاک کے پاس جاکر مٹھائی ، چاول (یا کسی چیز) پر فاتحہ دلانا، ہار پھول ڈالنا، لوبان یا اگربتی جلانا اور منتیں ماننا، مرادیں مانگنا یہ سب باتیں واہیات، بیکار، خرافات اور جاہلوں والی بے وقوفیاں اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ (احکام شریعت حصہ ا صفحہ ۲۲)

کسی بزرگ یا شہید یا ولی کی حاضری یا سواری آنا

اسی طرح یہ سمجھنا کہ فلاں آدمی یا عورت پر کسی بزرگ یا شہید یا ولی کی حاضری ہوتی یا سواری آتی ہے یہ بھی فضول اور جاہلوں کی گڑھی ہوئی بات ہے کسی انسان کے کسی بھی طرح سے مرنے کے بعد اسکی روح کسی انسان یا کسی چیز میں نہیں آسکتی، جو جنتی ہیں ان کو اس طرح کی ضرورت نہیں اور جو جہنمی ہیں وہ آ نہیں سکتے، جنات اور شیطان ضرور کسی چیز یا کسی جانور یا کسی انسان کے جسم کو گمراہ کرنے کے لیے آسکتے ہیں۔ ہمزاد بھی شیطان جنات میں سے ہوتا ہے جو ہر انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے زندگی بھر اسکے ساتھ رہتا ہے اور اس انسان کے مرنے کے بعد یا زندگی میں ہی کسی بچے یا بڑے کے جسم میں گھس کر اسکی زبان بولتا ہے، اسی کو جاہل مسلمان دوسرا جنم اور پچھلے جنم کی بات سمجھ لیتے ہیں۔

اللہ جل جلالہ ہمیں سیدھے راستے پر چلائے یعنی انبیاء، شہداء، صدیقین، صالحین ور اولیاء کرام کے راستے پر چلائے اور شریعت کا پابند بنائے۔ آمین

فاتحہ سلطان الاولیاء محبوب یزانی وعبد الرزاق نورالعین قدس سرہ

بروح اقدس حضرت سلطان الاولیاء درۃ تاج الاصفیاء عمدۃ الکاملین زندۃ الواصلین، عین عیون محققین، وارث علوم انبیاء و مرسلین، کان عرفان، جان ایمان، منبائے خاندان چشتیہ، منشائے دودمان بہشتیہ، تارک المملکۃ و الکونین، مرشد الثقلین، اولاد حسین شہید کربلا، رنور دیدہ فاطمہ زہرا، جگر گوشہ علی مرتضےٰ، نبیرہ حضرت محمد مصطفےٰ، سالک طرق طریقت، مالک ملک حقیقت، مقتدائے اولیاء روزگار، پیشوائے اصفیاء کبار، صدر بارگار کرامت مقتدائے کنتم خیر امۃ اخرجت واقف رموز حقائق الہی، کاشف وقائق لا متناہی، سیمرغ قاف قطع علائق، شہباز فضائے حقائق، شمع شبستان ہدایت، مہر انور اوج ولایت، ملاذ ارباب شوق و عرفاں، معاذ اصحاب ذوق وجداں، مقتدیٰ الانام، شیخ الاسلام، حافظ قراءت سبعہ جہاں گست حدود اربعہ، مقیم سراوقات جلال مہبط تجلیات جمال الذی من اقتدی بہ فقد اہتدی ومن خالف فقد ضل و غویٰ متابعوۃ سالکون و مخالوۃ ھالکون وھو الواقفی مقام القطبیۃ و المتمکن فی مرام الغوثیہ، مظہر صفات ربانی، مورد الطاف سبحانی حضرت شاہ مردان ثانی مخاطب بہ خطاب محبوب یزدانی، سیدنا و مولانا و شفاء صدورنا وطیب قلوبنا مقتدائے اولیاء کثیر حضرت امیر کبیر مخدوم سلطان سید اشرف جہانیاں جہانگیر سمنانی السامانی نور بخشی النورانی سرہ العزیز وبروح اقدس حضرت قدوۃ الابرار عمدۃ الاخیار سرو گلستاں حسنی الحسینی، نہال بوستاں بنی المدنی نوردیدہ حضرت محبوب سبحانی سرور سینہ سید عبد القادر جیلانی، مظہر اسرار اشرفی، منظر انظار شگرفی حاجی الحرمین الشریفین، مخاطب بہ خطاب نورالعین، زبدۃ الآفاق مرضی الاخلاق مہبط انوار مشیخت علی الاطلاق حضرت سید عبد الرزاق نورالعین رضی اللہ عنہ مع جمیع خلفاء و مریداں یکبار فاتحہ وسہ بار اخلاص باصلوات بخوانید۔

دعوت عمل

۱. ایمان کی حفاظت کے لئے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اور دیگر علماء اہلسنت وجماعت کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔ جو حضرات خود نہ پڑھ سکیں وہ اپنے پڑھے لکھے بھائی سے درخواست کریں کہ وہ پڑھ کر سنائے۔

۲. فرائض وواجبات کی ادائی کو ہر کام پر اولیت دیجئے اس طرح حرام و مکروہ کاموں اور بدعات سے اجتناب کیجئے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

۳. فریضۂ نماز، روزہ، حج اور زکوۃ تمام تر کوشش سے ادا کیجئے کہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ ان فرائض کی ادائی کے برابر نہیں ہے۔

۴. پنجگانہ نمازیں اپنے قریب کے مسجدوں میں ادا کریں اور امام صاحب کا بھی خیال رکھا کریں کیونکہ وہ قوم کا رہبر ورہنماء ہے۔

۵. خوش اخلاقی، حسن معاملہ اور وعدہ وفائی کو اپنا شعار بنایئے۔

۶. قرض ہر صورت میں ادا کیجئے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں کیا جاتا ہے۔

۷. قرآن کی تلاوت کیجئے اور اس کے مطالب سمجھنے کے لیے کلام پاک کا بہترین ترجمہ کنزالایمان ازامام احمد رضاخان علیہ الرحمہ پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے۔

۸. فاتحہ، عرس، میلاد شریف اور گیارہوں شریف یا خواجہ کی چھٹی شریف کی تقریبات میں کھانے، شیرینی اور پھلوں کے علاوہ علمائے اہل سنت کی تصانیف بھی تقسیم کیجئے۔

۹. اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکام وفرامین جاننے، ان پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہونچانے کے لئے تمام سنی تنظیموں اور تحریکوں شمولیت اختیار کیجئے۔

۱۰. ہر شہر میں سُنّی رسالے، لیٹریچر یا کتابیں فراہم کرنے کے لئے کتب خانہ قائم کیجئے یہ تبلیغ بھی ہے اور بہترین تجارت بھی۔

۱۱. اسلامی بہنوں کی تعلیم وتربیت کے لیے کم سے کم ہر ماہ اپنے قرب وجوار میں اجتماعات کا اہتمام کیجئے۔

۱۲. مزارات پر الٹی سیدھی حرکتیں کرنا مثلاً بے پردہ عورتوں کا جانا، ناچ گانا کرنا، چرس پینا، جگہ جگہ جعلی عاملوں اور جعلی پیروں کی بورڈ ہونا وغیرہ۔ ان سب کاموں کو اہلسنت وجماعت پر ڈال کر بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے لہذا ان تمام خرافاتوں سے پاک کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

۱۳. کوئی شخص مزارات اولیاء پر جاکر سجدہ یا طواف کرتا ہے تو اسے سختی سے روکا جائے اور انہیں اہلسنت وجماعت کی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے۔

۱۴. آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ کی رکنیت قبول کیجئے، رکنیت فارم دفتر سے طلب کیجئے۔

آخر میں......................................

اللھم اختم لنا بحسن الخاتمہ ولاتختم علینا بسوء الخاتمہ اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلك واجعل موتی فی بلد رسول لك صلی الله علیہ وسلم وصلی الله علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

موت آئے در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سیدؔ
ورنہ تھوڑی سی زمیں ہو شہ سمناں کے قریب

فقیر قادری گدائے اشرفؔ سمناں

آلِ رسول احمد الصدیؔقی الاشرؔفی القاؔدری کٹیہاؔری

(المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۷ ہجری بروز جمعۃ المبارک

Please Like, Download, Share and Subscribed
For Eisal e Sawaab All Muslims (Sunni Muslims)
YouTube Channel
http://www.youtube.com/c/AaleRasoolAhmad
Follow on twitter
www.twitter.com/aaleashrafi
Email
aalerasoolahmad@gmail.com
Facebook: www.facebook.com/aalerasoolahmad
Blogger
www.aalerasoolahmad.blogspot.com
Scribd: www.scribd.com/aale8rasool8ahmad
Slideshare: www.slideshare.net/mdalerasool
Priterest: www.pinterest.com/aalerasoolahmad

Note: if you find any typing mistake or wrong reference Please inform above address In Sha Allah I will edit very soon. جزاك الله خیرا واسعا

Introduction to AIUMB

All India Ulama & Mashaikh Board (AIUMB) has been established with the basic purpose of popularizing the message of peace of Islam and ensuring peace for the country and community and the humanity. AIUMB is striving to propagate Sunni Sufi culture globally .Mosques, Dargahs, Aastanas, and Khanqwahs are such fountain heads of spirituality where worship of God is supplemented with worldly duties of propagating peace, amity, brotherhood and tolerance.

AIUMB is a product of a necessity felt in the spiritual, ethical and social thought process of Khaqwahs.Khanqwahs also have made up their mind to update the process and change with the changing times. As it is a fact that Khanqwahs cannot ignore some of the pressing problems of the community so the necessity to change the work culture of these centers of preaching and learning and healing was felt strongly. AIUMB condemns all those deeds and words that destabilize the country as it is well known that this religion of peace never preaches hatred .Islam is for peace. Security for all is the real call. AIUMB condemns violence in all its form and manifestation and always ready to heal the wounds of all the mauled and oppressed human beings. The integral part of the manifesto of AIUMB is peace and development. And that is why Board gives first priority to establish centers of quality modern education in Sunni Sufi dominated ares of the country. The other significant objectives of the Board are protection of waqf properties, development of Mosques, Aastanas, Dargahs and Khanqwahs.

This Board is also active in securing workable reservation for Muslims in education and employment in proportion to their population. For this we have been organizing meetings in U.P, Rajasthan, Gujrat, Delhi, Bihar, West Bengal, Jharkhand, Chattisgadh, Jammu& Kashmir, and other states besides huge Sunni Sufi conferences and Muslim Maha Panchayets . Sunni conference (Muradabad 3rd Jan 2011)Bhagalpur(10th May 2010) and Muslim Maha Panchayet at Pakbara Muradabad (16th October 2011) and also Mashaikh e tareeqat conference of Bareilly (26th November 2011) are some of the examples.

HISTORICAL FACT AND THE NEED OF THE HOUR

The history of India bears witness to that fact that when Alama Fazle Haq Khairabadi gave the clarion call to fight for the freedom of our country all the Khanqahs and almost all the Ulama and Mashaikh of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat rose in unison and gave proof of their national unity and fought for Independence which resulted in liberation of our country from British rule.

But after gaining freedom, our Khanqahs and The Ulama of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat went back to the work of dawa and spreading Islam, thinking that the efforts that were undertaken to gain freedom are distant from religion and leaving it to others to do the job. Thus the Independence for which our Ulama and Mashaikh paid supreme sacrifice and laid down their lives resulted in us being enslaved and thereby depriving us legimative right to participate in the governance of our country.

After the Independence hundreds of issues were faced by the Umma, whether religious or economic were not dealt with in a proper way and we kept lagging behind. During the lat 50 years or so a handful of people of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat could become MLA's, MP's and minister due to their individual efforts lacking all along solid organized community backing as a result of which Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat remained disassociated with the Government machinery and we find that we have not been able to found foothold in the Waqf Board, Central Waqf Board, Hajj Committee, Board for Development of Arbi, Persian & Urdu or Minorities Commission. Similarly when we look towards political parties big or small we see a specific non-Sunni lobby having strong presence. In all the Institution mentioned above and in all political parties Sunni presence is conspicuous by its absence.

Time and again Ulama and Mashaikh have declared that the Sunni's constitutes a total of approximately 75% of all Muslim population. This assertion have lived with us as a mere slogan and we have not been able to assert ourselves nor have we made any concerted efforts to do so.

It is the need of the hour that The Ulama and Mashaikh should unite and come on single platform under the banner of Ahl-E- Sunnah Wal-Jamaat to put forward their message to the Sunni Qaum. To propagate our message Sunni conferences should be held in the District Head Quarters and State Capitals at least once a year to show our strength and numbers this is an uphill task and would require huge efforts but rest assured that once we do that we shall be able to demonstrate our number leaving the non-Sunni way behind thereby changing the perception of political parties towards us and ensuring proper representation in every field.

AIMS AND OBJECTIVES OF AIUMB

- To safeguard the right of Muslim in general and Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in particular.

- To fight for proper representation of responsible person of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in national and regional politics by creating a peaceful mass movement.

- To ensure representation of Sunni Muslim in Government Organization specially in Central Sunni Waqf Boards and Minorities Commission.

- To fight against the stranglehold and authoritarianism of non-Sunni's in State Waqf Board.
- To ensure representation of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in the running of the state waqf board.

- To end the unauthorized occupation of the Waqf properties belonging to Dargahs, Masajids, Khanqahs and Madarasas, by ending the hold of non-Sunni's and to safeguard Waqf properties and to manage them according to the spirit of Waqf.

- To create an envoirment of trust and understanding among Sunni Mashaikh, Khanqahs and Sunni Educational institution by realizing the grave danger being paced by Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat. To rise above pettiness, narrow mindedness and short sightedness to support common Sunni mission.

- To work towards helping financially weak educational institutions.

- To provide help to people suffering from natural calamities and to work for providing help from Government and other welfare institutions.

- To help orphans, widows, disabled and uncared patients.

- To help victims of communalism and violence by providing them medical, financial and judicial help.

- To organize processions on the occasion of Eid-Miladun-Nabi (SAW) in every city under the leadership of Sunni Mashaikh. To restore the leadership of Sunni Mashaikh in Juloos-E-Mohammadi (SAW) wherever they were organized by Wahabi and Deobandis.

- To serve Ilm-O-Fiqah and to solve the problem in matters relating to Shariah by forming Mufti Board to create awareness among the Muslims to understand Shariah.

- To establish Interaction with electronic and print media at district and state level to express our viewpoint on sensitive issues.

Ashrafe–Millat Hazrat Allama Maulana Syed Mohammad Ashraf Kichhowchhwi
President & Founder All India Ulama & Mashaikh Board
Email: ashrafemillat@yahoo.com
Twitter: www.twitter.com/ashrafemillat
Facebook: www.facebook.com/AIUMBofficialpage Website: www.aiumb.com

Head Office :
20, Johri Farm,
2nd Floor, Lane No. 1
Jamia Nagar, Okhla
New Delhi India -25
Cell : 092123-57769
Fax : 011-26928700
Zonal Office:
106/73-C,
Nazar Bagh, Cantt. Road,
Lucknow Uttar Pradesh India.
Email : aiumbdel@gmail.com

ان شاء اللہ عزوجل

اردو میں بہت جلد آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔

قال الاشرف رضی اللہ عنہ